نَحنُ انصارُ اللہ

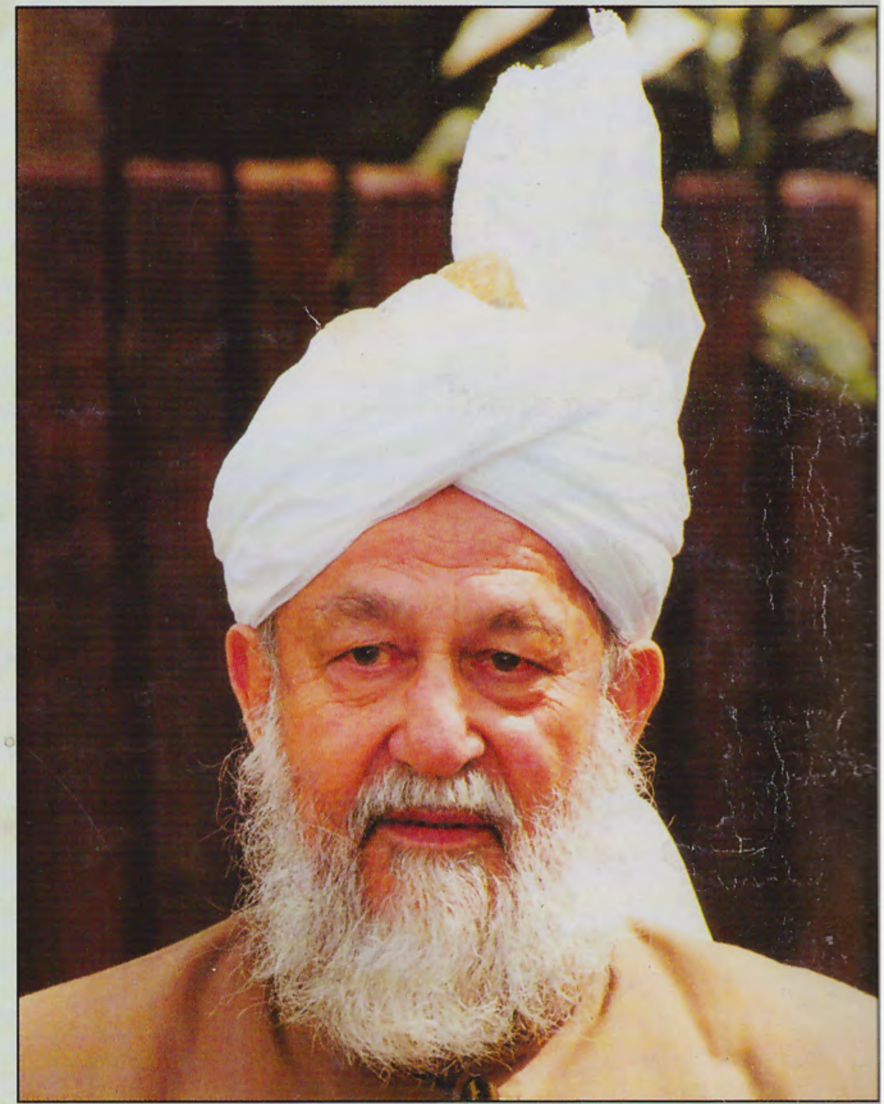

دعا کرو

دُعا کرو کہ سَروں پر رہے وُہ ابرِ کرم
دِلوں میں نُور کی جو کھیتیاں اُگاتا ہے
دُعا کرو کہ وہ پرچم سَدا بُلند رہے
خُدا کے دِیں کی طرف جو ہمیں بلاتا ہے

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان

GM

GATEWAY

CHEVROLET/OLDSMOBILE

2 GATEWAY BOULEVARD, BRAMPTON, ONTARIO L6T 4A7

TOP VALUE FOR ALL TRADES

NEW & USED CARS, TRUCKS AND VANS

- 0% Financing & Lease Rates
- Sales & leasing Financing Available
- Huge Selection - 2 Doors & 4 Doors
- Huge selection of Pickup Trucks & Vans
- Many Factory Incentives
- Come For the Best Selection
- Large selection of Pre-owned Vehicles
- Large Service Dept. And Body Shop
- Top Value For All Trades
- Graduate Program $1000 Discount

Mubariz Warraich
TEL: (905) 791-7111- ext 201
E-mail: mubarizw@hotmail.com

BONUS With The Delivery Of Every New Or Used Vehicle Receive: **400 Liters Of Gas!**

2002 Cavalier Starting Price
$11,998 (cash)
or Leasing from $226 /mo with 0$ down

2002 Venture Starting Price
$22,498 (cash)
or Leasing from $319 /mo with 0$ down

بسم الله الرحمن الرحیم　　نحمده ونصلی علی رسوله الکریم　　وعلی عبده المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلّہ

نحنُ انصارُاللّٰہ

1380 ہجری شمسی۔2002عیسوی

جلد نمبر3۔۔۔شمارہ نمبر 2

امیر و مشنری انچارج کینیڈا

مولانا نسیم مہدی

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

ملک کلیم احمد

قائد اشاعت

محمد زبیر منگلا

مدیر (اردو)

ناصر احمد وینس

مدیر (انگلش)

ڈاکٹر ساجد احمد

کمپوزنگ و ڈیزائنگ

محمد خلیل

سعید احمد مجید

فہرست مضامین

☆ دینی اقتباسات

☆ اداریہ

☆ تربیتِ اولاد کا ایک کامیاب ذریعہ

☆ روزہ کے احکام

☆ جماعت احمدیہ کو دعوتِ قرآن و اسلام (ماہنامہ "آفاق" کے جواب میں)

☆ تاریخِ اسلام

☆ خلافت ایک مستحکم ڈھال

☆ حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ کے علمِ کلام کی برتری کا اعتراف

☆ درود شریف کے کثرتِ ورد کی برکات

☆ قادیان و ربوہ کے جلسہ ہائے سالانہ۔ چند یادیں

☆ ایم ایم احمد صاحب کا ذکرِ خیر (روزنامہ "ڈان" سے)

☆ قائدِ اعظم محمد علی جناح کا تصورِ پاکستان

☆ تبخیرِ معدہ اور اس کا علاج

☆ مکتوبات۔ منظومات۔ یادِ رفتگان۔ رپورٹ سالانہ اجتماع

☆ چچا کی باتیں۔ جہاد بالقرآن ....اور بہت کچھ

دفتر اشاعت۔ 100 Ahmadiyya Ave. Maple. Ont, Canada L6A 3A4 Tel: 905 417 1800 Fax: 905 417 1006

پیغام ربانی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ
لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو سو تم روزے رکھو (چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُسے اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور اُن لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اُس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ

روزہ اور اسکی اہمیت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ؛ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔ وَالصیامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ، اِنِّیْ صَآئِمٌ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ۔ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شُتِمَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

ارشاداتِ عالیہ

سیدنا حضرت مسیح الموعود علیہ السلام

روزہ و رمضان المبارک

روزہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے ۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے۔ جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نِرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۰۲ نیا ایڈیشن)

روزوں کی اهمیت بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

''رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے...... میری تو یہ حالت ہے کہ مَرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں'' (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۳۹، ۴۴۰ نیا ایڈیشن)

روزہ کے لئے ایک ضروری اُمر بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''روزہ میں خدا کے واسطے نفس کو پاک رکھنا ضروری ہے لیکن اگر حقیقت نہ ہو تو پھر یہ رسم ہی رَہ جاتی ہے۔''

اداریہ

ساری دنیا کے مریضوں کو شفاء دے یارب!

دنیائے اسلام میں صرف جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعتِ مسلمین ہے، جس پر خدا تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ ہم احمدی اس بابرکت نظامِ خلافت سے وابستہ ہیں جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت استخلاف میں فرمایا تھا۔ اور جس کے قیام کی خوش خبری اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق عطا فرمائی تھی۔

خلیفۂ وقت کا مبارک وجود ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کا ایک روحانی ذریعہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوبصورت مثال دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔''

(''خطباتِ نور'' جلد اول صفحہ: ۱۶۳)

عصرِ حاضر کے مادہ پرست دَور کی ظلمتوں سے نکالنے اور قرآنی علم وعرفان کے خزانے بانٹنے والا نہایت پیارا وجود یعنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت گزشتہ کچھ عرصے سے ناساز چلی آ رہی ہے۔ اس موقع پر جناب ثاقب زیروی مرحوم کا وہ شعر بار بار حرفِ دعا بن کر لبوں پر جاری ہونے لگتا ہے جو انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی علالت کے موقع پر اپنی ایک نظم میں جلسہ سالانہ پر پڑھا تھا کہ ۔

ساری دنیا کے مریضوں کو شفاء دے یا رب
آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے

یا پھر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی وہ منظوم اپیل متفکر دلوں کے تاروں کو چھوتے ہوئے ہاتھوں کو بے اختیار اُس شافیٔ مطلق کی بارگاہ میں بغرضِ دعا اٹھنے پر مجبور کر دیتی ہے، جو سیّدہ موصوفہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی طویل بیماری کے دوران افرادِ سلسلۂ احمدیہ سے بایں الفاظ فرمائی تھی کہ ۔

قومِ احمد، جاگ تُو بھی جاگ اُس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ناسازیٔ طبع پر آج ہر احمدی مسلمان، خدائے واحد کے آستانہ پر سربسجود ہے کہ اے مولائے کریم! ہمارے پیارے امام کو جلد از جلد شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرما۔ قارئین اپنے پیارے آقا کی مکمل صحت یابی کیلئے صدقات و نوافل کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل دعا کا ورد بھی تسلسل کے ساتھ کرتے رہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِشفِ اِمَامَنَا اَنتَ الشَّافِی لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَماً

﴿اے اللہ! ہمارے پیارے امام کو شفاء دے۔ تُو ہی شفاء دینے والا، کوئی شفاء نہیں، مگر وہی جو تیری جناب سے ہے۔ وہ شفاء دے جو ذرہ بھی بیماری نہ چھوڑے۔ آمین﴾

دعا کرو

دعا کرو کہ سَروں پر رہے وہ ابرِ کرم
دلوں میں نور کی جو کھیتیاں اگاتا ہے
دعا کرو کہ نہ گہنائے تا ابد وہ چاند
جو ظلمتوں میں دیئے پیار کے جلاتا ہے
دعا کرو وہ شجر عمر بھر رہے قائم
وہ جس کے سائے میں ہر شخص چین پاتا ہے
دعا کرو کہ نہ آنچ آئے اس کے سر پہ کبھی
جو سب کو پیار سے اپنے گلے لگاتا ہے
دعا کرو وہ خزانہ کبھی نہ ہو خالی
جو غم نصیب غریبوں کے کام آتا ہے
دعا کرو کہ وہ پرچم سدا بلند رہے
خدا کے دیں کی طرف جو ہمیں بلاتا ہے

(ثاقب زیروی)

آؤ نا کریں اس کے لئے بھیگی دعائیں

یہ سوچ میں ڈوبا ہوا ٹھہرا ہوا انداز
جیسے کبھی آپس میں تعلق نہ رہا ہو
تم نے تو کبھی درد کو یوں راہ نہ دی تھی
گویا کہ درِ دل پہ کڑا پہرا رہا ہو
مجھ سے تو نہیں رُکتے یہ بہتے ہوئے آنسو
کیا بات ہے؟ کیا ہو گیا؟ کیوں مجھ سے خفا ہو
جیتے ہیں تمہیں دیکھ کے اور جینا یہی ہے
جیسے ہمیں جینے کا نیا فہم دیا ہو
سایہ ہو کڑی دھوپ میں اور پیاس میں بادل
اور بھوک میں ہو مائدہ، مشکل میں دعا ہو
مَیں کیوں نہ تمہیں روح و دل و جان سے چاہوں
کیا اور کوئی ہے جو اُجالوں سے بنا ہو
مخمور ہیں ہم سچی محبت کے نشے میں
جیسے کہ کوئی خواب کے عالم میں رہا ہو
آؤ نا کریں اس کے لئے بھیگی دعائیں
جو شخص ہمارے لئے سر تا پا دعا ہو
جھونکا نہ کبھی گرم ہوا کا اُسے چھوئے
ہر آن لئے سائے میں رحمت کی رِدا ہو
ایسے میں بہت درد سے ہوتی ہیں دعائیں
جب سینے میں دُکھ درد سے اک حشر بپا ہو
کشکول لئے بیٹھے ہیں سب در کے بھکاری
اِس محسن و مشفق کو عطا پوری شفا ہو

(امۃ الباری ناصر)

کوئی ایسا شخص ہوا کرے

(انتخاب از منظوم کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مرے دَرد کی جو دَوا کرے، کوئی ایسا شخص ہوا کرے
وہ جو بے پناہ اُداس ہو، مگر ہجر کا نہ گِلہ کرے
مِری چاہتیں مِری قُربتیں جسے یاد آئیں قدم قدم
تو وہ سب سے چُھپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ و بُکا کرے
بڑھے اُس کا غم تو قرار کھو دے، وہ میرے غم کے خیال سے
اُٹھیں ہاتھ اپنے لئے تو پھر بھی مِرے لئے ہی دعا کرے
یہ قِصص عجیب و غریب ہیں، یہ محبتوں کے نصیب ہیں
مجھے کیسے خود سے جدا کرے، اُسے کچھ بتاؤ کہ کیا کرے

زندگی دیتا ہے ہم کو مسکرانا آپ کا
غم بھلاتا ہے ہمیں منبر پہ آنا آپ کا
ہم کو سو جاں سے ہے پیارا آستانہ آپ کا
دیکھنا ہے آپ کو گویا کہ پانا آپ کا
آپ ہی تو زندگی ہیں زندگی کی شان ہیں
میرے دل کی سلطنت کے آپ ہی سلطان ہیں
تلخیٔ حالات میں اِک آپ اطمینان ہیں
کیا ہوا جو اب دیارِ غیر کے مہمان ہیں
پیار ہے تجھ سے محبت کی قسم کھاتے ہیں ہم
فخر ہے اس رشتۂ خاطر پہ اِتراتے ہیں ہم
حکم دیں ہم کو تو سر کے بل چلے آتے ہیں ہم
دیکھ لیں جو آپ کو تو سیر ہو جاتے ہیں ہم

عبدالکریم قدسی

تربیت اولاد کا ایک کامیاب ذریعہ

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے بچوں کی پیدائش کے طریق کو جاری فرمایا ہے۔ خالق کائنات وہی ہے۔ اس لئے روئے کا سلسلہ بھی اسی کے فضل سے جاری ہوتا ہے۔ فرمایا:

’’خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخش دیتا ہے اور جس کے لئے لڑکے اور لڑکیاں دونوں دینا چاہتا ہے وہ اسے دونوں سے نوازتا ہے اور جسے بے اولاد رکھنے کا فیصلہ فرمائے اسے ایسا ہی کر دیتا ہے وہ بڑی بلندیوں کا مالک اور بڑی حکمتوں والا ہے۔‘‘

اولاد خدا تعالیٰ کی ایک محبت ہے اور اس کا بہت بڑا احسان ہے۔ اس انعام کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی قدردانی کی جائے اور اس کی صحیح حفاظت اور نگرانی رکھی جائے۔ قدرت کا منشا یہ ہے کہ قیامت تک انسانوں کے بعد انسان آتے جائیں اور اس زمین پر خدائی بادشاہت کے قیام کی جدوجہد جاری رکھی جائے تا وقتیکہ وہ گھڑی آ جائے کہ زمین نورِ الٰہی سے معمور ہو جائے اور زمین پر بھی طوعی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی طرح پوری ہو جس طرح آسمان پر ہوتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنے بچوں کے لئے طبعی خواہش رکھتا ہے وہاں اس نعمت سے نوازے جانے کے بعد ان بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت بھی کرے۔ ان کی تربیت کا انتظام کرے، ان کی نشوونما کا خیال رکھے ان کے اخلاق اور کردار کی نگرانی کرے اور انہیں صحیح رنگ میں باخدا انسان بنانے کے لئے پوری جدوجہد کرے۔ اولاد باغ کی حیثیت رکھتی ہے اور ماں باپ اس باغ کے باغبان ہیں۔ ایسے رنگ میں ان پودوں کی آبیاری کرنی چاہیئے کہ وہ نفع رساں اور شیریں ثمردار پودے ثابت ہوں۔ درحقیقت انسان اس بارے میں تبھی حقیقی سرور حاصل کر سکتا ہے جب اس کے بعد اس کی نسل دینداری، تقویٰ، علمی اور عملی رنگ میں اس سے بڑھ کر یا کم ازکم اس ڈگر اور صراط مستقیم پر چل رہی ہو جس پر ماں باپ چل رہے تھے۔

قرآن مجید میں اور احادیث نبویہؐ میں بچوں کے بارے میں والدین کی ذمہ داری نیز تربیت اولاد کی اہمیت اور اس کے وسائل و ذرائع کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل بیان کرنے کے لئے کافی وقت موجود نہیں۔ نیز میں بوجہ پاؤں کے زخم کے بڑھ جانے کے چلنے پھرنے سے کچھ دنوں کے لئے روکا گیا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں منتظمین کی منظوری سے تقریر کی بجائے یہ نوٹ بھجوا رہا ہوں تا آپ کے جلسہ میں سنا دیا جائے۔

بزرگو! بھائیو! بہنو! اور عزیز بچو تربیت اولاد ایک مشترکہ فریضہ ہے جس کی ادائیگی ہم سب کے تعاون کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے۔ رسولِ مقبول ﷺ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ سب افراد چھوٹے ہوں یا بڑے، مرد ہوں یا عورت، اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہیں اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ یہ اہم فرض بہت بڑے پختہ عزم کو چاہتا ہے۔ خالص نیت کا متقاضی ہے اور پیہم عمل کا طلبگار۔ اس میں عمر رسیدہ ماں باپ کی جدوجہد بھی ضروری ہے۔ نوجوان ساتھیوں کا تعاون بھی لازمی ہے اور اساتذہ اور تعلیمی اداروں کا پورے خلوص سے حصّہ لینا بھی اساسی ضرورت ہے۔ آج کے بچے کل کے باپ ہیں۔ قوم کی ساری امیدیں ان ہونہاروں سے وابستہ ہیں جو آج دین کے ننھے منے فرزند نظر آتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقرر فرمودہ تنظیمات انصاراللہ۔ خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور اطفال الاحمدیہ کے ذریعہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے رنگ میں سرانجام پا رہا ہے۔

میں اس وقت آپ حضرات کی خدمت میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی بہت تلقین فرمائی ہے اور تربیت کے لئے بھی زیادہ دارومدار دعا پر ہے۔ دلوں کی تبدیلی کے بغیر اصلاح ممکن نہیں اور دلوں کا بدلنا صرف

خدائے مقلب القلوب کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے متعدد انبیاء کے ذکر میں ان کی ان دعاؤں کو بیان فرمایا ہے جو وہ اپنی اولاد کی بہتری، اصلاح اور تقویٰ شعاری کیلئے کیا کرتے تھے۔ قرآن پاک نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی بھلائی اور تقویٰ کے لئے ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگتے رہیں۔ خاوند اپنی بیویوں اور اولاد کیلئے اور بیویاں اپنے خاوندوں اور بچوں کیلئے دعائیں مانگتے رہیں تا ماں باپ کو اپنی اولاد کے بارے میں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو اور وہ اپنے پیچھے متقی اور پارسا اولاد چھوڑ کر جائیں۔ ان دلی دعاؤں کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ بچے روحانی فضاؤں میں پل کر پروان چڑھیں گے اور ان کی زندگی دین کے سپاہیوں کی زندگی ہو گی اور جب وہ ایمان اور قربانی کی لذّت سے بہرہ اندوز ہوں گے تو ان کے دلوں کی گہرائیوں سے بے ساختہ یہ دُعا نکلے گی:

''کہ اے خدا تو ہمارے ماں باپ پر بے انتہا فضل فرما اور انہیں اپنی بے پایاں رحمت سے نوازتا رہ کیونکہ انہوں نے ہماری بہترین رنگ میں روحانی تربیت فرمائی۔''

بھائیو اور بہنو! یہ کتنا خوشگوار منظر ہے جسے دیکھ کر دل میں فرحت وانبساط کی لہر پیدا ہو جاتی ہے کہ ماں باپ بچوں کے متقی اور نیک بننے کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور بچے اپنے ماں باپ کے لئے آسمانی رحمتوں اور برکتوں کے طلب گار ہیں۔ اور یہ تسلسل تا قیامت جاری رہ سکتا ہے بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ یہ وہ نیک ثمرات پیدا کرنے والا عمل صالح ہے جس کے نتائج کی کوئی حد بندی نہیں۔ بلکہ یہ دائمی اور لازوال برکتوں کا موجب ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ **الرحم الراحمین** خدا کے آستانہ پر گر کر اس سے التجاء کریں کہ وہ ہماری اولادوں، ہمارے ان روحانی پودوں کو متقی اور ثمردار بنائے اور ہماری جماعت کی ساری نئی نسل کو حقیقی رنگ میں تقویٰ کی راہوں پر چل کر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فوج کے کامیاب سپاہی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ کام بہت بڑا ہے جو ہماری جماعت کے سپرد ہوا ہے۔ اور ہم بہت کمزور ہیں نیز دنیوی سامانوں سے آراستہ بھی نہیں اس لئے ہمارا سارا کام محض اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے ہم اسی کے فضل کے طلبگار ہیں اور وہی ہمارا ملجا اور ماویٰ ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۳۱ مئی ۶۴ء)

دن کی ماند رات ہے یارو

جلوہ گر کِس کی ذات ہے یارو
دِن کی ماند رات ہے یارو

دیکھنا کِس کی ہے پذیرائی
دِل بکف کائینات ہے یارو

ہر گہر تاج میں نہیں لگتا
یہ نصیبوں کی بات ہے یارو

کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے
اپنی اپنی بَرات ہے یارو

زِندگانی عَبَث نہیں لیکن
اِک ذرا بے ثبَات ہے یارو

کام وہ کیجیئے جو کام آئے
مُختصر سی حَیات ہے یارو

لاکھ بھاری ہو کٹ ہی جائیگی
رات آخر کو رات ہے یارو

آنکھ اُن کی اِدھر بھی اُٹھتی ہے
کوئی مُجھ میں بھی بات ہے یارو

پھر **مبشّر** کی بات سُنتے ہیں
پھر وہی التفات ہے یارو

﴿مبشر احمد صاحب راجیکی مرحوم﴾

روزہ کے احکام

۱ - ماہِ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر بالغ مومن مرد و عورت پر فرض کئے گئے ہیں ۔ ایک دن کا روزہ بھی عمداً بلا کسی شرعی عذر کے ترک کرنا بڑا گناہ ہے جس کی تلافی عمر بھر روزے رکھ کر بھی نہیں ہو سکتی ۔ جب تک کہ ندامت کا احساس اور توبہ و استغفار نہ ہو ۔

۲ - جو شخص مسافر ہو یا بیمار ہو اس کے لئے رخصت ہے وہ دوسرے دنوں میں روزے پورے کرے جو دائم المریض ہو یا بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہو اس پر روزہ فرض نہیں وہ بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے ۔

۳ - جو عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو اس پر روزہ فرض نہیں وہ بطور فدیہ ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے ۔

۴ - بھولے سے اگر کوئی چیز کھالی جائے یا پی لی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر عمداً بلا شرعی عذر مثلاً بیماری یا سفر روزہ توڑ دیا جائے تو ایسے شخص کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ساٹھ دن مسلسل روزے رکھے ۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ۔

۵ - روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے ۔

۶ - اگر کسی شخص کو سحری کے وقت کھانا کھانے کا موقعہ نہیں ملا تو وہ اس عذر کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا ۔ سحری کا کھانا روزہ کے لئے شرط نہیں ہے ۔

۷ - مرض اور سفر کی حد شریعت نے مقرر نہیں کی اس کا انحصار ہر شخص کی حالت پر ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے تعامل سے سفر کی حد گیارہ میل معلوم ہوتی ہے اور مرض کی حد یہ ہے کہ جس سے سارے بدن میں تکلیف ہو ۔ یا کسی ایسے عضو میں تکلیف ہو جس سے سارا جسم بے قرار ہو جائے ۔ جیسے بخار یا آنکھ کا درد ۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ روزہ دار کی آنکھ میں تکلیف ہو تو دوائی ڈالنا جائز ہے یا نہیں - فرمایا :-

" یہ سوال ہی غلط ہے ۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں "۔

۸ - جو شخص سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے وہ بھی خدا کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا "۔

۹ - جو شخص صحت کی حالت میں ہے لیکن اسے خوف ہے ۔ کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا تو ایسا خوف محض نفس کا دھوکا ہے اور ہرگز شرعی عذر نہیں ۔ ہاں اگر طبیب کہتا ہے کہ روزہ نہ رکھو تو وہ بیمار کے حکم میں ہے ۔

۱۰ - جس شخص کا سفر ملازمت کے فرائض میں داخل ہے یا روزی کمانے کے لئے ہے جیسے ریلوے کے ملازم یا گاڑی کے ڈرائیور یا پھیری والے ان سب کو روزہ رکھنا چاہیئے ۔ ان کا سفر سفر نہیں بلکہ معمول کی حالت ہے ۔

۱۱ - جو لوگ مزدور پیشہ یا زمیندار پیشہ ہیں اور رمضان میں انہیں ایسی مشقّت کا کام پڑ جائے کہ اگر چھوڑیں تو ۶ ماہ کی فصل ضائع ہو جائے اور اگر کام کریں تو روزہ نہ رکھ سکیں تو وہ مجبور کے حکم میں ہیں ۔ مزدور پیشہ کو چاہیئے کہ وہ باقی سال کے گیارہ مہینہ اس قدر محنت کرے کہ رمضان میں آرام کر سکے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایسے کاشت کاروں اور مزدوروں کے بارے میں جن کا گذارہ مزدوری پر ہے اور روزہ ان سے نہیں رکھا جاتا ۔ فرمایا :-

" اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں ۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے ۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے ۔ پھر جب میسّر ہو رکھ لے "

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۹۴)

جواب نامہ

ناصر احمد وینس

جماعت احمدیہ کو ''دعوتِ قرآن و اسلام'' !

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی۔۔۔۔۔

ٹورانٹو سے شائع ہونے والے فکرِاقبال کے ترجمان ماھانہ جریدہ" آفاق" کے جولائی ۲۰۰۲ء کے شمارے میں ایک کالم نگار سید افتخار حیدر صاحب کے قلم سے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراضات کرنے کے علاوہ افرادِ جماعت احمدیہ کو " دعوتِ اسلام و قرآن" بھی دی گئی ھے۔ معترض کے تقریباً ھر اعتراض کا علیحدہ مفصل جواب ایک مقالہ کی صورت احاطہ تحریر میں لا کر مذکورہ جریدے کو بھجوا دیا گیا۔ جس میں موصوف کی طرف سے احمدیوں کو دی گئی دعوتِ اسلام و قرآن کا تفصیلی جواب بھی شامل تھا۔ ذیل میں احمدیوں کو دی گئی دعوتِ اسلام و قرآن کا متذکرہ جواب برائے مطالعہ قارئین ، شامل اشاعت کیا جا رہا ھے۔

جذبۂ خیر خواہی ایک لائقِ شکر یہ امر، لیکن۔۔۔

سیّد افتخار حیدر صاحب احمدیوں کو دعوتِ قرآن دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔'' اے اہلِ بصیرت، دین سے انحراف کرنے سے اجتناب کرو اور اپنی دنیاو آخرت کی خاطر قرآن کے راستے پر واپس آ جاؤ''

سید افتخار حیدر صاحب نے ہم احمدیوں کو جو ''دعوتِ قرآن'' دی ہے اس کیلئے موصوف یقیناً لائقِ شکریہ ہیں کہ حلقہ فکرِ اقبال میں ایک ایسی ہستی بھی موجود ہے جسے افرادِ جماعتِ احمدیہ کی خیر خواہی کا احساس ہے تاھم حیدر صاحب کی دعوت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جماعت احمدیہ کیلئے یہ خیر خواہی کی سوچ ان کی ذاتی ہے یا حلقہ فکرِ اقبال کے دیگر دوستوں بالخصوص مدیرِ آفاق جناب سیّد سجاد حیدر صاحب سے مشورہ کے بعد انہوں نے یہ دعوت دی ہے۔ کیونکہ مدیرِ آفاق پیشتر ازیں اپنے پرچے کے متعدد مضامین میں احمدیوں کے خلاف انتہائی معاندانہ تحریرات شائع کر چکے ہیں۔ بہر حال جو بھی صورتِ حال ہو موصوف کی اس تحریر کے جواب میں چند گزارشات گوش گزار کرنی مقصود ہیں۔

کیا حیدر صاحب پہلے یہ وضاحت فرمانا پسند کریں گے کہ وہ کون سے اسلام کی بات کر رہے ہیں؟ اسکو انہوں نے کہاں نافذ کیا ہے؟ وہ کونسا مبارک خطہ ہے جہاں اسکے ثمرات ظاہر ہو رہے ہیں؟ اگر حیدر صاحب پاکستان کی اسمبلی کے ۷ستمبر ۱۹۷۴ء والے فیصلے کی روشنی میں آئینی ترمیم کی بناء پر خود کو'' سرکاری مسلمان'' کہلوائے جانے پر فخر محسوس کرتے ہوئے احمدیوں کو دعوتِ اسلام دے رہے ہیں تو اس اسمبلی نے اتنا بڑا فیصلہ کر دیا۔ پاکستان کو اسلامی معاشرہ تو نہ بنا سکی۔۔ ہاں کچھ لوگ اسلام و قرآن کے ٹھیکیدار ضرور بن گئے!

ان سطور میں پارلیمنٹ کی طرف سے آئینی ترمیم پر تبصرہ مقصود نہیں۔ البتہ یہ کہنا یقیناً خارج از بحث نہ ہوگا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلے کا یہ پہلو یقیناً تاریخ ساز تھا کہ چودہ سو سالہ مسئلے میں (نوے سالہ نہیں) پہلی مرتبہ امتِ محمدیہؐ میں قائم ۷۳ فرقوں میں ۷۲ اور ایک کا تعین ہوا اور دونوں نمایاں ہو کر سامنے آ گئے۔ لیکن یہ کہ ۷۲ اور ایک میں سے کس کو کس کے ساتھ شامل ہونا چاہیئے۔

یہ فیصلہ کرنا محترم سیّد افتخار حیدر صاحب، بھٹو دور کی پارلیمنٹ یا کسی مفتی کا کام نہیں۔ کیونکہ یہ فیصلہ اُمت کے والی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما چکے ہیں اور اسی فیصلہ کے قبول کرنے میں سب کی نجات ہے۔ بالفرض جماعت احمدیہ امتِ مسلمہ کے ۷۲ فرقوں کے اجتماعی دھارے میں واپس آنا بھی چاہے تو زیادہ سے زیادہ یہ فرق پڑ سکتا ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے طے کردہ فتویٰ کفر کی زد سے نکل آئے گی۔ لیکن ایک ایسے حمام میں داخل ہو جائیگی جہاں بدقسمتی سے ہر ایک دوسرے کو ننگا ہونے کا طعنہ دے رہا ہے۔ اور کوئی مسلک بھی ایک دوسرے کی تکفیر کی زد سے

محفوظ نہیں۔ ان حالات میں جماعت کو کیا فرق پڑا۔ وہ ایک پارلیمنٹ کے فتویٰ کی زد سے نکل کر ان گنت فتوؤں کی زد میں آ گئی۔ ایسی صورتحال میں حیدر صاحب خود ہی بتائیں کہ جماعت احمدیہ کیلئے ان کی نصیحت پر عمل کرنا کیونکر ممکن ہے۔

قابلِ غور پہلو

جناب افتخار حیدر صاحب نے جماعت احمدیہ کو دعوت نامہ جاری فرمانے سے پیشتر غالبًا اس پہلو سے غور نہیں کیا کہ اِس وقت تمام عالمِ اسلام میں جماعت احمدیہ ایسی واحد جماعت ہے:۔

☆ جو دنیا کے ۱۷۰ سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

☆ جو وحدت کے عالمگیر رشتوں میں پروئی ہوئی ہے۔

☆ جو نہایت مضبوط اور مستحکم، اشاعتِ دین کا نظام رکھتی ہے۔

☆ جو عالمِ اسلام کی واحد مذہبی جماعت ہے جس نے غیر تجارتی بنیادوں پر سیٹلائیٹ ڈش سسٹم کی جدید سہولت سے استفادہ کرتے ہوئے چوبیس گھنٹے چلنے والا خالص دینی، تربیتی اور علمی ٹی وی چینل شروع کر رکھا ہے۔ جو پورے کرۂ ارض میں ہر وقت دیکھا جا سکتا ہے۔

☆ دنیا بھر میں جہاں جہاں احمدی جماعتیں قائم ہیں وہ بچوں، جوانوں، بوڑھوں، بچیوں اور مستورات کیلئے الگ الگ دینی، تربیتی و علمی پروگرامز، اجتماعات و سالانہ جلسے منعقد کر کے افرادِ جماعت کے ہر طبقے کو مادہ پرستی اور دنیاوی غلاظتوں سے محفوظ رکھنے میں ہمہ تن سرگرم رہتی ہیں۔

☆ جو عالمگیر سطح پر نہ صرف اپنا ایک متفقہ نصب العین رکھتی ہے، اسکے حصول کیلئے ایک عالمگیر اور متفقہ پروگرام بھی رکھتی ہے۔

آیتِ استخلاف (نظامِ خلافت) پر عمل پیرا واحد جماعت

☆ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے دو آدمی بھی سفر پر اکٹھے نکلیں تو ایک کو امیر بنا لیں اور دوسرا اسکی اطاعت کرے۔ امارت کیلئے دو سے کم کا یونٹ متصور نہیں ہو سکتا۔ اس کم از کم تعداد پر امیر مقرر کرنے کی نصیحت پر ایک ارب مسلمانوں کے انبوہِ کثیر میں سے بفضل اللہ صرف جماعت احمدیہ عمل پیرا ہے۔ چنانچہ عالمگیر سطح پر جماعت احمدیہ میں ایک امام اور اسکی کامل اطاعت کا نظام (خلافت) رائج ہے۔ اور بیگانے بھی اس کے معترف ہیں۔ اس ضمن میں مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار کا یہ بیان یقیناً خالی از دلچسپی نہ ہوگا جو انہوں نے باوجودیکہ جماعت احمدیہ سے شدید مخالفت رکھنے کے، ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء کو مسجد خیرالدین امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے دیا کہ:

’احرار یو! کان کھول کر سنو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود (جماعت احمدیہ کے دوسرے امام ۔ ناقل) کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں بھلا ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کیساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن، اسکے ایک اشارے پر اسکے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ مرزا محمود کے پاس مبلّغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دُنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔‘‘

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶ ۔ مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر)

حقوق العباد کی چند مثالیں

☆ اسلام میں حقوق اللہ و حقوق العباد پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ حقوق العباد کے ضمن میں نظامِ جماعت احمدیہ نہ صرف اپنی جماعت کے اندر بلکہ خدمتِ خلق کے خصوصی شعبہ جات کے ذریعے پوری دنیا میں (جہاں جہاں احمدی جماعتیں قائم ہیں) دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے کمربستہ رہتا ہے۔ براعظم افریقہ اسکی نمایاں مثال ہے۔ جہاں احمدیہ ہسپتالوں، کالجوں اور سکولوں کے ذریعہ موذنِ نبویؐ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کی بھرپور خدمت کی توفیق جماعت کو مل رہی ہے۔ جہاں کہیں آفاتِ سماوی سے مخلوقِ خدا مشکلات میں گھر گئی ہو وہاں جماعتی نظام کے تحت کیمپ لگا کر متاثرین کی ہر ممکن مدد کی جاتی ہے۔ اسمیں ملک، مذہب، رنگ نسل کی کوئی تخصیص نہیں۔ یورپ کے بعض ممالک میں حالیہ شدید بارشوں کے نتیجہ میں سیلاب سے بے گھر ہونیوالے افراد کی ہر ممکن امداد، خدمتِ خلق کی تازہ ترین مثال ہے۔ ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے

ذریعے بھی دکھی انسانیت کی رضا کارانہ فری علاج معالجے کی سہولیات کا نظام اکثر ممالک میں جاری ہے۔حتیٰ کہ کینیڈا میں بھی ان گنت ضرورتمند اس خدمت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

حقوق اللہ اور جماعت احمدیہ

☆ جہانتک حقوق اللہ کا تعلق ہے دنیا میں توحید کے قیام اور بنی نوع انسان کو امتِ واحدہ بنا کر رحمت العالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنے کے اوّلین اور بنیادی فریضے کی انجام دہی جماعت احمدیہ کا حقیقی ٹارگٹ ہے۔ چنانچہ اقبالؔ کے الفاظ میں

؎ میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی!

کی عملی تصویر کا جو خاکہ جماعت احمدیہ بنا چکی ہے اسکا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔ اس مقصد کیلئے اشاعتِ قرآن اور دنیا کی کم از کم سو بڑی زبانوں میں تراجم قرآن پر وسیع کام ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابتک ساٹھ کے قریب زبانوں میں تراجم قرآن شائع ہو چکے ہیں اور بقیہ پر تیزی سے کام جاری ہے۔

اعترافات

رسالہ ''المنبر''

جماعت احمدیہ کی اس مساعی پر تبصرہ کرتے ہوئے جماعت کے ایک مخالف مذہبی جریدہ ''المنبر'' فیصل آباد نے اپنی ۴ مارچ ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا:۔''غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام صرف اس اصول نفع رسانی کیوجہ سے قادیانیت کی بقاء اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر، انکوائری کورٹ میں علم اور مسائل اسلامی سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی عین انہی دنوں بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کریم مکمل کر چکے تھے اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان اور جسٹس منیر کی خدمات میں یہ تراجم پیش کئے۔ گویا وہ بزبان حال و قال کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملّت اسلامیہ جماعت جو اِس وقت، جبکہ ہمیں آپ لوگ کافر قرار دینے کیلئے پر تول رہے ہیں، ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآنِ کریم ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔ غور فرمایئے ان لوگوں کا تاثر کیا ہو گا اور قادیانیوں کا یہ کام ان کی زندگی اور ترقی میں کس قدر ممدومعاون ہے...... یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔ تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں۔ سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ ان ممالک میں مساجد بناتے ہیں اور جہاں کہیں بھی ممکن ہو اسلام کو امن اور سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں''۔ (مساجد کے ذکر پر ایک قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے کہ اسپین جیسے کٹر عیسائی ملک میں سقوط غرناطہ کے سات سو سالوں کے بعد دوبارہ مسجد بنا کر دن میں پانچ مرتبہ صدائے اللہ اکبر بلند کرنے کی اولین سعادت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی)

علامہ نیاز فتح پوری مدیر جریدہ ''نگار''

☆ برصغیر کے ممتاز نقاد اور ادیب علامہ نیاز فتح پوری جماعتِ احمدیہ کی طرف سے خدمتِ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے اپنے جریدہ ''نگار'' میں رقمطراز ہیں:۔

''یہ جماعت بلادِ مغرب و افریقہ میں جس جوش و انہماک کیساتھ خدمتِ اسلام میں مصروف ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنِ پاک کے تراجم حد درجہ سلیقہ و اہتمام سے شائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ انگریزی، جرمنی، ڈچ اور سواحیلی زبان کے ترجمے خود میں نے بھی دیکھے اور ان کے اس عزم و ولولہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔''

(ماہنامہ نگار ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۱)

اخبار نوائے وقت۔ لاہور

☆ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور اپنی ۱۲ اپریل ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:''افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی جماعت بطور مشنری کام کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ کیا ہم مولانا مودودی سے یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ افریقہ میں تبلیغ کے کام کا بیڑہ اٹھائیں گے؟''

علامہ اقبال

☆ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلباء کے سامنے اپنے ایک انگریزی لیکچر میں افرادِ جماعت احمدیہ کے اجتماعی کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

''پنجاب میں اِسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اُس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔'' (''ملتِ بیضا پر ایک نظر''۔صفحہ: ۱۷، ۱۸۔ ناشر مرغوب الحسنی۔ مترجم مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر ''زمیندار'')

☆ ۱۹۱۱ء میں علامہ اقبال نے اپنے لختِ جگر آفتاب اقبال کو سیالکوٹ کے مقامی اسکول سے اٹھوا کر دینی تعلیم کی خاطر دیوبند، الندوہ جیسے مدارس کی بجائے قادیان بھجوا دیا۔ جہاں اس نے چار سال تک تعلیم حاصل کی۔

☆ ۱۹۳۲ء میں علامہ اقبال نے چوہدری محمد احسن صاحب کے نام اپنے ایک جوابی مکتوب میں لکھا:

''باقی رہی تحریکِ احمدیت، سو میرے نزدیک لاہور کی جماعت میں بہت سے ایسے افراد ہیں۔ جن کو میں غیرت مند مسلمان جانتا ہوں اور ان کی اشاعتِ اسلام کی مساعی میں ان کا ہمدرد ہوں...... اشاعتِ اسلام کا جوش جو ان (حضرت بانیءِ سلسلہ احمدیہ...... ناقل) کی جماعت کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے۔ قابل قدر ہے۔''

(مکاتیب اقبال حصہ نمبر ۲۔ صفحہ: ۲۳۲ خط اپریل ۱۹۳۲ء)

مولانا محمد علی جوہرؔ

☆ جناب مولانا محمد علی جوہرؔ ایڈیٹر اخبار ''ہمدرد'' دہلی رقمطراز ہیں:

''ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد (جماعت احمدیہ کے دوسرے امام۔ ناقل) اور ان کی اس منظّم جماعت کا ذکر اِن سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تر تو جہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کر دی ہیں، وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظّم فرقہ کا طرزِ عمل سوادِ اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص، جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدماتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں، مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔''

(اخبار ''ہمدرد'' دہلی۔ 26 ستمبر 1927ء)

خواجہ حسن نظامی

☆ خواجہ حسن نظامی صاحب سجادہ نشین حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اپنی کتاب ''مسلمان مہارانا'' میں لکھا:

''اگرچہ میں قادیانی عقیدہ کا نہیں ہوں۔ نہ کسی قسم کا میلان میرے دل میں قادیانی جماعت کی طرف ہے۔ لیکن میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت اسلام کے حریفوں کے مقابلہ میں بہت مؤثر اور پُر زور کام کر رہی ہے۔''

آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر!

جناب سیّد افتخار حیدر سے بصد ادب گزارش ہے کہ افراد جماعتِ احمدیہ پر ''دین سے انحراف'' کا الزام لگا کر انہیں اسلام و قرآن کی دعوت تو دے دی ہے۔ لیکن خدا لگتی کہیں کہ مندرجہ بالا خوبیاں (جو عین تعلیماتِ اسلام اور بانیِ اسلام کے ہی اسوۂ مبارکہ کا عکسِ جمیل ہیں) نصیب ہوتے ہوئے ہم احمدیوں کیلئے مسلمانوں کے انبوہِ کثیر کے کسی ایسے دھارے میں ''واپسی'' کی کیا کشش ہو سکتی ہے جہاں:

☆ باہمی اخوت کی بجائے نفسا نفسی ہو
☆ جہاں باہمی انتشار اور پراگندگی ہو
☆ جہاں نصب العین اور منزل کا تصور ہی مفقود ہو
☆ جہاں لائحہ عمل اور پروگرام کا نام و نشاں نہ ہو
☆ کوئی متفقہ اور واجب الاطاعت امام اور قائد ہی نہ ہو
☆ جن کے متعلق علامہ اقبال کا مشاہدہ یہ گواہی دے رہا ہو

؎ یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

جن کی ناگفتہ بہ حالت کے متعلق مولانا مودودی صاحب کچھ ان الفاظ میں نقشہ کھینچ رہے ہوں:۔ ''یہ انبوہِ عظیم، جس کو مسلمان قوم کہا

جاتا ہے اسکا حال یہ ہے کہ ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کیمطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں"

("مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ سوم صفحہ ۱۰۵)

☆ جن کے متعلق مولانا سید ابوالحسن ندوی یہ لکھ رہے ہوں:

"اسلام عیسائیت کی طرح چند اعتقادات اور چند رسوم کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔" (سیرت سید احمد شہید صفحہ: ۲۳)

☆ مشہور خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر میں کچھ یوں کہا گیا ہو:۔ "ہمارا اسلام، ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے وہ تو صریحی کفر ہے۔ ہمارے دل دین کی سمجھ سے دُور ہماری آنکھیں بصیرت سے نا آشنا، کان سچی بات سُننے سے گریزاں ؎

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ہمارا تو سارا نظام کفر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویز کیلئے اور قسم کھانے کیلئے ہے۔" (بحوالہ اخبار آزاد لاہور۔ ۹ دسمبر ۱۹۴۹ء)

☆ جہاں رسالہ "معارفِ اسلام" لاہور (ترجمان اہلِ تشیع) یہ دُکھ بھری بپتا سنا رہا ہو:۔

"سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ صحیح تعلیم اسلام کہاں سے ملے؟ اسلام میں اتنے فرقے ہو گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم اسلام کی تلاش کرنے نکلے تو ڈر ہے کہ کہیں پہلا ہی قدم دلدل میں نہ پھنس جائے۔ اب ہمیں جناب رسولِ خدا کا کہنا یاد آیا کہ جس نے صحیح امامِ زمانہ کی معرفت حاصل نہ کی وہ کافر مرا۔" (رسالہ "معارفِ اسلام"۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۴ء صفحہ: ۱۱)

☆ جہاں اسلام میں ایک گروہ خود کو صحابہؓ کی فوج قرار دیتا ہو اور دوسرا محمدؐ کی فوج کہلوا کر ایک دوسرے کی مساجد و امام باڑوں میں معصوم لوگوں کو ان کے اپنے ہی خون میں نہا دینے کو "جہاد" سمجھتا ہو۔

☆ جہاں مسلمان کی معروضی شناخت دنیا میں تشدد پسند، دہشت گرد، ہیروئن ومنشیات کی سمگلنگ اور قانون شکنی قرار پا چکی ہو۔

☆ جہاں "خادم الحرمین" اور مسلمان کہلوانے والے حکمرانوں کی آنکھوں کے سامنے سوڈان جیسے غریب مسلمان ممالک میں انسان قحط اور بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہوں۔ مگر وہ اپنے ملک وقوم کا سرمایہ (چاہے وہ تیل کے کنوؤں سے حاصل شدہ ہو یا رعایا کے خون پسینے کی کمائی پر لگائے گئے ٹیکسوں کی مد سے) سرے محل خریدنے، رائے ونڈ محلات بنوانے اور اسپین میں تعمیر کروائے گئے قیمتی شاہی محلات میں اپنی عیش کوشیوں پر کروڑھا ڈالرز لٹا دینے جیسے بدنام زمانہ افعال میں ملوث ہوں۔

۱۹۷۴ء میں لاہور میں منعقدہ مسلمان ملکوں کی مسلم سربراہی کانفرنس (جس میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم ڈکلیئر کرنے اور سعودی شاہی ڈکٹیٹر شپ کے سر پر "خلیفۃ المسلمین" کا تاج سجانے کی تجویز بھی پیش کی گئی تھی) کے مسلمان سربراہوں کے مومنانہ کردار کے متعلق حکومتِ پاکستان کے ایک سابق مرکزی وزیر چوہدری نذیر احمد خان اپنی کتاب "داستانِ پاکستان" میں ایک دلچسپ انکشاف کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ایک (المناک) لطیفہ بھی سن لیجئے۔ فروری ۱۹۷۴ء میں جو چوٹی کی کانفرنس مسلم سربراہوں کی لاہور میں ہوئی تھی، اسکی تیاریوں کے دنوں میں لاہور کی ایک مقامی کلب کے نوٹس بورڈ پر یہ خوشخبری دی گئی کہ بحکم پنجاب گورنمنٹ، فلاں فلاں قسم کی اعلیٰ شراب اب ممبران کو نہیں دی جائے گی کیونکہ وہ سب اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر استعمال ہو گی !!"

(بحوالہ: کتاب "داستانِ پاکستان"۔ صفحہ: ۱۱۵۔ سنِ اشاعت ۱۹۷۶ء۔ مطبوعہ: فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور)

☆ جہاں "مسلمان" پنچائتیں ایسے ایسے حیا سوز فیصلے صادر کریں کہ شیطانیت بھی شرم کے مارے منہ چھپاتی پھرتی ہو۔

☆ ٹورنٹو جیسے ملٹی کلچرل شہر کے ویسٹ اینڈ میں ۵ تا ۷ جولائی ۲۰۰۲ء کو جو لوگ اپنے سالانہ جلسہ میں تقاریر، لٹریچر، خواتین کی الگ باپردہ جلسہ گاہ اور اسلام پر معلوماتی دستاویزی نمائش وغیرہ کے ذریعے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ

وسلم کے اسوۂ مبارک اور اسلام کی پُر امن تعلیمات کو اس طرح پیش کر چکے ہوں کہ میڈیا کے ذریعے وسیع کوریج کیوجہ سے غیر مسلموں کے ذہنوں سے اسلام کے متعلق شکوک و شبہات دور ہونیکے ساتھ ساتھ اسلام کے پاکیزہ اور پُر امن مذہب ہونیکی حقیقت بھی خوب اُجاگر ہو جائے۔ اُن پر تو دین سے ''منحرف'' ہونے کا اتہام لگا دیا جائے۔ مگر جو لوگ ٹورنٹو کے ایسٹ اینڈ میں عین اُسی روز مارکھم فیئر گراؤنڈ میں یومِ آزادیٔ پاکستان کے نام پر منعقد کردہ میلے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تشخص کچھ یوں عیاں کر رہے ہوں کہ دُخترانِ پاکستان کو ہزار ہا تماشائیوں کے رُو برُو سٹیج پر بے حجابانہ نچوایا جائے اور بھانڈوں، گویّوں کو پاکستانی ہیروز کے طور پر پیش کیا جا رہا ہو۔ وہ لوگ ''پکے مسلمان'' اور شعائرِ اسلام سے بھی ''غیر منحرف'' ٹھہرے!!!

ضمیر سے سوال

اسلامی تشخص کے حوالہ سے مندرجہ بالا دستاویزی شواہد کی روشنی میں کئے گئے موازنہ کے بعد احمدیوں کو ہی خطا وار اور منحرفِ دین کہنے والے دانشوروں کے ضمیر سے حکیم مومن خان مومن کے الفاظ میں فقط اتنا پوچھنا ہے کہ ؎

تمہیں تقصیر اُس بُت کی، کہ ہے میری خطا لگتی
مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

ویسے حیرت ہے کہ اسلامی کردار کے حوالے سے تصویر کے دونوں رُخ جانچ لینے کے بعد بھی بے عملی و بے حسی کے شکار بقیہ ۷۲ فرقوں کے ایسے اجتماعی دھارے میں خدا معلوم کیوں سیّد افتخار حیدر جیسا عالم فاضل انسان نہ صرف مطمئن ہو کر بیٹھا ہوا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اپنے پاس آ بیٹھنے کی دعوت دے رہا ہے............! ؎

ع صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے!

پس اے صاحبانِ فکر و نظر، آیئے!

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی سچی علمبردار اُس جماعت کیساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلئے جو ستائش، صلہ، گالیوں، کفر کے فتووں اور ہجومِ مشکلات و مصائب کی پرواہ کئے بغیر روئے زمین کے تمام انسانوں کو امتِ واحدہ بنا کر انسانِ کامل، سیّد المرسلین، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دینے کی آسمانی تائید و نصرت سے متمتع مہم میں ہمہ تن مگن ہے۔ دیگر جماعتوں کے مذہبی راہنما تو فتح اسلام کی بجائے فتح ''اسلام آباد'' کی تگ و دو میں اپنی توانائیاں صرف کئے ہوئے ہیں۔ جبکہ اصدق الصادقین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے عین مطابق چودھویں صدی کے سر پر ظہور پذیر ہو جانے والا مہدیٔ معود اور امامِ آخرالزمان، مخالفت پر کمر بستہ اپنی قوم کے لوگوں کو بایں الفاظ دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ ؎

صِدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
باغ مُرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار
اس تعصب پر نظر کرنا کہ میں اسلام پر
ہوں فِدا، پھر بھی مجھے کہتے ہیں کافر بار بار

وما علینا الاالبلاغ

آندھی اُٹھتی رہی، برق گرتی رہی، جہل کی گود میں فتنے پلتے رہے
ایک پودا تناور شجر بن گیا بے بسی سے عدو ہاتھ ملتے رہے
نصرتِ حق سے منزل پہ پہنچیں دیدہ ور، سہل ورنہ نہ تھا اک صدی کا سفر
ان گنت قافلے گرد میں کھو گئے ان گنت راستے ہی بدلتے رہے
حسنِ یکجہتی، صبر و وفا، ارتقا، سب نظام خلافت سے ممکن ہوا
منکرین خلافت سے پوچھو ذرا کیسے شمس و قمر ان پہ ڈھلتے رہے
جمیل الرحمٰن

آنحضرتﷺ کے والد اور آپ کے دادا

از قلم: محترم حسن محمد خان صاحب عارف

آنحضرتﷺ کے دادا کا نام شیبہ تھا۔ مگر وہ عُرفِ عام میں عبدالمطلب کے نام سے معروف ہیں اور اِسکی وجہ یہ ہے کہ ہاشم جو قریش کے سرداران میں شمار ہوتے تھے اور کعبۃ اللہ کی تومیت کے دو اہم منصب یعنی رفادہ اور سقایہ کے ذمہ دار تھے ایک سفر پر گئے، مگر راستہ میں ہی انتقال ہو گیا۔ اِن کی وفات پر اِن کی جگہ انکے بڑے بھائی مُطلب نے لے لی۔ مکّہ میں ہی اِنہیں اپنے بھتیجے شیبہ جو ہاشم کے بیٹے تھے کے متعلق پتہ چلا کہ وہ بہت ہوشیار اور ذہین ہیں تو مُطلب مدینہ جا کر اُنہیں اپنے ساتھ مکہ لے آئے۔ جب وہ مکّہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے خیال کیا کہ مطلب اپنے ہمراہ کوئی غلام لائے ہیں اور یوں اِن کا نام عبدالمطلب (مُطلب کا غلام) پڑ گیا۔ اُنہیں ''**شیبة الحمد**'' یعنی سفید بالوں والا یا قابل تعریف بھی کہا جاتا تھا۔

عرب میں کثرتِ اولاد عزت و احترام اور وقار کا نشان تھا۔ عبدالمطلب کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جس کا نام حارث تھا۔ لوگ عبدالمطلب کو اِس کا طعنہ بھی دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے عبدالمطلب کچھ مغموم رہا کرتے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اُنہیں کثرتِ اولاد سے نوازے اور اگر اُنہیں دس لڑکے عطا ہوں جو اُن کی زندگی میں جوان ہو جائیں تو وہ اُن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینگے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا کو قبول فرمایا اور دس لڑکے عطا فرمائے جو اُنکی زندگی میں جوان بھی ہوئے۔ جن کے نام ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

۱۔حارث، ۲۔ابوطالب، ۳۔ زبیر، ۴۔ ابولہب، ۵۔ حمزہ، ۶۔المقوم، ۷۔ضرار، ۸۔الفیداق، ۹۔عباس، ۱۰۔عبداللہ

عبدالمطلب کو اپنا عہد یاد تھا اِس بناء پر اُنہوں نے اپنے سب لڑکوں کو بلایا اور اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد اُنہیں سنایا اور اُن سے اپنی نذر کا ذکر کیا۔ سب کا سرِ تسلیم خم تھا اور والد کی خواہش پوری کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اب سوال یہ تھا کہ دس میں سے کسے قربان کیا جائے اس لئے قرعہ ڈالا گیا۔ جو اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے نام نکلا۔ عبداللہ سب سے چھوٹے ہونے کے ناطے اور اپنی دیگر خوبیوں کی وجہ سے والدین کو بہت پیارے تھے مگر اب کوئی چارہ نہ تھا اس لئے عبدالمطلب اُنہیں لیکر کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں قربانیاں پیش کی جاتی تھیں۔ مگر یہ دیکھ کر بہنوں نے آہ وزاری شروع کر دی۔ دیگر عزیزوں نے فریاد کی۔ سردارانِ قریش نے سفارش کی۔ مگر عبدالمطلب کو اپنی نذر پوری کرنی تھی۔ لیکن عبداللہ کے ماموں نے تجویز پیش کی کہ قربانی کے بدلہ میں فدیہ دے دیا جائے جو قبول کر لی گئی۔ ایک جان کا فدیہ دس اونٹ ہوا کرتا تھا۔ قرعہ ڈالا گیا تو پھر عبداللہ کے نام نکلا۔ دوبارہ ڈالا تو عبداللہ کے نام ہی نکلا۔ یہاں تک کہ دسویں بار اونٹوں کے نام نکلا۔ لیکن عبدالمطلب کو تشفی نہ تھی اس لئے تین بار قرعہ ڈالا اور تینوں بار اونٹوں کے نام نکلا اور یوں دس بار قرعہ ڈالنے کی وجہ سے ۱۰۰ اونٹوں کی قربانی دی گئی اور عبداللہ کی جان بچ گئی۔

حضرت عبداللہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھا۔ اِن کی پیدائش کا سن ۵۴۵ء بتایا جاتا ہے۔ آپ جڑواں پیدا ہوئے تھے، آپ کے ساتھ ایک بہن پیدا ہوئی جس کا نام امرالحکیم البیضاء تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ آپ موحد تھے۔ آپ دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ مردانہ حُسن وافر عطا ہوا تھا۔ سخی تھے، وسیع القلب تھے، سیر چشم تھے۔ مکّہ میں متعدد عورتیں اِس بات کی خواہش مند تھیں کہ اِن سے شادی ہو۔ شادی کی عمر ہوئی تو آپ کے والد مدینہ گئے تو وہاں پر قبیلہ زہرہ کی ایک لڑکی آمنہ پسند آ گئیں۔ ان کے والد نے اپنے بیٹے عبداللہ کیلئے مانگ لی اور اُنہوں نے خوشی سے یہ رشتہ منظور کر لیا۔

حضرت آمنہ کے والد کا نام وہب بن مناف تھا۔ والدہ کا نام برّہ بنت عبدالعزّیٰ تھا۔ شادی کے وقت اِن کی عمر بیس برس تھی۔ شادی

کے چند ماہ بعد اِن کے میاں حضرت عبداللہ شام کی طرف تجارت کے لئے گئے اور واپسی پر بیمار ہو گئے اور یثرب ٹھہر گئے۔ پھر چند دن کے بعد فوت ہو گئے ۔ اور وہیں پر قبیلہ بنو نجار کے درمیان دفن ہوئے۔ اُس وقت حضرت آمنہؓ حمل سے تھیں۔ آپ نے اپنا ترکہ پانچ اونٹ۔ چند بکریاں۔ ایک مکان اور ایک لونڈی اُم ایمن چھوڑا۔ آپ کی وفات کے چند ماہ بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ حضرت آمنہ کا دستور تھا کہ ہر سال اپنے شوہر کی قبر پر دعا کی غرض سے مدینہ جایا کرتی تھیں ۔ ۵۷۶ء میں جب آنحضرت ﷺ کی عمر ٦ سال اور چند ماہ تھی تو وہ اپنے بیٹے کو لیکر یثرب گئیں۔ اُم ایمن ساتھ تھیں۔ ایک ماہ کے قیام کے بعد آپ واپس روانہ ہوئیں تو دوران سفر ہی بخار، سردرد اور کمزوری کی وجہ سے ابواء کے مقام پر وفات پا گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ والدہ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ اپنے شفیق دادا عبدالمطلب کی کفالت میں آ گئے ۔

"سیف اللہ"

حضرت خالدؓ بن ولید

اطاعت خلافت کی ایک عظیم الشان مثال

تحریر: سیّد محمد احمد شاہ صاحب

حضرت خالدؓ بن ولید نے 8ھ بمطابق 629ء مکہ سے مدینہ پہنچ کر حضرت رسول اکرمؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے دینِ اسلام میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کو حاصل کرنے کے چند ماہ بعد آپکو اسلام کی طرف سے جنگ موتہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔

جنگِ موتہ، حضرت رسول اکرمؐ نے شام کے عیسائیوں کی شرانگیزی کا قلع قمع کرنے کیلئے تین ہزار کی اسلامی فوج حضرت زیدؓ بن حارث کی سرکردگی میں شام کی طرف روانہ کی۔ ملک شام اِن دنوں رومن سلطنت کے ماتحت تھا۔ جب یہ اسلامی لشکر شام کی سرحدوں پر پہنچا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دشمن دو لاکھ کی کثیر فوج کے ساتھ مقابلہ کیلئے تیار ہے۔ اسلامی افواج نے باوجود اِس کمزوری کے دشمن سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جنگ کے پہلے دن ہی حضرت زیدؓ بن حارث اور اُنکے بعد فوج کی کمان سنبھالنے والے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور عبداللہؓ بن رواحہ نے یکے بعد دیگرے شہادت پائی۔ اِسکے بعد فوج کی کمان حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ آئی۔ آپ نے بڑی حکمت اور بہادری سے دن بھر دشمن کا مقابلہ کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے دشمن پر اِس جوش سے حملہ کیا کہ انکے ہاتھوں اُس دن نو تلواریں ٹوٹیں۔ دوسرے دن آپنے فوج کو اِس رنگ میں ترتیب دیا کہ عقب کی فوج کو آگے لے آئے اور سامنے کی فوج کو عقب میں لے گئے۔ دشمن نے جب نئے چہروں کو سامنے پایا۔ تو خیال کیا کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی کمک راتوں رات پہنچ گئی ہے۔ وہ ڈر گئے۔ اور مقابلہ سے ہچکچائے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو اسلامی فوج کی حفاظت کا موقع مل گیا اور آپ پر حضرت رسولِ اکرمؐ کے اِن تین ہزار عظیم صحابہ کے لشکر کو بخیر و عافیت مدینہ واپس لائے۔ حضرت رسولِ اکرمؐ آپکے اِس کارنامہ سے بہت خوش ہوئے اور آپکو "سیف اللہ" کا خطاب عطا فرمایا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو جنگ موتہ کے بعد حضرت رسولِ اکرمؐ کی معیت میں تمام اسلامی جنگوں میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ حضرت رسولِ اکرمؐ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت خالدؓ بن ولید کو چار سو سواروں

کے ساتھ نجران کے ایک قبیلہ بنو حارث کی طرف بھجوایا۔ آپنے بنو حارث کو دعوتِ اسلام ایسے پُر حکمت طریقہ سے دی کہ تمام قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا جب حضرت رسولِ اکرمؐ کو یہ خوشخبری پہنچی تو آپ نے خالدؓ بن ولید سے نہایت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

حضرت رسولِ اکرمؐ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ مسندِ خلافت پر بیٹھے تو ملک عرب میں بہت سے قبیلوں نے ارتداد اختیار کیا اور اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کا علم اٹھایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کی دفاعی صلاحیتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہت سی مہمات کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ آپ جس مہم پر بھی مقرر کئے گئے فتح پائی۔ اِن فتنوں میں سے سب سے بڑا فتنہ مسیلمہ کذاب کا تھا۔

جنگ یمامہ ۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے تیرہ (۱۳۰۰۰) ہزار کی فوج کے ساتھ مسیلمہ کذابؔ کی چالیس (۴۰۰۰۰) ہزار کی کثیر فوج کا مقابلہ کیا۔ اِس جنگ میں مسیلمہ کذاب اور اُسکے اکیس (۲۱۰۰۰) ہزار فوجی کام آئے۔ اور اسلامی فوج کے صرف بارہ (۱۲۰۰) سو مجاھد شہید ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اِن فتنوں کے خاتمہ پر حضرت خالدؓ بن ولید کو سپہ سالار بنا کر بحرین اور ملک فارس کی سازشوں کے سدّباب کیلئے روانہ فرمایا۔ عراق اُن دنوں ملک فارس کا ایک نہایت اہم صوبہ تھا۔ اور اِس کا بادشاہ ہرمز ایک بہت بڑی فوج لیکر مقابلہ کیلئے نکلا۔

جنگ سلاسل:۔ ہرمز کی فوج نے اسلامی افواج کو شکست دینے کا ایسا مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ اُنھوں نے اپنے سپاہیوں کو فولادی زنجیروں میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ رکھا تھا۔ اِسی لئے یہ جنگ، جنگِ سلاسل کہلائی۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے ہرمز کی فوج کو شکستِ فاش دی اور ہرمز خود اِس جنگ میں مارا گیا۔ اگلے چھ مہینوں میں اسلامی افواج نے حضرت خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں اہل فارس سے نو اہم جنگیں لڑیں اور ہر جنگ میں دشمن کو شکست فاش دی۔ ایرانیوں پر ان افواج کا ایسا رعب قائم ہوا، کہ جب بھی اُنہیں اسلامی فوج کی پیش قدمی کی خبر ملتی تو وہ ''دیواں آمدند'' (دیو آ گئے) کے نعرے لگاتے بھاگ کھڑے ہوتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلامی افواج کی اِن فتوحات کی خبر سن کر بہت خوشی کا اظہار کرتے۔ ایک فتح کی خبر ملنے پر مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ جسمیں اِن خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور احسانات کا شکر ادا کیا۔ اور حضرت خالدؓ بن ولید کا ذکر کر کے فرمایا '' قریش کی عورتیں خالد کے بعد اتنا بہادر شخص پیدا نہیں کر سکیں گی''

ادھر سلطنت روم کے بادشاہ ہرقل نے مسلمانوں کی فتوحات کی خبریں سن کر شام کی سرحدوں پر اپنی فوج اکٹھی کرنا شروع کر دی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چار اسلامی جرنیلوں کو جن میں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح اور عمروؓ بن العاض بھی شامل تھے سات سات ہزار کی افواج کا سالار بنا کر مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ ہرقل خود قسطنطنیہ سے شام کو مقابلہ کیلئے نکلا اور ایک لاکھ کا لشکر جرّار تیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خبر ہوئی تو فرمایا ''واللہ میں خالدؓ بن ولید کے ذریعے اِن رومیوں اور شیطان کے ساتھیوں کو نیست و نابود کر دوں گا'' اور خالدؓ بن ولید کو آدھی فوج عراق سے لیکر شام جانے اور شام میں اسلامی لشکر کی کمان سنبھالنے کا حکم فرمایا۔

شام پہنچ کر بصریٰ اور اجنادین میں دشمن کی فوجوں کو شکست دیکر اسلامی حکومت قائم کی۔ صرف اجنادین کی جنگ میں پچاس ہزار کفار اپنے سپہ سالار سمیت مارے گئے۔ اور مسلمان شہداء کی تعداد صرف چار سو پچاس تھی۔ بصریٰ اور اجنادین کی فتح کے بعد اسلامی افواج نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق میں ہرقل کا داماد توما سپہ سالار تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے اسلامی افواج کو مختلف جرنیلوں کے ماتحت تقسیم کر کے شہر کے چاروں طرف پھیلا دیا۔ توما نے ایک لمبے عرصہ تک محاصرہ کا مقابلہ کرنے کیلئے سامان کیا ہوا تھا کچھ عرصہ معمولی جھڑپوں کے بعد ایک رات معلوم ہوا کہ دمشق کے چیف پادری کے ہاں بیٹے کی پیدائش پر تمام شہر رات بھر عیش وعشرت اور شراب نوشی کے بعد غفلت کی نیند سویا پڑا ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے اِس موقع سے فائدہ اٹھا کر شہر کا دروازہ کھول دیا اور اسلامی لشکر شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ ادھر توما کو خالدؓ بن ولید کے شہر میں داخلہ کی خبر ہوئی۔ تو اُس نے شہر کے دوسری طرف حضرت ابوعبیدہؓ کو صلح کی پیش کش کی جو حضرت ابوعبیدہؓ نے فوری طور پر قبول کر لی۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید کو اِس کا علم ہوا تو اُنہیں بہت قلق ہوا لیکن

آپنے حضرت ابوعبیدہؓ کے اِس صلح نامہ کو قائم رکھا۔

جب آپ دمشق کی فتح کو مکمل کر چکے تو حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اِن تمام واقعات کی خبر ارسال کر رہا ہوں تو حضرت ابوعبیدہؓ نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور حضرت عمرؓ اُنکی جگہ خلیفۃ الرسول مقرر ہوئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مجھے یہ خط لکھا ہے۔ جس میں مجھے اِن افواج کی کمان بطور سپہ سالار سنبھالنے کا حکم دیا ہے۔ یہ خط مجھے دمشق کے محاصرہ کے دوران ہی مل گیا تھا لیکن میں نے وقت کی نزاکت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اِس کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ کیونکہ اہلِ لشکر کو آپ سے ایسی والہانہ محبت ہے کہ آپکی معزولی کی خبر جنگ پر منفی اثرات ڈال سکتی تھی۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو خلیفۂ وقت کے حکم کے اعلان میں تاخیر کا بہت دکھ ہوا۔ اور آپنے فوری طور پر کمان لشکر حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کر کے ایک معمولی سپاہی کے طور پر کام کرنا شروع کر دیا۔

اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی کمان میں ایک لشکر ابوالقدس بھجوایا۔ 'ابوالقدس' دمشق سے کچھ فاصلہ پر ایک شہر تھا جہاں دشمن نے اکٹھا ہونا شروع کر دیا تھا۔ جب حضرت عبداللہؓ ابوالقدس کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک بھاری فوج وہاں اکٹھی ہو چکی ہے۔ اِس سے پہلے کہ حضرت عبداللہؓ اپنی فوج کو وہاں سے سلامتی سے واپس نکال سکتے کہ دشمن نے اُنہیں گھیرے میں لے لیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو خبر پہنچی تو آپنے حضرت خالدؓ بن ولید کو اُنکی مدد کیلئے بھجوانے کا ارادہ کیا۔ آپنے حضرت خالدؓ بن ولید کو بلوایا۔ اور بڑی معذرت کے ساتھ اس مہم پر جانے کیلئے کہا حضرت خالدؓ بن ولید نے حضرت ابوعبیدہ کی اِس ہچکچاہٹ کو دیکھتے ہوئے عرض کی اے اسلامی افواج کے سپہ سالار! آپ مجھے حکم دینے سے کیوں ہچکچائے۔ آپ تو حضرت رسولِ اکرمؐ کے اوّلین اور عظیم صحابہ میں سے، جنگی فنون کے ماہر اور عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ خدا کی قسم اگر خلیفۂ وقت ایک کمسن بچے کو بھی میرا امیر مقرر کرتے تو میں اسکی بھی پوری پوری اطاعت کرتا۔ میں نے تو اپنی زندگی اِس دینِ متین کی خدمت کیلئے وقف کر رکھی ہے۔

سبحان اللہ! یہ تھے سیف اللہ، خالدؓ بن ولید۔ اللہ کی وہ تلوار جس نے ہزاروں کفار کو تہہ تیغ کیا۔ وہ تلوار جو نہ کبھی کفار کے سامنے جھکی۔ اور نہ ہی کفار کی عظیم سے عظیم طاقت کبھی اسکو توڑ سکی۔ مگر اطاعت خلافت میں ہمیشہ سرنگوں رہی۔ اے سیف اللہ تجھ پر ہزاروں رحمتیں اور ہزاروں سلام کہ تو نے اطاعتِ خلافت کے حق کو کما حقہٗ پورا کر دیا۔ اور ہمارے لئے اطاعت کی ایک عظیم الشان مثال ہمیشہ کیلئے چھوڑ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اعلان از طرف قائد تحریکات

زعیم صاحب مجلس انصار اللہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور احمدیت کی مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کا مالی سال 31 اکتوبر 2002ء اور وقف جدید کا مالی سال 31 دسمبر 2002ء کو ختم ہو رہا ہے اور ہماری خواہش یہ ہے کہ اس سال آپ کی مجلس کے جملہ اراکین ان دونوں بابرکت تحریکات میں حصہ لینے سے محروم نہ رہیں۔ امید ہے کہ دفتر انصار اللہ کینیڈا سے ارسال کردہ رپوٹس آپ کو موصول ہو چکی ہوں گی۔ ان پر نظر ثانی کرتے ہوئے جائزہ لیں اور جن انصار بھائیوں نے ابھی تک ان دونوں تحریکات میں حصہ نہیں لیا ان سے وعدہ جات لیکر ساتھ ہی وصولی بھی کر لیں۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو مقبول خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام / خاکسار

چوہدری نظیف احمد

قائد تحریکات مجلس انصار اللہ کینیڈا

خلافت ایک مستحکم ڈھال

مکرم الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ و فجی

قرآن مجید میں اِس حقیقت کو نہایت واضح طور پر مسلمان کے سامنے رکھا گیا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں جماعتی لحاظ سے اتحاد اور باہمی تعاون وتعاضد کو قائم کرنے اور قائم رکھنے نیز امت کو اندرونی اور بیرونی فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مسلمانوں میں خلافت کا وجود نہایت ضروری ہے۔

آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی حالت مسلّمہ طور پر اِس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ اُس کے علاج اور اصلاح کیلئے خلافتِ راشدہ اسلامیہ کے قیام و استحکام کے سوا اَور کوئی طریق کار صحیح معنوں میں مستقل طور پر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کی تاریخ مذکورہ بالا حقیقت کو بالکل واضح کر دیتی ہے کہ خلافت کا نظام مسلمانوں کیلئے جماعتی اور انفرادی ہر دو لحاظ سے ایک غیر متزلزل اور مضبوط ڈھال اور ایک مستحکم ومحفوظ قلعہ کا کام دیتا ہے۔ اور اہل اسلام کو ہر قسم کے شیطانی اور انسانی حملوں اور اندرونی اور بیرونی فتنوں سے نہ صرف محفوظ رکھتا ہے بلکہ نہایت کامیابی سے انکی بیخ کنی اور قلع قمع کرنے کا موجب ہوتا ہے۔سورہ نور میں مذکورہ آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے خلافتِ راشدہ کی اس خصوصیت کو خوب واضح کیا ہے فرمایا ہے **ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا** یعنی جب مسلمانوں پر کبھی کسی طرف سے یا کسی لحاظ سے خوف وگھبراہٹ یا جماعتی اتحاد کو توڑنے کیلئے کوئی فتنہ وفساد برپا کیا جائے تو ایسے اوقات میں خلافت سے صحیح رنگ میں وابستگی اور وفاداری اُن کیلئے امن تسکین اور حفاظت کا موجب ہوگی۔ کیونکہ نبوت کی نیابت کی وجہ سے خلافت ہمیشہ نصرت الٰہی اور تائید اتِ حقّہ الٰہیہ سے مشرف رہے گی اور جماعتِ مسلمین کے اندرونی و بیرونی دشمنوں کے دفاع اور حفاظت کیلئے ایک آسمانی ڈھال اور مضبوط قلعہ کا کام دیتی ہے۔

حدیث میں امامِ ربّانی اور خلیفہ کا ذکر

حدیث شریف میں بھی حضرت سیّد الخلق محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اسلامی خلیفۂ راشد اور امام وقت کو ڈھال کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں **الامام جنة یقاتل من ورائه** کہ مسلمانوں کے ربانی امام اور خلیفہ اُمتِ مسلمہ کیلئے ایک مؤیّد من اللہ ڈھال ہوتا ہے۔ جس کی حفاظت و رہنمائی میں جہاد کرنا خواہ وہ جہاد بالقرآن ہو، جہاد بالسیف ہو یا جہادِ اکبر یعنی علی النفس ہو مسلمانوں کی جماعتی ،انفرادی، روحانی جسمانی ، دینی اور دنیاوی غرضیکہ ہر قسم کی کامیابی اور فتح کا موجب ہوتا ہے۔ اِس حدیث شریف کی کئی تشریحیں اور مطالب ہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ اِس کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں:

''حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسلام کی ساری جنگیں صرف امام کو ڈھال بنا کر لڑی جاسکتی ہیں۔ فرمایا **الامام جنة یقتل من ورائه** اس میں ایک بڑا ہی پیارا مفہوم ہے جو ادا ہوا ہے یہ ہے کہ اسلام کی ساری جنگیں (یعنی روحانی و مادی۔ تبلیغی و تربیتی سب) صرف امام کی ڈھال کے پیچھے کھڑے ہو کر لڑی جاسکتی ہیں۔ ہمارے کئی واقفِ زندگی ایسے ہیں جو انجام بخیر کو پہنچے یا جن کے انجام بخیر کی ہم توقع رکھتے

ہیں اور ان کیلئے دعائیں کرتے ہیں، کئی ٹھوکر بھی کھاتے ہیں ۔ آدم کے زمانے سے اِس وقت تک شیطان انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ لیکن ٹھوکر کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ ہمیں وقف سے فارغ کر دیں ہم اسلام اور احمدیت کی خدمت میں ساری زندگی گزار دیں گے۔ مگر جب تم امام کی ڈھال کے پیچھے سے ہٹ جاؤ گے تو پھر یا تو نعوذ باللہ حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان غلط ہوگا یا تمہاری خواہشات پوری نہیں ہوں گی (صدق اللہ و رسولہٗ) کیونکہ اسلام کی جنگ، الٰہی سلسلہ کی جنگ تو امام کو ڈھال بنا کر اس کے پیچھے لڑی جاسکتی ہے ورنہ نہیں لڑی جاسکتی۔

اِس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد دو چیزیں سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ امام مصلحت بتائے گا اور کہے گا کہ یہ حکم ہے اس میں یہ مصلحتیں ہیں اسکے نتیجے میں تمہارے سامنے یہ پروگرام رکھتا ہوں اور کبھی کہے گا میں تمہیں مصلحتیں نہیں بتاتا تمہیں حکم ہے کہ مجھے ڈھال بنا کر پیچھے کھڑے ہو کر جنگ لڑو...... مصلحت بتانا ضروری نہیں ہوتا لیکن امام کے پیچھے پیچھے امام کی ڈھال کے نیچے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ اور اسلام کی جنگیں لڑنا ضروری ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ مصلحت نہیں بتائی گئی اِس لئے ہم ڈھال سے پرے چلے گئے۔ جانے میں اِس طرح تم اپنا نقصان کرو گے اِس طرح اسلام کی جنگ نہیں لڑی جاسکتی۔ اُمتِ محمدیہ پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ جب اُمت کو یہ ڈھال میسر نہ تھی یا چھوٹی چھوٹی ڈھالیں تھیں مگر اُمتِ محمدیہ بحیثیت اُمت اِس ڈھال کے پیچھے نہیں لڑسکتی تھی وہ تو ایک جگہ جمع ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ کیا اس وقت مسلمانوں نے کوئی ترقی کی؟ اس زمانے کو مسلم اور غیر مسلم مورخین تنزّل کا زمانہ کہتے ہیں۔'' (الفضل ۴ نومبر ۱۹۷۳ء)

ڈھال والی حدیث کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا ارشادِ مبارک دائمی اور سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے اور اس پر صحیح طور پر کار بند ہونے میں ہی اسلام اور احمدیت کی آئندہ ترقی اور غلبہ کا راز مضمر ہے۔ اور یہ امر نہایت خوشکن ہے کہ ہماری جماعت بحیثیت جماعت و افراد اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورے طور پر عمل پیرا ہے الّا ماشاء اللہ۔ میرے خیال میں عملی لحاظ سے ہمارے اور غیر از جماعت مسلمان بھائیوں کے درمیان یہ اہم ترین مابہ الامتیاز اور خصوصی نشان ہے جس کی برکات سے یہ الٰہی جماعت باوجود نسبتاً نہایت کمزور اور چھوٹی ہونے کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغ پیغامِ رسالت اور قوموں کو حلقہ بگوشِ اسلام کرنے کا وہ کام کامیابی سے انجام دے رہی ہے جس کا عشرِ عشیر بھی ہمارے کثیر التعداد مخالفین نہیں کرسکتے۔ **وذلك فضل الله يوتية من يشاء و الله ذو الفضل العظيم۔**

آخری زمانہ میں خلافت کا قیام:

آخری زمانہ کے متعلق قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ کی بیان کردہ پیشگوئیوں پر غور کرنے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ آخری زمانہ یعنی قربِ قیامت اور مسیح محمدیؑ کی بعثت کے وقت اسلام اور مسلمان نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہوں گے۔ شیطان اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے حملہ آور ہوگا اور مغربی اقوام خاص طور پر اُسکا دستِ راست بن کر اسلام کی بیخ کنی کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گی۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح محمدی کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں میں پھر بیداری اور زندگی پیدا کرے گا۔ اور پھر خلافتِ راشدہ اسلامیہ کا قیام عمل میں آئے گا جو مسلمانوں کیلئے ایک مضبوط اور مستحکم ڈھال کا کام دیگی اور اس کی قیادت میں اسلام کے خلاف طاغوتی لشکروں سے پھر ایک فیصلہ کن جنگ ہوگی جس میں اسلامی خلافت پُر امن روحانی ہتھیار اور جہاد بالقرآن کے ذریعہ دشمنانِ اسلام کو ہمیشہ کیلئے شکست دیکر اہل دنیا کے دل اسلام کیلئے جیت لے گی۔

مولانا ابو الکلام آزاد اور خلافت:

آخری زمانہ کے متعلق ان پیشگوئیوں کو نہ صرف جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے بلکہ غیر از جماعت علماء اور لیڈر بھی تسلیم کرتے اور ان کی صحت اور پورا ہونے کے اقراری ہیں۔ چنانچہ پاک و ہند کے مشہور دینی مفکر اور سیاسی لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اپنی کتاب ''مسئلہ خلافت اور جزیرۂ عرب'' میں لکھتے ہیں:

''احادیث میں نہایت کثرت کے ساتھ اسلام کے ایک آخری

دور کی خبردی گئی ہے جو اپنے برکات کے اعتبار سے دورِاول کے خصائص تازہ کرے گا اور جس کا حال یہ ہوگا کہ لایدری اولھا خیر ام اٰخرھا۔نہیں کہا جاسکتا کہ اُمّت کی ابتداء زیادہ کامیاب تھی یا اس کا اختتام ؟ یہی وہ آخری زمانہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان اپنے کامل مومنوں میں پورا ہو کر رہے گا کہ لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون(۹:۲۲)یعنی دینِ اسلام اور اس کا رسول اسلئے آیا کہ تمام دینوں اور قوموں پر بالآخر غالب ہوکر رہے ۔ کیونکہ آخری غلبہ صرف اَصْلَح کیلئے ہے اور تمام دینوں میں اَصْلَح دین صرف اسلام ہی ہے۔''

''یہی وجہ ہے کہ مایوسیوں اور نامرادیوں کی اس عالمگیر تاریکی میں بھی جو آج چاروں طرف پھیلتی جارہی ہیں ایک مومن قلب کیلئے فتح و اقبال کی روشنیاں برابر چمک رہی ہیں بلکہ جس قدر تاریکی بڑھتی جارہی ہے اتنا ہی زیادہ طلوعِ صبح کا وقت قریب آتا جاتا ہے اور ان نصر اللہ قریب کی آواز سنائی دیتی ہے۔''(ص۲۰)

آگے ابوالکلام صاحب خلافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلام کا قانونِ شرعی یہ ہے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ و امام ہونا چاہئے۔ جس کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اور مثل اطاعت خدا اور رسول ہے تا وقتیکہ اس سے کفر بواح (صریح) ظاہر نہ ہو''۔(''خلافت'' صفحہ ۲۱۶)

ہمارے مسلمان بھائیوں کو مبارک ہو کہ مذکورہ بالا آیت و احادیث اور ان پیشگوئیوں کے مطابق جن کا ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ شیطان کو آخری شکست اور اسلام کی آخری فتح و غلبہ کے سامان پیدا فرمادیئے ہیں اور وہ خلافتِ راشدہ یعنی ''ڈھال'' بھی خلافتِ احمدیہ کی صورت میں عطا فرمادی ہے جس کی پیروی اور جس کی رہنمائی میں حق و باطل کی آخری جنگ لڑی جارہی ہے اور اسلام کی فتح مبین کا روزِ روشن قریب آ رہا ہے۔ مبارک ہیں وہ سعید روحیں جو آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ و امام کی بیعت میں داخل ہوکر اسلام کیلئے اِس جہادِ اکبر یعنی جہاد بالقرآن میں حصہ لے کر سعادتِ دارین حاصل کریں۔

(بقیہ از صفحہ: 41)

ہو گئے مگر بعض لوگ ایسے ہیں جو ۶۴ سال سے متواتر ہر سال جلسہ سالانہ (خاکسار و راقم کے دادا جان) فوت ہوئے ہیں انہوں نے ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جس پر اب ۶۱ سال گزر چکے ہیں۔۔۔ ان کے ایک لڑکے نے بتایا کہ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ میں نے جس وقت بیعت کی اس کے قریب زمانہ میں ہی میں نے ایک خواب دیکھا جس میں مجھے اپنی عمر ۴۵ سال بتائی گئی۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو پڑا اور میں نے کہا حضور بیعت کے بعد میرا خیال تھا کہ احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہونے والی ہیں انہیں دیکھوں گا۔ مگر مجھے تو خواب آئی ہے کہ میری عمر ۴۵ سال ہے اس پر حضور نے فرمایا گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں۔ شاید وہ ۴۵ کو ۹۰ کر دے۔ چنانچہ کل جو وہ فوت ہوئے تو ان کی عمر پورے ۹۰ سال کی تھی۔ اس طرح احمدیت کو جو ترقیات ملیں وہ بھی انہوں نے دیکھیں اور ۶۱ جلسے بھی دیکھے۔ ان کے چار بچے ہیں جو دین کی خدمت کر رہے ہیں'' یہ ذکر آ چکا ہے کہ فی الحال کسی خاص حکمت الٰہی سے ہمارا یہ انتہائی بابرکت جلسہ ربوہ میں منعقد نہیں ہو رہا مگر دنیا کے ساتوں براعظموں میں اس جلسہ کے افضال روایتی طریق پر ان برکتوں کو پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں جن کی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے دعا کی تھی اور حضور کا یہ ارشاد کہ ''اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ خدا کی عجیب در عجیب قدرتوں اور فضلوں کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ پاکستان میں بھی پہلے کی طرح بلکہ پہلے سے بڑھ کر پرعظمت جلسے پھر منعقد ہونے لگیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سکھلا دیئے اسلوب بہت صبر و رضا کے
اب اور نہ لمبے کریں دن کرب و بلا کے
اُکسانے کی خاطر تیری غیرت تیرے بندے
کیا تجھ سے دعا مانگیں ستم گر کو سنا کے

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام
کے
علم کلام کی برتری کا اعتراف ۔ غیراز جماعت مصنفین کا بے لاگ تجزیہ

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر

گذشتہ دنوں ٹورانٹو کے ایک مقامی صحافی نے اپنے اردو اخبار میں جماعت احمدیہ کے علمِ کلام کی بابت اپنے کالم میں لکھا کہ:

''اگر جماعت احمدیہ کا لٹریچر پڑھا جائے تو تاثر یہ ملتا ہے کہ کسی مدرسہ کے مولوی نے اسے تیار کیا ہے۔ ناقص تحریر، بکھرے خیالات، بے ربط فقرے۔ لیکن اس جماعت کے کام دیکھے جائیں تو یہ ایک جدید کارپوریٹ پلاننگ کی طرح ہے۔''

(ہفت روزہ پاکستان اسٹار، ٹورانٹو۔ ۱۵۔۲۱ مئی ۲۰۰۲ء)

مذکورہ کالم نگار نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کے متعلق مندرجہ بالا ریمارکس نامعلوم کس ترنگ میں آکر لکھ ڈالے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ بالخصوص سلطان القلم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا پیدا کردہ بلند پایہ لٹریچر زبردست جامعیت کا حامل ہے، جسے بے شمار اکابرِ ملت نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون اسی حقیقت کا عکاس ہے۔ (ایڈیٹر)

انیسویں صدی کے آغاز میں ہی غیر مذاہب والے اپنے پرانے اور فرسودہ اعتراضات سے مسلح ہو کر اسلام پر نئے سرے سے حملہ آور ہوئے۔ وہ اس زمانہ کے مسلمان مذہبی عالموں کی تصنیف کردہ قرآن کریم کی تفاسیر اور روحانیت سے یکسر خالی اسلام کی دور از کار تشریحات کو مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے کہتے کہ یہ ہے تمہارا اسلام! اس کے نتیجے میں اہل اسلام کو غیر مذاہب کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ یہ غیر مذاہب والے اپنے ان حربوں سے مسلمانوں کو اپنے اپنے مذاہب میں سمیٹنے میں مصروف تھے۔ ایک طرف تو یہ حالات تھے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے مذہبی لیڈروں کی یہ حالت تھی کہ وہ مسلمانوں کی دینی، اخلاقی اور روحانی اصلاح کا فریضہ سرانجام دینے سے غافل تھے۔ کسی سے ذرا سا اختلاف برداشت نہیں کر سکتے تھے اور وہ باہم دست و گریباں رہتے تھے۔ مسلمانوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو ان غیر مذاہب کے اعتراضات کے مدلّل و مسکت جواب دے سکے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد مسلمانوں کی پسماندگی اپنی انتہا پر پہنچ گئی تھی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں سے صرف عنانِ اقتدار ہی نہیں گئی تھی بلکہ اقتصادی، سیاسی، اخلاقی، تعلیمی اور روحانی قدریں بھی ایک ایک کر کے چلی گئی تھیں۔ اور مسلمانانِ ہند مذلت کی طرف رواں دواں تھے۔

بعض علماء کو ان حالات نے بہت متاثر کیا وہ اسلام کی اس پسماندگی کو دیکھ کر کڑھتے تھے مگر بے دست و پا تھے۔ کیونکہ وہ زمانہ کے اعتراضات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ان کے اصولی جواب دینے سے قاصر تھے۔ جس سے غیر مذاہب کے حوصلے کچھ اور بڑھے۔ اس وقت کے حالات کے متعلق ایک مشہور صحافی جناب عبداللہ ملک لکھتے ہیں:

''جس زمانے میں مرزا غلام احمد اسلامی علوم کے حصول اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھے وہ زمانہ ذہنی طور پر مسلمانوں اور اسلام کے لئے بڑے کرب کا زمانہ تھا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو اس صورت حال نے اُس طبقے کو پریشان کیا جو مغل اور دیگر حکومتوں سے وابستہ تھے۔۔۔۔ اب نئی حکومت میں وہ پریشان حال ہو رہے تھے۔ ایک طرف مادی زندگی کا کرب ان کو ستا رہا تھا تو دوسری طرف انگریز اپنی حکومت کی توسیع کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ پر بھی بہت مُصر تھے۔ ایسی دستاویزی شہادتیں لاانداز مصنفین نے جمع کی ہیں جن

ے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اُس دور میں عیسائی پادریوں اور انکی تبلیغ میں زبردست قسم کی جارحیت تھی۔ اور انگریزی سرکار کے اہلکار کھلم کھلا ان پادریوں اور ان کے تبلیغی کارناموں کی سرپرستی فرماتے تھے۔ پنجاب میں اس امر کا شدت سے احساس انگریزی عملداری کے بعد ہونا شروع ہوا۔۔۔ اسی کرب کے دور میں مرزا غلام احمد کی تحریک احمدیت نے جنم لیا۔ لطف یہ ہے کہ سرسید اور غلام احمد دونوں عیسائیت کی یلغار سے بہت بُری طرح متاثر ہوئے اور اس کے خلاف مزاحمت کے طریقے ڈھونڈنے شروع کئے۔"

("پنجاب کی سیاسی تحریکات" صفحہ ۲۲۸)

ان حالات کے نتیجہ میں ایک ایسا طبقہ منظرِ عام پر آیا جو جدید علم کے ساتھ ساتھ دینِ اسلام کا بھی دعوے دار تھا۔ وہ جدید فلسفہ کو اپنانے اور ہر چیز پراس فلسفہ کو لاگو کرنے میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ غیر مذاہب والے اسلام کے جس عقیدہ پر اعتراض کرتے تو جدید علوم کا دلدادہ یہ طبقہ سرے سے ہی ان عقائد کا انکار کر دیتا۔ یا یہ لوگ ان کی ایسی دوراز کار تاویلات کرتے کہ وہ اسلامی عقیدہ اپنی حقیقت اور افادیت کھو بیٹھتا۔ دوسری صورت یہ ہوتی کہ جب غیر مذاہب والے اسلام پر اعتراض کرتے تو یہ گروہ ایسا معذرت خواہانہ رویّہ اختیار کرتا کہ دینِ اسلام کا سارا حُسن ختم ہو کر رہ جاتا۔ اس تاریک زمانہ میں جب تمام مذاہب عالم اسلام کو ایک کمزور اور مردہ مذہب تصوّر کر کے اس پر حملہ آور تھے اور عیسائیت خانہ کعبہ پر یسوع مسیح کا جھنڈا گاڑنے کا دعویٰ کر رہی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدیم سُنّت اور گذشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں اسلام کی صداقت اور دین محمد ﷺ کے باغ کی آبیاری کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو مسیح موعود، امام مہدی اور حکم و عدل کے مقام پر فائز فرمایا۔ آپ نے جہاں مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح فرمائی وہاں غیر مذاہب کے گندے اور باطل اعتراضات کے برخلاف مدلّل جوابات کے ذریعے اس طرح پر پرخچے اڑا دیئے کہ مخالفین اسلام کو سامنے آنے کی جرأت نہ رہی۔ بلکہ آپ نے ایسا جارحانہ انداز اختیار فرمایا کہ ان کو اپنے مذاہب کی صداقت ثابت کرنا مشکل ہو گیا۔ اسلام کا یہ بطلِ جلیل ہر ایسے موقعہ پر جہاں اسلام پر اعتراضات ہوئے فوراً کمر ہمت کس کر میدان کارزار میں پہنچا اور اپنے خداداد دلائل سے اسلام کے دشمنوں کو شکست فاش دی اور فتح وظفر کا پرچم لہراتا ہوا اس میدان سے لوٹا۔ پھر یہی نہیں آپ نے غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب میں ایسا لٹریچر پیدا کیا اور ایک ایسا جدید علم الکلام دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں دنیا کے تمام مذاہب کے اسلام پر کئے گئے اعتراضات کا جواب موجود ہے۔ جہاں آپ نے غیر مذاہب والوں کے اعتراضات کا جواب دیا وہاں آپ نے ان کی اپنی مذہبی کتب کی رو سے ان کے عقائد کے خلاف اعتراضات کئے جو ان مذاہب کی تعلیمات کے خلاف تھے۔

غرضیکہ آپ نے ایسا عظیم الشان علم الکلام دنیا کے سامنے رکھا جسے اسلام کے تمام مکتبہ ہائے فکر کے لوگوں نے سراہا اور آپ کی وفات کے وقت اخبارات نے غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب دینے اور آپ کی دیگر اسلامی خدمات کی وجہ سے آپ کو اسلام کا ایک فتح نصیب جرنیل قرار دیا۔

اس زمانہ میں مسلمانوں کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے مسلمانان ہند کے مشہور لیڈر سرسید احمد خان صاحب اٹھے۔ انہوں نے دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی اور مسلمانانِ ہند کی سیاسی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ نیز غیر مذاہب کے حملوں کا اپنے رنگ میں اسلام کا دفاع کرنیکی بھی کوشش کی لیکن ان کا اندازِ فکر اور طریق کار کیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے عبداللہ ملک صاحب لکھتے ہیں:

"سرسید نے جدید علم الکلام کی بنیاد ڈالی جس کے متعلق انہوں نے ایک مفصل تقریر میں کہا ہے اُس زمانے میں۔۔۔۔ ایک جدید علم کلام کی حاجت ہے جس سے یا تو ہم علوم جدیدہ کے مسائل کو باطل کر دیں یا مشتبہ ٹھہرا دیں۔ یا اسلامی مسائل کو ان کے مطابق کر کے دکھائیں۔"

یہ تفسیر اب چھ سات جلدوں میں ملتی ہے اور اس کے مضامین کا

ایک نہایت جامع خلاصہ حالی نے حیاتِ جاوید میں درج کیا ہے۔ اس تفسیر میں سرسیّد نے قرآن کے تمام اندراجات کو عقل اور سائنس کے مطابق ثابت کیا ہے۔ اور جہاں کہیں سائنس کی معلومات اور کلام مجید کے درمیان اختلاف معلوم ہوتا ہے وہاں معتزلہ طریقے کے مطابق آیات کی نئی تاویل اور تشریح کر کے اس اختلاف کو دور کیا ہے۔ سرسید نے معراج، شقِ صدر کو رؤیا کا فعل مانا ہے۔ حساب کتاب، میزان، جنت، دوزخ کے متعلق تمام قرآنی ارشادات کو بطریق مجاز و استعارہ وتمثیل قرار دیا ہے۔ ابلیس اور ملائکہ سے کوئی خارجی وجود مراد نہیں لیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہا ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے۔۔۔۔ دوسری طرف انہوں نے عیسائی مشنریوں کے اعتراضات کو ردّ کرنے کے لیے اسلام کی ایسی توجیہہ کی جس پر عمل کیلئے عقل اور جدید فلسفے کی رو سے کوئی اعتراض نہ ہو سکے۔ جس کے مطابق مسلمانوں کو موجودہ زمانے میں بالخصوص اپنے عیسائی حاکموں سے ربط ضبط رکھنے اور بڑھانے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ رسالہ ''طعام اہل کتاب'' میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ عیسائی یا دوسرے اہل کتاب کا پکا ہوا کھانا مسلمان شرفاء کھا سکتے ہیں۔ یہ تمام کوششیں بنیادی طور پر انگریزی حکومت اور مسلمان امراء کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا کرنے پر منتج ہوئی تھیں۔ مذہب کی توجیہہ اور تاویل کی ضرورت اس لئے تھی کہ مذہب کی بنیاد پر علماء کے ایک مقتدر گروہ نے تعلقات کی خوشگواری میں جو روک کھڑی کی تھی اسے دور کیا جا سکے۔ چنانچہ یہی کام مرزا غلام احمد نے پنجاب میں کیا۔ لیکن دونوں کے طریق کار میں بنیادی فرق تھا۔ اس فرق کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ سرسید کی تعلیمات ہوں یا مرزا غلام احمد کی، ان دونوں کی تعلیمات کا اثر عامتہ المسلمین سے کہیں زیادہ تعلیم یافتہ افراد پر ہوا۔ کیونکہ یہی وہ تعلیم یافتہ طبقہ تھا جو عیسائی پادریوں کے پراپیگنڈے اور تبلیغ کی وجہ سے اسلام کے بعض عقائد کے متعلق شا کی ہو رہا تھا''۔

(''پنجاب کی سیاسی تحریکات'' صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۶)

سرسید کے ایجاد کردہ علم کلام کی کمزوری

سرسید نے اپنی تعلیمات کے لئے علم الکلام کا سہارا لیا اور عقل و دلیل کو اپنا ہتھیار بنایا اور جس بات کو وہ عقل اور دلیل کی کسوٹی پر پرکھنے میں کامیاب نہ ہو سکے اس کو سرے سے ردّ کر دیا۔ اس کے لئے ان کو بعض آیات کی دور از قیاس تاویلیں بھی کرنا پڑیں اور ان ہی کوششوں کی وجہ سے ان کے حامیوں کے دل میں خلش پیدا ہوئی۔ کیونکہ اسلام کی بعض بنیادی صداقتیں ان تاویلات کی زد میں آئے بغیر نہ رہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ سرسید نے اس کوشش نا تمام میں جو معذرت خواہانہ علمِ کلام ایجاد کیا وہ اسلام میں خود ان کے ہاتھوں ہونے والی توڑ پھوڑ کے ملبہ تلے دب گیا۔

چنانچہ سرسید کے اس علم الکلام کی ناکامی کے بارے میں معروف سکالر شیخ محمد اکرام اپنی کتاب ''موجِ کوثر'' میں لکھتے ہیں:

''جدید علم الکلام کی ناکامی کی ایک اصولی وجہ ہے کہ متکلمین عقل کو ہر چیز پر مقدم رکھ کر دلائل اور قیاسات کے ذریعے سے اسلام کی حقیقت واضح کرتے ہیں۔ بظاہر تو یہ طریق کار ٹھیک ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عقائد اور ایمان کی بنیاد عقل پر اتنی نہیں ہوتی جتنی قلبی مشاہدے اور ذاتی تجربے پر۔ جب آدمی اپنے تجربے اور مشاہدے کی مدد سے یا بقول غزالی باطن کی آنکھوں سے اللہ کی قدرت دیکھ لیتا ہے تو اسے خود بخود خدائے تعالیٰ کی ہستی پر یقین آ جاتا ہے۔ اس یقین سے اسے مصائب میں تسکین ملتی ہے اور زندگی کی جدوجہد میں تقویت پہنچتی ہے۔ پھر اسے اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ جزوی مسائل کو سائنس یا عقل کے ترازو میں تولے۔ مذہبی زندگی کی بناء روحانی تجربہ اور مشاہدہ پر ہے عقل اور قیاس پر نہیں۔ متکلمین خشتِ اوّل ہی ٹیڑھی رکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے دلائل خواہ کس قدر مؤثر ہوں ان سے متشکّکین کی روحانی تسکین

نہیں ہوتی۔ اور سرسید کی قابلیت، محبت اور مذہبی ہمدردی کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے علم الکلام نے تعلیم یافتہ طبقے یا ارباب شک والحاد کو ایمان کی دولت بہم پہنچائی ہے۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی فرد یا کسی قوم کی ترقی کے لئے جُزوی عقائد یا مسائل کو سائنس کے مطابق ناقابلِ اعتراض ثابت کرنے کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی ایمان بالغیب ویقینِ کامل اور ان اخلاقی وروحانی خوبیوں کی، جو مذہب حقہ کا عطیہ ہیں''

(''موج کوثر'' صفحہ ۱۶۳۔۱۶۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے علم کلام کی فوقیّت کا اعتراف۔

سرسید کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے علم کلام کی برتری اور فوقیت اور اس کے ہمہ گیر اثر کا ذکر کرتے ہوئے جناب عبداللہ ملک اپنی کتاب ''پنجاب کی سیاسی تحریکات'' میں رقمطراز ہیں:

''اس علم الکلام نے سرسید کے پیروکاروں میں ایک گونہ تلخی پیدا کر دی تھی ۔کیونکہ ایک طرف وہ ان تعلیمات کو سچا بھی جانتے تھے ان کی ضرورتوں کا بھی ان کو پورا پورا احساس تھا۔دوسری طرف وہ روائتی مذہب پر بھی غیر شعوری طور پر دل و جان سے فریفتہ تھے۔ چنانچہ سچ یہ ہے کہ اس دور میں جن لوگوں کو سرسید نے متأثر کیا۔ ساتھ ہی ان کو اپنی تعلیمات سے ایک گونہ آزردہ بھی کیا۔

ان ہی آزردہ دلوں کو بہت حد تک مرزا غلام احمد نے اپنے طور طریقوں سے سمیٹا۔ سرسید نے عقل کی بنیاد پر قرآنی آیات اور مذہبی تعلیمات وعبادات کی جتنی توجیہات اور تاویلات کی تھیں ،مرزا غلام احمد نے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ سرسید نے رسولِ خدا کے معجزات کو رؤیا کا فعل بتا کر تاویل کرنے کی کوشش کی ۔لیکن مرزا غلام احمد نے ان معجزات کو عقل اور دلائل کی بنیاد پر درست ثابت کیا۔چنانچہ مرزا غلام احمد اپنی کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور الہٰی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سیّدالرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم نے جنگِ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی۔ اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی۔ مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے۔ اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا اس معجزہ کی طرف اللہ جلشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔۔۔۔کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی میں داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اتنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے سے دودھ کو اپنی لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مریضوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنی ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الہیٰ مخلوط تھی۔

حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سیانکار کریں تو وہ معذور ہیں کیونکہ وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلّی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔ پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے ہنسنے میں بھی معذور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کو طے نہیں کیا۔ اور نہ صرف اپنی حالت ناقص رکھتے ہیں بلکہ اس بات پر خوش ہیں کہ اس حالت ناقصہ میں مریں بھی۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۵ تا ۶۶)

اب مرزا غلام احمد کی ان تعلیمات نے ان کے حق میں فضا پیدا کی اور ان کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت نے مل کر ان کا ایک حلقہ قائم کر دیا۔ ان کے حلقے کی توسیع میں دوسرا سب سے بڑا عمل ان کا آریہ سماج کے حملوں کا منہ توڑ جواب ہے۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جب ایک طرف عیسائی پادریوں کی یورش ہو رہی تھی تو دوسری طرف ہندوؤں کی ایک تحریک بھی حملہ آور ہو رہی تھی کیونکہ ہندوؤں میں بھی ایک خاص قسم کا سیاسی و سماجی عمل جاری تھا۔۔۔۔۔

ان تمام سرگرمیوں نے مرزا غلام احمد کو اپنے متشدد پیروکاروں کا ایک مضبوط اور مؤثر حلقہ پیدا کرنے میں مدد دی۔ چنانچہ آریہ سماج کے خلاف مرزا غلام احمد نے جو تصنیف و تالیف کی، جو مناظرے اور مباحثے ترتیب دیئے ان سبھی اقدام نے پڑھے لکھے مسلمانوں کو متاثر کیا اور ان میں اچھی خاصی تعداد میں چھوٹے موٹے سرکاری ملازمین بھی تھے۔ کیونکہ ہندوؤں میں بالعموم آریہ سماج کی تحریک پنجاب میں سرکاری ملازمین اور وکیل اور ڈاکٹروں میں ہی پھل پھول رہی تھی۔ اور ان سرکاری دفاتر میں کام کرنے والے مسلمان بھی آریہ سماج کا مقابلہ کرنے کے لئے دلائل اور منطق کے متلاشی تھے۔ چنانچہ اس محاذ پر بھی مرزا غلام احمد نے ہی ان مسلمانوں کی تشفی کی"۔

(''پنجاب کی سیاسی تحریکات'' صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۴)

الغرض! حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جو زبردست علم کلام پیدا فرمایا اس کی برتری کا اعتراف اپنوں کو ہی نہیں بلکہ غیروں کو بھی ہے۔ اور یہی وہ علمِ کلام ہے جو آنے والے وقت میں بڑی تیزی سے اپنی برتری منوائے گا۔

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں میں

انشاء اللہ تعالیٰ العزیز

دیدۂ تر سے کوئی سَیلِ رَواں لے کے چلو

دیدۂ تر سے کوئی سَیلِ رَواں لے کے چلو
اُن سے ملنا ہے تو پھر ہدیۂ جاں لے کے چلو

بارشِ سنگِ حوادث ہی سہی، ، ہونے دو
جو نہ شکوہ سے ملوّث ہو، زباں لے کے چلو

دوستو تُم کو محمدؐ کی غُلامی کی قسم
تُم کو چلنا ہے تو پیغامِ اماں لے کے چلو

نالۂ نیم شب و آہِ سحر گاہی سے
اُن تک اِک سِلسلۂ شور و فغاں لے کے چلو

ہم براہین کے قائل ہیں، ہمیں جیتیں گے
آزمانا ہے تو شمشیر و سناں لے کے چلو

ہم تو برسائیں گے گُلہائے محبت تُم پر
تُم جو چاہو تو کوئی سنگِ گراں لے کے چلو

یہ بھی ممکن ہے کہ آئینہ مکدّر ہو جائے
پیشِ جاناں نفسِ شیشہ گراں لے کے چلو

﴿ ڈاکٹر محمود الحسن صاحب ایمن آبادی ﴾

درود شریف کے کثرتِ ورد کی برکات

چند ذاتی و آنکھوں دیکھے مشاہدات

مرسلہ: صوبیدار (ریٹائرڈ) بشیر محمود صاحب۔ ویسٹن ساؤتھ

آج سے تقریباً پچاس ساٹھ برس قبل جب میں نے بزرگان سلسلہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درودشریف کی برکات کے متعلق ایک رویاء سنی اور ملفوظات میں بھی پڑھی تو میں نے بھی درود شریف کا ورد کثرت سے شروع کر دیا۔ حضور کی رویاء یہ تھی۔ آپنے دیکھا کہ فرشتے حضور کے گھر نور کی مشکیں بھر بھر کر صحن میں انڈیل رہے ہیں۔ حضور پُر نور نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل کس وجہ سے ہو رہا ہے؟ فرشتوں نے بتایااس لئے کہ آپ کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجد تے ہیں۔

کثرت سے درود شریف پڑھنے کی برکات کا مشاہدہ یہ عاجز بھی کر چکا ہے۔ جن میں سے ایک دوعرض کرتا ہوں ۔راقم فوج میں تھا اور جب کبھی گھر سے کسی بچے یا اہلیہ کی بیماری کا خط ملتا تو بندہ رخصت لیکر چل پڑتا۔ دورانِ سفر بندہ کسی سے بات نہ کرتا بلکہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیتاحتیٰ کہ بندہ گھر پہنچ جاتا۔ جب بندہ گھر میں داخل ہوتا تو دیکھتا کہ وہ بچہ یا اہلیہ محض خدا کے فضل وکرم سے بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ یہ واقعات کئی دفعہ ہوئے۔ اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو بندہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیتا اور خدا کے فضل وکرم سے وہ چیز مل جاتی۔

ایک واقعہ جو کہ حیرت انگیز اور ایمان افروز بھی ہے عرض کئے دیتا ہوں۔ میرے بڑے بھائی صاحب جو کہ جنرل پوسٹ آفس لاہور میں اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر تھے، اُن کی شادی ہمارے چچا صاحب، جو کہ غیر احمدی تھے کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ وہ بغیر اولاد کے وفات پا گئیں۔ اُن کی وفات کے بعد بھائی صاحب ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو شادمان لاہور میں اپنی جائیداد فروخت کر کے ربوہ میں ایک مکان خرید لیا اور وہاں رہائش پذیر ہو گئے۔ میرے بڑے بھائی صاحب محلّہ دار النصر شرقی میں ''مسلم کالونی'' کے سامنے اکیلے رہائش پذیر تھے۔ دل کے مریض تھے ایک رات پانی پینے کے لئے اُٹھے تو دل کا دورہ پڑا اور اندر بیٹھک والے کمرے میں فرش پر گر گئے اور پھر وہاں ہی انکی وفات ہوگئی۔ ان کے پڑوسی فضل محمود صاحب جو آجکل کینیڈا میں ہیں کو پتہ چلا تو انہوں نے صدر محلّہ کو اطلاع دی۔ صدر صاحب نے یہ حالت دیکھ کر میرے دونوں بیٹوں مسعود احمد واقفِ زندگی ربوہ اور مقصود ثاقب (حال برامپٹن) کو اطلاع دی تو وہ دونوں بھی آ گئے۔ صدر صاحب نے میرے بڑے بیٹے کو پولیس چوکی بھیجا۔ وہ ایک سب انسپکٹر کو ساتھ لے آیا۔ انہوں نے بھائی صاحب کو اٹھوا کر چارپائی پر لٹا دیا۔ اور کمرہ میں دوائیں اور کچھ میڈیکل سرٹیفکٹ وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ بیماری سے فوت ہوئے ہیں لہٰذا ان کو دفن کر دیا جائے۔

جنازہ کے بعد اُن کو عام قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔مرحوم بھائی مسلم کالونی کے نزدیک رہائش پذیر تھے لہٰذا مسلم کالونی کے دیگر مخالف مولوی بشمول مولوی اللہ یار ارشد وغیرہ مولوی منظور چنیوٹی کے پاس گئے اور کہا کہ فلاں فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے اسکو اسکے دو بھتیجوں نے زہر دے کر مارا ہے۔ لہٰذا میرے دونوں بیٹوں کے خلاف تھانہ میں رپورٹ لکھوا دی۔ اور ڈی ۔سی جھنگ سے پوسٹ مارٹم کی منظوری لے لی جس نے لالیاں کے ڈاکٹر شاہ صاحب کو پوسٹ مارٹم کے لئے آرڈر دے دیئے۔ قدرتی طور پر جس دن پوسٹ مارٹم ہونا تھا میں رخصت لیکر گھر پہنچ گیا۔ میں اُن دنوں چترال میں ہوتا تھا۔ گھر والوں نے بتایا کہ غیر احمدی ملّاؤں نے دونوں لڑکوں کے خلاف رپورٹ کی ہے کہ انہوں نے اپنے تایا صاحب کی جائیداد پر قبضہ کرنے کی خاطر اُنکو زہر دے دیا ہے۔ اور آج چار بجے اُن کا پوسٹ مارٹم ہوگا۔ ہمیں تھانہ میں بلایا گیا۔ تھانہ دار نے مجھ سے پوسٹ مارٹم کے واسطے میّت وصول کرنے کی باقاعدہ تحریری اجازت

لی۔ اِسی دوران ملاّ اللہ یار ارشد تھانہ پہنچ گیا جس نے تھانہ دار کو کہا کہ پوسٹ مارٹم کے بعد میّت ہمیں دی جائے۔ تھانہ دار نے اسکو گالی دے کر کہا کہ تم کو کس نے بلایا ہے دفع ہو جاؤ یہاں سے جن رشتہ داروں سے میّت وصول کر رہا ہوں انہی کو میّت واپس کروں گا۔

خیر چار بجے ہم سب بمع ڈی ایس پی، ڈاکٹر صاحب، تھانہ دار جبکہ ناظر امور عامہ ہمارے بھائی مولوی محمد شفیع صاحب اشرف نے دفتر سے مکرمی جناب مولوی عبدالعزیز بھانبڑی صاحب مرحوم مغفور اور چوہدری رشید احمد صاحب کو دفتر سے بھیجا۔ میّت کو قبر سے نکال کر ڈاکٹر صاحب نے پوسٹ مارٹم کیا اور کچھ اجزا نکال کر دو بوتلوں میں بند کر کے سیل کر کے پولیس کے حوالے کئے۔ تا کہ وہ لاہور لیبارٹری میں ٹسٹ کے لئے بھجوائے جاسکیں۔ ہمیں بڑی فکر ہوئی کہ آجکل ملاؤں کا زور ہے رشوت وغیرہ دے دلا کر فیصلہ ہمارے خلاف نہ کروالیں۔

میں نے گھر آ کر حضور کو خط میں ساری تفصیل لکھ دی۔ حضور کا جواب آیا کہ فکر نہ کریں اور جھوٹ سے کام نہ لیں گھر میں میں نے بیگم اور بچوں کو نماز تہجد کی تاکید کی۔ بیگم تو خیر پہلے بھی تہجد گذار تھیں میں بھی کبھی کبھی پڑھ لیا کرتا تھا لیکن اس واقعہ کے بعد تو میں بلاناغہ تہجد گزار بن گیا۔ اب نتیجہ کا انتظار تھا۔ ڈیڑھ ماہ کے بعد میں چھٹی لیکر گھر آیا تو پوچھا کہ کوئی اطلاع آئی۔ تو بیگم نے بتایا کہ ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی ایک دن میں مسجد یادگار جو کہ فضل عمر ہسپتال کے اندر ہے، تہجد کی نماز پڑھکر صبح کی نماز کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ اونگھ آ گئی اور اونگھ میں ایک آواز سنائی دی کہ ''No Poison'' میں نے کوئی خیال نہ کیا لیکن جلد ہی پھر اونگھ آ گئی۔ پھر وہ آواز آئی کہ ''No Poison'' میں یہ آواز سنکر کھڑا ہو گیا۔

چاروں طرف دیکھا کہ شائد کوئی آدمی ہو لیکن کوئی نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس کیس کی طرف پھیر دی میں نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ صبح کی نماز ادا کی اور خوشی خوشی گھر جا کر سب کو مبارکباد دی۔ بیگم صاحبہ مرحومہ نے پوچھا کہ کس بات کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ میں نے کہا تھوڑی دیر میں بتاتا ہوں میں نے بڑے بیٹے سے کہا کہ بیٹے جاؤ اور مجسٹریٹ کے ریڈر سے رپورٹ کی نقل لیکر آؤ۔ لڑکے نے کہا کہ ابو آپکو کیسے پتہ ہے کہ رپورٹ آ گئی ہے آپ تو کل آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم پہلے جاؤ، پھر بتاؤں گا۔ میرا بیٹا ریڈر کے پاس گیا اس نے کہا کہ وہ تو ایک ماہ سے آ گئی ہوئی ہے بیٹے نے کہا کہ ہمیں کیوں اطلاع نہیں دی۔ ریڈر نے کہا کہ اطلاع تو تب کرتے اگر آپکے خلاف ہوتی وہ تو آپکی Favour میں ہے۔ اسمیں لکھا ہے کہ وفات طبعی ہے۔ یعنی بیماری سے ہوئی ہے۔ میرے بیٹے نے اُن سے نقل مانگی تو انہوں نے کہا کہ آپکو نقل دینے کی اجازت نہیں کہیں آپ ملاؤں کے خلاف مقدمہ نہ کر دیں۔ میرے بیٹے نے گھر آ کر بتایا۔

پھر میں نے سکو آواز کے متعلق بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں اور کثرت درود شریف کی برکت سے مجھے رپورٹ کے نتیجہ کے متعلق بتا دیا تھا کہ زہر نہیں۔ تب میں نے حضور کو اطلاع کی۔ حضور نے جواباً مبارک باد دی اور اس واقعہ کے بعد دعا بھی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے کثرت سے درود شریف پڑھنے کی بہت توفیق دی۔ اور اب بھی توفیق دیتا چلا جا رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دُرود شریف کی اہمیت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ اَرُدُّ عَلَیْهِ السَّلَامَ۔

(ابوداؤد کتاب المناسك باب زیارة القبور)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کیلئے اللہ تعالیٰ میری رُوح کو واپس لوٹا دیگا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو اس درود کا ایسا اجر اور ثواب ملے گا جیسے خود حضورؐ سلام و درود کا جواب مرحمت فرما رہے ہوں)

قادیان و ربوہ کے جلسہ ہائے سالانہ۔۔چند یادیں، چند تاثرات

مرسلہ: مکرم کرنل (ر) دلدار احمد صاحب

ہمارا گاؤں ادرحمہ ضلع سرگودہا (پاکستان) حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی تھے کا گاؤں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں کی بیشتر آبادی احمدی ہے۔

میری بچپن کی یادوں کی سب سے زیادہ حسین یاد، وہ سفر ہیں جو ہم تمام ساکنانِ ادرحمہ سردیوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی غرض سے کیا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کی تاریخ انعقاد سے دو یا تین روز قبل گاؤں کی خاصی بڑی تعداد بشمول جوان۔ بوڑھے، بچے و مستورات گاؤں سے باہر شاہراہ پر مختلف نوعیت کی سواریوں یعنی اونٹ۔ گھوڑا۔ گدھا۔ سائیکل وغیرہ کے ساتھ پوری تیاری سے مجمع کی صورت میں اکٹھے ہو جاتے۔ خاصی تعداد پیدل چلنے والے حضرات کی بھی ہمراہ ہوتی۔

دعا کے بعد قافلہ اِن مختلف انواع کی سواریوں پر سفر کا آغاز کرتا۔ سفر کا پہلا مرحلہ گاؤں سے پنڈی بھٹیاں تک تھا۔ سردیوں کے دن چھوٹے ہونے کے باعث یہ بیس کوس کا سفر شام تک طے ہوتا۔ اِس سفر کا ایک دلچسپ اور مشکل مرحلہ دریائے چناب کو عبور کرنا تھا جو کشتی کے ذریعہ پار کیا جاتا۔ کشتی پر آدمی۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ گدھے۔ سائیکل غرضیکہ سب سواریاں اور مسافر سوار ہو جاتے اور ان تمام سواریوں کا کشتی پر چڑھانا اور اتارنا دلچسپ منظر پیش کرتا۔ پنڈی بھٹیاں میں اس زمانہ میں ایک سرکاری سرائے ہوتی تھی۔ ہمارے قافلے کا عموماً اِسی میں قیام ہوتا۔ جنگ عظیم دوم (1939 سے 1945) کے زمانہ میں چونکہ پٹرول جنگی ضروریات کیلئے محفوظ کر لیا گیا تھا اس لئے بسیں کوئلہ سے چلا کرتیں۔ ہر بس کے پیچھے بھاپ پیدا کرنے کے لئے گرم حمام کی مانند فٹنگ ہوتی۔ یہی بھاپ بسوں کو چلاتی۔ پنڈی بھٹیاں سے لاہور کا سفر ہم اِن بسوں پر کرتے اور وہ گھوڑے اور اونٹ وغیرہ یہاں سے واپس کر دیئے جاتے۔ لاہور سے قادیان کا سفر بذریعہ ریل ہوتا۔

بچپن کے زمانہ میں قادیان کے جلسہ سالانہ کی یاد اتنی خوشگوار ہے کہ دل و دماغ اب بھی اس کی لذّت سے سرور حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج کی بہت ہی خوبصورت اور شاندار عمارت کے سامنے ایک وسیع و عریض میدان میں اینٹوں کی سیڑھیوں کے اوپر تختوں پر ہم بیٹھا کرتے اور جلسہ کے نظارہ سے لطف اندوز ہوتے۔ میرے بچپن کے تصوّر میں حضرت المصلح موعودؓ کے خطاب کے علاوہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ کی تقاریر دماغ میں موجزن ہیں۔

پھر میں خود بھی 1943ء سے تعلیم کی غرض سے قادیان میں ہی مقیم ہو گیا۔ جلسہ کے دنوں میں میری ڈیوٹی ہمیشہ ''معاون مہمان نوازی'' ہوتی تھی۔ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی دینے کا کیا لطف ہے، اس کی حقیقت اور کیفیت کچھ وہی کارکنان جانتے ہیں جو یہ ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔ اسے لفظوں میں بتانا ممکن نہیں۔ چنانچہ ان دنوں میں دن کو بھی جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو کھانا پہنچانے پر مامور ہوتا اور رات کو بھی حتّٰی کہ مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ میرے گاؤں سے کون کون جلسہ پر آیا تھا۔ میرے گاؤں سے جلسہ سالانہ پر آنے والے آ کر چلے بھی جاتے اور میں محوِ مہمان نوازی ہی رہتا۔

جلسہ سالانہ ربوہ پر حفاظتی انتظامات

ربوہ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی توفیق خاکسار کو تقریباً ہر سال ملتی رہی۔ خاکسار عموماً سٹیج کے عین سامنے کسیر (پرالی) پر وقت سے کافی دیر قبل جا کر بیٹھ جاتا اور جلسہ کا پورا وقت تقاریر سننے میں محو رہتا۔ 1980ء سے خاکسار کی ڈیوٹی جلسہ سالانہ ربوہ میں بطور نائب افسر خدمت خلق مقرر ہوئی اور 1983ء تک قائم رہی۔ اِن فرائض میں مندرجہ ذیل مقامات کی حفاظت شامل تھی:۔

۱۔ ربوہ شہر

۲۔ **قصرِ خلافت:** عموماً ضلع لاہور کے خدّام اِن کی حفاظت پر متعیّن ہوتے تھے۔

۳۔ **دارالضیافت:** عموماً ضلع لاہور کے خدّام اِن کی حفاظت پر متعیّن ہوتے تھے۔

۴۔ **مسجد اقصیٰ:** عموماً ضلع کراچی کے خدّام اس حفاظت پر مقرر ہوتے۔

۵۔ **جلسہ گاہ:** عموماً ضلع کراچی کے خدّام اس حفاظت پر مقرر ہوتے۔

اِن مقامات کے علاوہ ربوہ شہر میں داخل ہونیوالے بیرونی راستوں کی حفاظت کی خاطر ربوہ کی بیرونی حدود پر 12 پوسٹیں قائم کی جاتیں اور اِن پوسٹوں پر ضلع سرگودہا و فیصل آباد کے خدّام متعیّن ہوتے تھے۔

ربوہ کے اندرون کی حفاظت کیلئے ضلع شیخوپورہ کے خدّام موٹر سائیکلوں پر دن رات تمام محلوں میں پٹرولنگ کرتے رہتے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کے موجودہ نیشنل سیکریٹری تربیت ملک خالد محمود صاحب اِس ٹیم کے انچارج تھے۔ ضلع گوجرانوالہ کے خدّام کے ذمّہ سامعین شماری تھی۔ اور وہ ہر تقریر کے دوران اُس وقت کی مکمل حاضری سٹیج پر پہنچا دیتے۔

فوج میں کسی مقام کی حفاظت کی غرض سے اس کی بیرونی سرحدوں پر پوسٹیں یا پکٹیں لگائی جاتی ہیں۔ اِسی طرح ربوہ کے تمام اطراف پر پوسٹیں مقرر کی جاتی تھیں۔ اِس بات کا جائزہ لینے کے لئے کہ تمام پوسٹوں پر خدّام مستعدی سے ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں فوج میں رائج ''پترہ سسٹم'' کے مطابق دفتر خدام الاحمدیہ سے ایک کارڈ جس پر وقت روانگی درج ہوتا روانہ کیا جاتا اور ہر انچارج پوسٹ کا فرض ہوتا کہ وہ اِس کارڈ کو اگلی پوسٹ تک پہنچائے۔ اِس طرح اِس کارڈ کا تمام ربوہ کا چکر لگا کر ڈیڑھ گھنٹہ میں واپس دفتر خدّام الاحمدیہ پہنچنا ضروری ہوتا۔ اگر کارڈ ڈیڑھ گھنٹہ میں نہ پہنچتا تو اِس کا مطلب ہوتا کہ کہیں ڈیوٹی صحیح طور پر نہیں دی جارہی۔ چنانچہ اِس کا سدِّ باب کیا جاتا۔

اصل حفاظت کرنے والی ہستی تو اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ البتہ جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے بفضل اللہ تعالیٰ نہایت منضبط انتظام قائم تھا۔ 1984 سے ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر مسلسل پابندی عائد ہے ۔ (گو ربوہ میں ہی مخالفین احمدیت کو سال میں کئی کئی کانفرنسیں کرنے اور وہاں احمدیوں کو کھلے عام دشنام طرازیاں کرنے کی مکمل آزادی و تحفظ حاصل ہے)۔ بیرونِ پاکستان جہاں جہاں جماعتِ ہائے احمدیہ قائم ہیں وہاں ہر سال سالانہ جلسوں کا انعقاد روائتی جوش وخروش سے ہوتا ہے۔ کارکنانِ جلسہ سالانہ بھرپور جذبوں سے اپنی ڈیوٹیاں دیتے اور شامل ہونے والے مہمانانِ جلسہ اِن رضاکاروں کی مہمان نوازیوں سے مستفیذ ہوکر انہیں دعائیں دیتے اور اگلے سال پھر شامل ہونے کے عزم کیساتھ گھروں کو لوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان روائتی جذبوں کو اسی طرح تا قیامت قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

مبارک باد

ہماری مندرجہ ذیل مجالس جن کو خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بیعتوں کے حصول میں کامیابی حاصل ہوئی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ان مجالس کے جملہ داعیانِ الی اللہ کو مبارک باد پیش کرتی ہے اور دعا گو ہے کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے اُن کو اِس سے بڑھ کر اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور مزید کامیابی کی راہیں ان پر کھولے۔ آمین۔

(۱) وینکوور۔ (۲) مانٹریال۔ (۳) ویسٹرن نارتھ۔ (۴) ایڈمنٹن۔ (۵) سکاربرو۔ (۶) نارتھ یارک۔ (۷) بریمپٹن۔ (۸) پیس ولیج۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل مجالس جو دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف عمل ہیں امید کی جاتی ہے کہ پہلے سے بڑھکر تبلیغ کے میدان میں قدم مارنے کی توفیق پائیں گی: ویسٹرن ساوتھ۔ مسی ساگا۔ کیلگری۔ ہملٹن۔ آٹواہ۔ ٹورنٹو ایسٹ۔ ٹورنٹو سینٹرل۔

قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ کینیڈا

تحریر: شاہد جاوید برکی (روزنامہ ڈان)

ترجمہ: عاصم جمالی

.....ایم ایم احمد صاحب کے ہمراہ:

معرکتہ الآراء ماہ وسال

جس کا اکثر حصہ ملک کی خدمت میں گزرا

دامن میں جو کچھ بھی تھا پاکستان کی نذر کر دیا۔

مرزا مظفر احمد۔ جو اپنے دوستوں اور مداحوں میں ایم ایم احمد کے نام سے مشہور ہیں۔ ۲۲ جولائی کو واشنگٹن کے ایک مضافاتی ہسپتال میں چل بسے آپ کئی مہینوں سے علیل چلے آرہے تھے۔ جو کسی بیماری کی وجہ سے نہ تھا۔ یہ عمر کا تقاضا تھا۔ اور آپ کی پاکستان کیلئے تشویش تھی۔ (جس ملک کے لئے آپ ٹوٹ کر محبت کرتے تھے۔ جس کی خدمت کے لئے اپنی تمام انتہائی بارآور زندگی وقف کر رکھی تھی) جس نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

ایم ایم احمد صاحب ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء کو قادیان (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے مراحل آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے طے کئے اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے تعلیم پائی۔ آپ نے ۱۹۳۹ میں انڈین سول سروس میں شمولیت کی۔ ۱۹۳۹ء کا بیج آخری تھا۔ جو برطانوی حکمرانوں کے پرئمیر ایڈ منسٹریٹیو سروس کیلئے بھرتی کیا گیا تھا۔ ہندوستانیوں کو ''آئی سی ایس'' میں بھرتی کرنے کا مقصد برطانوی حکمرانوں کا یہ تھا کہ انتظامی ڈھانچے کو ہندوستان کے رنگ ڈھنگ میں ڈھالا جائے۔ ہندوستان پر حکمرانی کیلئے اس انتظامی ڈھانچے کو ''فولادی پنجہ'' سمجھا جاتا تھا۔ یہ ہندوستانی بنانے کا عمل دوسری جنگ عظیم میں بکھر گیا۔ جنگ کے بعد جب اسے دوبارہ شروع کیا گیا تو اس کی ایک دوسری صورت سامنے آئی۔ جس میں اسے دوسری سروس کیلئے بھی کھول دیا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب برطانیہ نے ہندوستان کو چھوڑا تو آئی سی ایس کو ختم کر دیا گیا اس کے ممبران کو دعوت دی گئی۔ جس سے بعد میں بننے والی ریاستوں میں شمولیت کا اختیار دیا گیا۔ یا تو ہندوستان میں خدمات سرانجام دیں جس کی اکثریت ہندو آبادی پر مشتمل تھی۔ یا پاکستان چلے جائیں جو ایسا ملک تھا جسے برطانوی ہندوستان کے مسلمان شہریوں کیلئے بالخصوص معرض وجود میں لایا گیا تھا۔ اکاسی (۸۱) ''آئی سی ایس'' افسروں نے بہ شمول ایم ایم احمد صاحب پاکستان میں خدمات سرانجام دینا پسند کیا۔ جنہوں نے پاکستان آنا پسند کیا۔ اُن کی ایک سنٹرل سروس کور بنائی گئی۔ جسے پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کا نام دیا گیا۔ بعد میں پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کا نام سول سروس آف پاکستان (سی ایس پی) رکھا گیا۔

ان مخصوص افراد کی اکثریت نے جو نہایت قابل اور تربیت یافتہ سول سرونٹس تھے۔ جنہوں نے پاکستان میں خدمت کرنا پسند کیا تھا۔ ان کو قیام پاکستان کیلئے بہت اہم خدمات سرانجام دینی تھیں۔ ملک کے پہلے دارالخلافہ کراچی میں ان میں سے اکثر چلے گئے۔ ایم ایم احمد صاحب نے لاہور جانے کا انتخاب کیا۔ وہ عہدے جن پر ایم ایم احمد صاحب نے کام کیا اُن میں سے ایک سیکرٹری آف فنانس کا عہدہ بھی تھا۔ بعد میں آپ پاکستان کے دوسرے دارالخلافہ اسلام آباد چلے گئے تھے۔ وہاں آپ نے بہت سے اعلیٰ عہدوں پر کام کیا جن میں سیکرٹری آف کامرس، سیکرٹری آف فنانس اور ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن شامل تھے۔ جب جنرل یحییٰ خان نے صدر ایوب خاں کا تختہ الٹا اور پاکستان پر مارشل لاء لگا دیا تو ایم ایم احمد صاحب کو نئے صدر مملکت کے مشیر کے طور پر تعینات کیا گیا اور آپ کو وفاقی وزیر کے برابر رتبہ دیا گیا۔

اس حیثیت میں ایم ایم احمد صاحب نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیاں خانہ جنگی چھڑنے تک کام کیا۔ اس فیصلہ کن واقعہ کے تھوڑے عرصے بعد آپ واشنگٹن چلے گئے اور

ورلڈ بینک میں بحیثیت ایگزیکٹوڈائریکٹر برائے امور پاکستان اور بہت سے مسلمان ممالک کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ جب بنگلہ دیش آزاد ہوا اور اُس نے فیصلہ کیا کہ انڈیا کی زیرِ سرکردگی کام کیا جائے تو پاکستان کو بینک بورڈ کی سیٹ سے ہاتھ دھونے پڑے۔

ایم ایم احمد صاحب واشنگٹن میں ٹھہرے رہے اور آپ کا انتخاب ورلڈ بینک کے ڈپٹی ایگزیکٹو سیکرٹری آف جائنٹ منسٹرل کمیٹی اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) (جسے عرف عام میں ڈوپلمنٹ کمیٹی کہا جاتا ہے) ہوگیا۔ آپ اس عہدے سے ۱۹۸۴ء میں ریٹائر ہوئے۔

میں ایم ایم احمد کو ایک عرصے سے جانتا ہوں۔ میں بطور سی ایس پی آپ سے ۲۱ سال جونیئر تھا مجھے آپ کے ساتھ بہت سے مواقع پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ پہلی بار آپ سے ۱۹۶۹ء میں ملا جب جنرل یحییٰ خان کی مارشل لاء حکومت نے ون یونٹ کو توڑنے کا فیصلہ کیا تو مجھے آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ ایک بہت اہم فیصلہ تھا۔ جس کی اہمیت کا فوجی حکومت کو اندازہ نہیں تھا۔

مغربی پاکستان میں ون یونٹ کا قیام اُس نازک توازن کا حصہ تھا جو قیام پاکستان کے بعد غالب سیاسی طاقتوں کے درمیان قائم تھا۔ مغربی پاکستان کے لیڈروں نے آئین کی تشکیل کو مشکل بنا دیا تھا۔ بالخصوص جن کا تعلق پنجاب سے تھا۔ اور وہ یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ اختیارات میں کسی تقسیم کو قبول کریں۔ جو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان کی جائے کیونکہ اس طرح مشرقی پاکستان ملک کے سیاسی ڈھانچے میں ایک غالب طاقت بن جاتا تھا۔ یہ وقوع پذیر ہو جاتا اگر صوبوں کو قومی مقننہ میں آبادی کی بنیاد پر نمائندگی کی اجازت دے دی جاتی۔ اس صورت میں چونکہ مشرقی پاکستان کی آبادی تمام صوبوں بشمول مغربی پاکستان سے زیادہ تھی۔ اس طرح مشرقی پاکستان کو قومی پارلیمنٹ میں سیٹوں کی اکثریت مل جاتی تھی۔

یہ صورتحال پنجاب کو قابل قبول نہیں تھی ایک سمجھوتہ طے پا گیا جسے پریٹی فارمولا parity formula کہا جاتا ہے۔ اس کے مطابق ملک کے دو یونٹ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان تھے۔ ہر ایک یونٹ کو قومی مقننہ میں برابر کی نمائندگی حاصل ہوتی تھی۔ اس صورت حال کے پیش نظر ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان کے ون یونٹ کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۵۸ء میں پاکستان نے اپنے آئین کا نفاذ کیا۔

پیریٹی فارمولا سے ۱۹۵۶ء کا آئین ٹوٹنے سے بچ گیا اور ۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت نیا سیاسی نظام قائم ہوگیا۔ تاہم فوجی حکومت کے تحت انتہائی مرکزیت کے سیاسی نظام نے بہت سے مسائل کھڑے کر دیئے۔ ایوب خاں مکمل طور پر مرکزی حکومت پر چھا گئے اور گورنر امیر محمد خاں آف کالا باغ اور عبدالمنعم خاں مغربی اور مشرقی صوبوں پر برابر کے اختیارات سے حکومت کرنے لگے۔ صرف تینوں ہاتھوں میں طاقت کا ارتکاز عوام کے لئے آرام کا باعث نہ بنا۔

مشرقی پاکستان میں اسلام آباد کے تسلط کے خلاف آگ بھڑکی اور مغربی پاکستان کے چھوٹے صوبوں میں نواب آف کالاباغ کی مطلق العنانیت کے خلاف کوئی ہمدردی نہ رہی۔ اقتدار سنبھالنے پر یحییٰ خاں نے ان پریشانیوں کا مداوا مشرقی پاکستان کے ون یونٹ کو توڑ دیا۔ ون یونٹ کے توڑنے کے کٹھن کام کو ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ جس کے سربراہ ایم ایم احمد صاحب تھے۔ ایم ایم احمد صاحب نے پنجاب کی نمائندگی کی۔ جبکہ غلام اسحاق خاں نے سرحد کی اور اے۔جی قاضی نے سندھ کی اور یوسف اچکزئی نے بلوچستان کی۔ کمیٹی کے سیکرٹریٹ میں چار ارکان تھے۔ ظہور اظہر، ڈاکٹر ہمایوں خاں، ڈاکٹر صدیقی اور راقم الحروف کمیٹی کا کام بڑا پیچیدہ تھا۔ اسے نہ صرف ون یونٹ توڑنے کے انتظامات کرنے تھے۔ بلکہ چار نئے صوبوں کا قیام پرانی نوابی ریاستوں کا ادغام براہ راست چلائے جانے والے علاقوں سے بھی کرنا تھا۔

ایم ایم احمد صاحب اس کام کے تقاضوں پر پورا اترتے تھے۔ کئی ہفتوں تک صبر و وقار اور قابلیت سے (جو کہ آپ کی شخصیت کی صفات تھیں) آپ نے ون یونٹ توڑنے والی کمیٹی کی راہنمائی اُن تمام امور میں کی جن کی نشاندھی یحییٰ خاں کی حکومت نے کی تھی۔ کمیٹی کے منصوبے پر عمل درآمد یکم جولائی ۱۹۷۰ سے شروع ہوا۔ جب مغربی پاکستان کا ون یونٹ توڑ دیا گیا۔ اور تمام اختیارات

بلوچستان نارتھ ویسٹ فرنٹیئر پنجاب اور سندھ کے صوبوں کو منتقل کر دیئے گئے۔

میرا دوسرا قریبی رابطہ ایم ایم احمد صاحب کے ساتھ ان ہی دنوں میں ہوا جب آپ کے ذمہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی حکومتوں کے میکرو اکنامکس Macroeconmic کے نازک کام کو قابل قبول بنانے کا پلاننگ کمیشن کے زیر اہتمام چوتھے پانچ سالہ منصوبے کے تحت کیا گیا اس منصوبے کا عرصہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۵ء تک تھا۔ جس وقت تک پلاننگ کمیشن نے اپنی حکمت عملی واضح کی مشرقی پاکستان کے شہری اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ مغربی پاکستان کی نمایاں کارکرگی اُن کے صوبے کے وسائل کے جمع جتھے کی بدولت ہے۔ وہ اس جانبداری کو چوتھے پانچ سالہ منصوبہ میں درست کروانا چاہتے تھے۔

ماہرین معاشیات کے دو پینل بنائے گئے۔ ایک مغربی پاکستان کے چیف اکانومسٹ ڈاکٹر پرویز حسن کی سربراہی میں تھا۔ اور دوسرا پروفیسر نوالاسلام کی زیر سرکردگی تھا۔ آپ ایک بنگالی ماہر معاشیات تھے۔ اور مقصد یہ تھا کہ دونوں صوبوں کے درمیاں اختلاف دور کئے جائیں۔ یہ خلاف توقع نہ تھا کہ دونوں پینل مختلف نتائج پر پہنچے۔ حسن صاحب کے پینل نے اس بات کی تردید نہ کی کہ مغربی پاکستان میں پبلک سیکٹر اخراجات نے تیز رفتار معیشت کی ترقی میں کردار ادا کیا ہے۔ تاہم اس پینل نے اس بات پر بھی زور دیا کہ پرائیویٹ سیکٹر نے فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ بنگالی ماہرین معاشیات نے دلائل دیئے کہ مغربی پاکستان کی بہتر کارکردگی پبلک سیکٹر کی بھاری سرمایہ کاری کی بدولت ہے جو کہ بیرونی سرمایہ کے آنے سے ہوئی ہے۔ جسے مرکزی حکومت نے اس صوبے کی طرف منتقل کیا ہے۔

ایک دفعہ دوبارہ ایم ایم احمد صاحب کو دونوں صوبوں کے ماہرین اقتصادیات کے درمیان جھگڑے کو حل کروانے کے لئے دخل اندازی کرنی پڑی گورنر نور خاں کے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے میں اس کی بہت سی نشستوں میں شامل ہوا۔ جن کی صدارت ایم ایم احمد صاحب نے ملک کے دونوں صوبوں کے درمیان اتفاق رائے قائم کرنے کے لئے کی۔ آپ نے ایک معاہدے پر پہنچنے کے لئے سخت محنت کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ سیاسی فضا بدستور کشیدہ ہوتی جارہی تھی۔ مشرقی پاکستان کے ساحلی علاقوں کی ۱۹۷۰ء میں تباہی ایک طوفان سے آئی جس نے ایک لاکھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس انسانی لمیہ کی طرف مرکزی حکومت بعد ازوقت توجہ نے دونوں صوبوں کے تعلقات کو مزید خراب کر دیا۔ اور بعد کے حالات تو تاریخ میں محفوظ ہیں۔

میری ایم ایم احمد صاحب کے ساتھ انتہائی قریبی رفاقت ۱۹۸۱ء میں ہوئی جب ورلڈ بینک ڈویلپمنٹ کمیٹی کے سیکرٹریٹ میں نمائندگی کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ ایم ایم احمد صاحب اس وقت کمیٹی کے ڈپٹی ایگزیکٹو سیکرٹری تھے۔ کمیٹی اس وقت ورلڈ بینک اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ کے درمیان تذبذب کا شکار تھی۔ ممبروں کی طرف سے اس پر بوجھ ڈالا گیا کہ وہ ڈھیر سارے امور میں ترقی پذیر ممالک کی حکومتوں اور ترقی پذیر دُنیا کے حصوں کے درمیان مفاہمت پیدا کرے۔ ۱۹۸۰ء عشرہ کے وائل میں بہت سے ترقی پذیر ممالک کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لاطینی امریکہ کا بہت سا حصہ اُن مسائل سے غارت ہو گیا۔ جو درآمدات کو برقرار رکھنے کے لئے خرچ کر دیا گیا تھا۔ جب کہ تیل کی قیمتوں میں چوگنا اضافہ ہو چکا تھا عالمی تجارت نے ترقی پذیر دُنیا کی ترقی کے اہم وسائل کی تعین کی۔ جو کہ ترقی پذیر دُنیا کے مال کی برآمد میں معمولی کردار ادا کر رہی تھی۔ سرکاری سطح پر ترقی کے لئے امداد سے ایک بار رجحان ظاہر ہوا کہ وہ نمایاں اور بتدریج ترقی کرے گی لیکن منجمد ہو گئی۔ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا ایجنڈا پھیلتا ہی جارہا تھا۔ جس میں بہت سے مشکل امور بھی شامل ہوئے تھے۔

ایم ایم احمد صاحب نے حکومتوں کو باور کرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا کہ اُسے اکٹھے کام کرنا ہوگا تا کہ پوری دنیا میں دیرپا ترقی لائی جا سکے۔

ایم ایم احمد صاحب اور مجھ پر بہت جلد واضح ہو گیا کہ ہمیں ایک مضبوط ترقی پذیر ملک کیلئے ایسی شخصیت کی ضرورت ہے۔ جو کمیٹی کی صدرات اور مذاکرات میں راہنمائی کرے۔

ہم نے غلام اسحاق خان کی طرف رجوع کیا جو اس وقت وزیر مالیات تھے۔

اسحاق خاں اور ایم ایم احمد صاحب اچھے دوست تھے۔ اور یہ اس دوستی کی بدولت تھا کہ اسحاق خان اس بات پر ایم ایم احمد صاحب نے تمام حکومتوں کے نمائندوں کو اس بات پر راضی کیا کہ وہ اسحاق خاں کو بطور اُمیدوار کامیاب کریں۔ اس طرح پاکستان کے وزیر مالیات نے اس حیثیت میں بڑا موثر کام کیا۔ انہوں نے نہ صرف ترقی یافتہ بلکہ ترقی پذیر ملکوں سے بھی عزت و توقیر حاصل کی۔ آپ دوسری مرتبہ بھی اس عہدے پر منتخب ہو گئے۔ اور اس وقت بھی اس حیثیت میں کام کرتے رہے جب آپ وزیر مالیات نہ رہے۔ اور پاکستان کے سینٹ کے چیئر مین بن گئے تھے۔

میں اپنی ان یادوں کا نذارانہ قارئین ڈان کے حضور جناب ایم ایم احمد صاحب کی یاد تازہ کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔

جس کا اکثر حصہ ملک کی خدمت میں گزرا

ایم ایم احمد صاحب نے اپنے دامن میں جو کچھ بھی تھا پاکستان کی نذر کر دیا۔

مرزا سیف اللہ خان صاحب فاروق صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی امتحان میں کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے کہتے ہیں:

دی صدا فاروق نے تجھ کو مبارک باد کی
گود میں ہے آج تیری کامیابی کھیلتی
پردۂ امروز میں مضمر نشانِ برتری
دو جہاں میں سرخرو ہو اے مظفر ہر گھڑی
تُو جہان رنگ و بو میں ہر طرح سے شاد ہو
ارتقاء میں گامزن مانند برق و باد ہو

(مجموعہ: "مز مُور عجم" جون ۱۹۳۳ء)

سحر دَم موجِ دریا کس ادا سے گنگناتی ہے
تھرکتے ناچتے لمحات کی آواز آتی ہے
خروشِ زندگی کا کارواں بڑھتا ہی جاتا ہے
نکل آتا ہے جب خورشید تو چڑھتا ہی جاتا ہے
توقف کی اجازت کون دیتا ہے ستاروں کو
خزاں کب روک سکتی ہے جوانی کی بہاروں کو
ارادے مستقل ہیں اور استقلال رکھتے ہیں
شعورِ ارتقا کو سالم و سیال رکھتے ہیں
پُرانی ٹہنیاں نوخیز شاخوں میں بدلتی ہیں
شکستہ ماڑیاں مربوط کاخوں میں بدلتی ہیں
ذرا سا جذب راسخ بھی تجلّی گاہ ہوتا ہے
بھڑک اٹھے تو جگنو بھی دلیل راہ ہوتا ہے
صلاحیت بروئے کار آجائے تو سونا ہے
تحمل کے لیے کانٹا بھی ریشم کا بچھونا ہے
بڑھے جاؤ خلوصِ کار کی سچی حرارت سے
نکل آتی ہے جوئے شیر بھی پتھر کی فطرت سے

بنی آدم کے جو بے لوث خدمتگار ہوتے ہیں
وہی اقوام کی تقدیر کے معمار ہوتے ہیں

عبدالحمید عدمؔ

قائداعظم محمّد علی جناح

کا

تصوّر پاکستان اور عدیم المثال اُولُو العزمی

جیسا کہ ہاورڈ یونیورسٹی امریکہ کے مشہور پروفیسر مسٹر ولیم ایل لینگر نے انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم میں اعتراف کیا ہے پاکستان کا معرض وجود میں آنا ایک معجزہ ہے جو برّصغیر پاک و ہند کے نامور مسلم لیڈر قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھوں رونما ہوا۔

اس معجزہ پر تاریخ کا ایک طالبعلم جس درجہ غور کرے ورطہء حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ اور اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس اعجازی واقعہ کے پیچھے یقیناً خدا کی مشیت اور اس کی نصرت اور تائید غیبی کارفرما تھی جس کی دو وجوہ بالکل نمایاں ہیں۔

اوّل قائداعظم وحدت امّت کے علمبردار کی حیثیت سے میدان عمل میں اترے تھے اور آپ کا عمر بھر کا مشن یہ تھا کہ مسلمان قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے اور ایک مستقل مملکت کے آزاد شہریوں اور باشندوں کی صورت میں اقوام عالم میں اپنا منفرد مقام حاصل کرے۔ اور ایمان، اتحاد اور تنظیم کی بدولت عہدرفتہ کی شوکت کو پھر سے پالے اور مساوات، اخوّت اور رواداری کی شاندار قومی اور ملّی روایات کو دوبارہ اس شان سے تازہ کر دکھلائے کہ پوری دنیا عش عش کر اُٹھے۔ یہی وہ تصور پاکستان تھا جس کو نقشہ عالم پر جگہ دینے کے لئے قائداعظم نے کمال بے نفسی، خلوص اور لگن کے ساتھ ایک طویل اور سرفروشانہ جدوجہد فرمائی۔ جسے خدانے اپنی جناب سے شرف قبولیت بخشا اور آپ اپنی زندگی میں ہی منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب و کامران ہو گئے۔

دوم جہاد پاکستان کی راہ میں آپ کی سیاسی اور مذہبی حلقوں کی طرف سے زبردست مزاحمت کی گئی۔ مگر آپ آخر دم تک اپنے مئوقف پرایک مستحکم چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور صبر واستقامت اور پامردی کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ خدا کی رحمت جوش میں آ گئی اور وہ مظلوم قوم جو اپنوں اور بیگانوں کے حملوں سے نڈھال ہو چکی تھی سیاسی طور پر پھر سے زندہ ہو گئی اور اس کی رگوں میں پھر سے آزادی کا خون دوڑنے لگا۔

قائداعظم کی زبردست مردانگی اور قوّتِ ارادی

قائداعظم کی زبردست شجاعت، مردانگی اور بے پناہ قوت ارادی اور غیر معمولی فراست و ذہانت کا واقعاتی اعتبار سے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ انہوں نے عین الیکشن کے دنوں میں خود ہی اُس ''بدنام فرقہ'' سے ربط ضبط کا انکشاف ایک پریس ریلیز جاری کر کے فرما دیا۔ جس کی طرف ذراسی نسبت مذہبی حلقوں میں ہمیشہ طوفان بپا کرتی چلی آتی تھی۔ چنانچہ تحریک پاکستان کے ترجمان خصوصی اخبار'' ڈان'' نے ۸۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں حسبِ ذیل خبر شائع کی:۔

جماعت احمدیہ مسلم لیگ کی حمایت کرے گی

امام جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت

کوئٹہ ۷، اکتوبر، قائداعظم محمد علی جناح نے درج ذیل خط وکتابت پریس کو بھجوائی ہے۔ ناظر امورعامہ جماعت احمدیہ قادیان کا خط جناح (قائداعظم) کے نام:

جناب عالی!

محمد سرور دانی ساکن مالگزار پردہ ضلع رائے پور کا حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط اور (حضور کی طرف سے) اس کا جواب آں محترم کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے۔

آپ کا مخلص

محمد سرور دانی کے متذکرہ بالا خط کا متن:

''ہمیں ایک معاملہ میں حضور کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ اس قصبہ میں ہم چند ایک احمدی رہتے ہیں۔ موجودہ انتخابی مہم میں مُسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے کہ ہم چندوں کے ذریعہ اور (دیگر ذرائع سے) ان کی پارٹی اور ان کے امیدواروں کی امداد وحمایت کریں۔

ازراہ نوازش ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کس پارٹی کی حمایت کرنی چاہیئے''

امام جماعت احمدیہ کا جواب

''آپ کو موجودہ انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہیے۔ جس طرح بھی ممکن ہو مسلم لیگ سے تعاون کریں اور مسلم لیگ کی ہر ممکن مدد کریں۔ مسلمانوں کو موجودہ بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے۔ اگر ان کے اختلافات موجود رہے تو صدیوں تک ان کے بُرے اثرات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔''

تصوّرِ پاکستان کا چارٹر

قائداعظم نے جس پاکستان کے لئے ایسی زبردست جدوجہد کی اُس کو وہ کس قسم کا ملک بنانا چاہتے تھے اس کا اظہار آپ نے ۱۱،اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے صدر کی حیثیت سے کراچی میں ایک ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا۔ جسے تصورّ پاکستان کا چارٹر کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہیں ہوگا۔ آپ نے اپنی شستہ اور برجستہ تقریر کے شروع میں متعدد اہم سیاسی نکات پر بلیغ روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا:

''آج تم آزاد ہو۔ اس مملکتِ پاکستان میں تم اپنے مندروں میں آزادانہ جاسکتے ہو اور مساجد اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی جانے میں آزاد ہو۔ تمھارا مذہب، تمہاری ذات، تمہارا عقیدہ کچھ بھی ہو کاروبارِ مملکت سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔

تم جانتے ہو تاریخ شاہد ہے کہ کچھ مدّت پیشتر انگلستان کے حالات آج کل کے ہندوستان کے حالات سے بدتر تھے، رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے کو آزار پہنچانیمیں مصروف تھے۔ آج کل بعض ایسی مملکتیں موجود ہیں۔ جن میں ایک خاص طبقے کے خلاف امتیازات اور قیود عائد کی جارہی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم ایسے ایام میں اپنی مملکت کا آغاز نہیں کر رہے۔ ہمارا آغاز ایسے ایام میں ہو رہا ہے جب ایک قوم اور دوسری قوم، ایک ذات اور مسلک اور دوسری ذات اور مسلک کے درمیان کوئی فرق وامتیاز نہیں رہا۔

ہم اس بنیادی اصول کی بناء پر آغاز کا رکر رہے ہیں کہ تمام شہری ایک مملکت کے مساوی شہری ہیں۔ انگلستان کے لوگوں کو بھی ایک زمانے میں صورتِ حالات کے حقائق کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ان ذمہ داریوں اور گرانباریوں سے بھگتنا پڑا تھا جو ان کی حکومت نے اُن پر عائد کی تھیں اور وہ اس آگ میں سے قدم بقدم گزر چکے ہیں۔ آج تم بجا طور پر کہہ سکتے ہو کہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔

آج صرف یہ حقیقت موجود ہے کہ ہر شخص برطانیہ عظمیٰ کا شہری ہے۔ ہر شہری کی حیثیت مساوی ہے اور تمام شہری ایک قوم کے افراد ہیں۔ میرے نزدیک اب ہمیں اسی نصب العین کو پیش نظر رکھنا چاہیئے پھر تم دیکھو گے کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد نہ ہندو ہندو رہیں گے نہ مسلمان مسلمان رہیں گے۔ مذہبی معنوں میں نہیں کیونکہ وہ تو ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی معنوں میں سب ایک مملکت کے شہری ہوں گے۔''

ایک نشری پیغام

قائداعظم نے فروری ۱۹۴۸ء میں دنیا بھر کے ممالک کو اس تصور پاکستان سے متعارف کرانے کے لئے حسب ذیل نشری پیغام دیا:

''پاکستان آئین ساز اسمبلی نے ابھی پاکستان کا آئین مرتب کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس آئین کی آخر کار شکل کیا ہوگی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ جمہوری طرز کا آئین ہوگا جس میں اسلام کے بنیادی اصول متشکل ہوں گے۔ یہ اصول آج بھی اسی طرح عملی زندگی میں قابلِ عمل ہیں، جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کا درس دیا ہے۔ اس نے انسانی مساوات، عدل اور ہر شخص سے

منصفانہ برتاؤ سکھایا ہے۔ ہم ان درخشاں روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کا آئندہ آئین بنانے والوں کی حیثیت میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا احساس ہے۔ بہرحال پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت نہیں ہو گا۔ جس میں مذہبی پیشوا مامور من اللہ کے طور پر حکومت کریں گے۔ ہمارے ہاں بہت سے غیر مسلم ہیں۔ ہندو، عیسائی اور پارسی۔۔ لیکن وہ سب پاکستانی ہیں۔ وہ بھی تمام دوسرے شہریوں کی طرح یکساں حقوق اور مراعات سے بہرہ ور ہوں گے اور پاکستان کے معاملات میں کما حقہ، کردار ادا کریں گے''

The Muslim Community of the Indo-Pakistan Sub-continent. p25 By Ishtiaq Hussain Qureshi 1962)

بحوالہ ''ظہور پاکستان'' مؤلفہ چوہدری محمد علی صاحب وزیر اعظم پاکستان
ناشر مکتبہ کاروان کچہری روڈ لاہور طبع دوم ۱۹۷۲ء

بسترِ مرگ سے بیان

قائد اعظم نے اپنی وفات سے چند روز قبل اپنے معالج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

'' میں نے آج تک کبھی اپنی صحت کی پرواہ نہیں کی اور نہ آئندہ کے لئے خیال کرنے کو تیار ہوں۔ موت اور زندگی سب خدا کی طرف سے ہے موت وقتِ معیّن سے پہلے نہیں آ سکتی۔ یہ میرا ایمان ہے۔ میں خداوندِ قدوس کی ذات کے سوا اس دنیا میں کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ موت کا خوف مجھ پر طاری نہیں۔ جب موت کو آنا ہے اور ضرور آنا ہے تو پھر موت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ میں اپنا کام ختم کر چکا۔ اب مجھے مرنے کا افسوس نہ ہو گا۔

چند سال قبل یقیناً میری آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں اس لئے نہیں کہ مجھے دنیا کی تمنا تھی یا میں موت سے خوف کھاتا تھا بلکہ اس لئے کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا تھا اور قدرت نے جس خدمت کے لئے مجھے چُنا تھا۔ میں اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں وہ کام پورا ہو گیا ہے۔ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ پاکستان بن گیا ہے۔ اس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ اب چند ماہ سے مجھے ایسے خیالات آتے رہتے ہیں کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ اسے مل گئی۔ اب یہ قوم کا کام ہے کہ وہ اس کی تعمیر کرے۔ اسے ناقابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنائے۔ حکومت کا نظم و نسق دیانت داری اور محنت سے چلائے میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں۔

آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد تعاون کے بل پر عیّار اور مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا ہے۔ میں نے خدا کے بھروسہ پر ان تھک کوشش کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حصول پاکستان کے لئے صرف کر دیا ہے۔ میں تھک گیا ہوں۔ آرام چاہتا ہوں۔ اب مجھے زندگی سے زیادہ دلچسپی نہیں۔ حالات کے مطابق قدرت کوئی نہ کوئی آدمی ضرور پیدا کر دیتی ہے۔ گھبراؤ نہیں خدا کی ذات پر کامل بھروسہ رکھو اور اپنے ذاتی مفادات کو قومی اور ملکی مفادات پر ترجیح نہ دو۔ خدا تمہیں مجھ سے بھی زیادہ کوئی لائق رہنما عطا کر دے گا۔ گو میں آپ کے درمیان موجود نہیں ہوں گا لیکن آپ دیکھیں گے کہ اگر مسلمانوں نے خلوص، دیانت داری اور نظم و نسق سے کام لیا تو چند ہی سال میں پاکستان دُنیا کے عظیم ترین ملکوں میں شمار ہو گا۔ اس کی ترقی اور طاقت دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالے گی اور کرّہ ارض کی ہر قوم اس کی دوستی کی خواہاں ہو گی۔''

خالقِ کائنات کے حضور آخری التجا

(پرنم آنکھوں سے اپنا مُنہ کمبل سے ڈھانپ کر بھرّائی ہوئی آواز میں)

'' اے خُدا! تو نے ہی مسلمانوں کو یہ نعمت عطا کی ہے۔ تُو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ میری قوم کمزور ہے اور ابھی ابتدائی مراحل میں ہے ابھی تو اس کی کجی بھی دور نہیں ہوئی۔ تُو ہی اس کا حامی و ناصر ہو۔''

(''نقوش'' آپ بیتی نمبر صفحہ ۱۴،۱۳)

وصال

آہ ! الفت و عزیمت کا یہ آفتاب جو قریباً پون صدی تک چمکتا رہا ۱۱، ستمبر ۱۹۴۸ء کو غروب ہو گیا۔ (ماخوذ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تبخیرِ معدہ اور اس کا علاج

از قلم: ہومیو ڈاکٹر مظہر (ٹورنٹو)

ہمارے ہاں تبخیر معدہ و گیس کا تذکرہ اکثر پڑھنے سننے میں آتا رہتا ہے اور اِس عارضہ میں مبتلا مریضوں کی عمومی علامات بھی جو درج ذیل ہیں دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔

''تیزابیت کی زیادتی کے نتیجہ میں سینہ جلتا ہے۔ سر بھاری اور حواس مکدر ہو جاتے ہیں۔ جسم اور اعصاب سست اور تھکے تھکے رہتے ہیں بعض اوقات جسم کے بعض اعضاء میں تھرتھراہٹ سی محسوس ہوتی ہے۔

نیند غیر قدرتی ہو جاتی ہے۔ طبیعت میں چڑچڑاپن آ جاتا ہے۔ غصہ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات شدید گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ طبیعت میں وہم اور وسوسہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ موہوم قسم کے خیالات آتے ہیں۔ بلاوجہ کا خوف طاری رہتا ہے۔ طبیعت پر جذباتیت غالب ہو جاتی ہے۔ قوتِ ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔

جب مرض غلبہ کرتا ہے تو سر چکراتا ہے۔ دِل کی دھڑکن نبض اور خون کا دباؤ وغیرہ بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات قبض ہو جاتی ہے یا تھوڑی اجابت قبض کے ساتھ کئی بار ہوتی ہے۔ یا اسہال کے باوجود ہوا خارج نہیں ہو پاتی۔۔ غیر حقیقی بھوک لگتی ہے۔ ترش اور بدبودار ڈکاریں آتی ہیں۔ سر کی چوٹی یا ہاتھ پاؤں جلتے یا ٹھنڈے ہو جاتے ہیں وغیرہ مگر ہوا کے اخراج سے مذکورہ بالا تمام علامات میں کمی محسوس ہوتی ہے۔''

آج کے جدید دور کے انسان نے صحت کے فطری اصولوں سے انحراف کر کے جو نظامِ زندگی اپنا رکھا ہے۔ وہ بعض نفسیاتی عوامل، معدہ کی خرابیوں بطور خاص ورمِ معدہ، امعاء معدہ، انتڑیوں کے السر، قبض، بدہضمی، نفخ شکم (اپھارہ) وغیرہ کا باعث بنتا ہے۔

پس مذکورہ بالا اسباب کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ''مجموعہ علامات'' کو تبخیر معدہ کہا جاتا ہے۔

ضروری ہدایات:

تبخیر معدہ کے مریض درجِ ذیل ہدایات کے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کو غور سے پڑھیں ویسے تو ان سب پر عمل کرنا ضروری ہے، لیکن اگر آپ سرِ دست ہمارے ساتھ صرف پہلی (5) ہدایات پر من وعن عمل کرنے کا پکا وعدہ کریں اور جو نسخہ جات آخر میں درج کئے گئے ہیں حسب مزاج و طبیعت استعمال کریں تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ شافی خدا آپ کو شفا بخشے گا۔

دیگر ہدایات پر بھی عمل کرنے کی کوشش جاری رکھیں تا کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اگر کوئی شخص ان پانچ ہدایات پر بھی عمل نہ کر سکے تو کم از کم پہلی دو ہدایات پر تو لازماً ہی عمل کرے اس سے بھی انشاء اللہ اسے بہت فائدہ ہو گا ورنہ بد پرہیزی کا انجام نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

1- حقیقی بھوک کے بغیر کچھ کھائیں نہ پئیں:

جب تک بھوک خوب نہ چمکے کچھ کھائیں نہ پئیں۔ اگر سچی بھوک پر کھانا جینے کے لئے ضروری ہے تو جھوٹی بھوک پر دل للچانے پر، محض حصولِ لذت کی خاطر منہ چلانا گویا اپنی قبر اپنے ہی منہ سے کھودنا ہے۔

2- کھانا کھاتے وقت معدہ کا تیسرا حصہ لازماً خالی رکھیں:

جب دستر خوان پر کھانا کھانے بیٹھیں تو اس قدر کھائیں کہ آپ کے معدہ میں 1/3 حصہ کھانا۔ 1/3 حصہ پانی اور 1/3 حصہ سانس لینے کے لئے خالی ہو۔ پُرخوری (معدے کو پورا بھرنا) کبھی نہ کریں۔ یاد رکھیں پُرخوری کرنا گویا مرض اور بیماری کو دعوت دینا ہے۔ دسترخوان پر صرف اتنا کھانا رکھیں جو آپ کی بھوک کا 1/3 ہو باقی کھانا دور ہٹا دیں پُرخوری سے بچنے کا یہ سنہری گُر ہے۔

3-دو کھانوں کے درمیان اناپ شناپ سے کلیتہً پرہیز کریں:

آج کل پُر خوری کی ایک بدترین قسم دو کھانوں کے درمیان اناپ شناپ کھانا ہے۔ مثلاً چائے، بوتل، آئسکریم، جوس، سکنجبین (سکنجوی) ملک شیک پھل، فرٹ چاٹ، مٹھائی، سموسے، بسکٹ، پکوڑے، کیک چاکلیٹ وغیرہ۔ اگر آپ نے یہ چیزیں کھانی ہی ہوں تو اس وقت کے کھانے سے ناغہ کریں اور ان چیزوں کو ''کھانا'' ہی سمجھیں۔

ہمارے ہاں ایک بڑی قباحت یہ ہے کہ ہم روٹی چاول کے علاوہ خوردونوش کی دیگر تمام اشیاء کو ''کھانا'' سمجھتے ہی نہیں۔ یہ اشیاء ہم خواہ جتنی مقدار میں بھی استعمال کریں۔ کسی شمار میں نہیں آتیں۔ حالانکہ یہ چیزیں بھی ہمارے معدے میں ہی جاتی ہیں اور معدے کو ہضم کرنا پڑتی ہیں اور معدے پر مسلسل بوجھ بنتی چلی جاتی ہیں۔

زائد از ضرورت خوراک جرمن ڈاکٹر مسٹر لوئی کوہنی کے مطابق معدے پر بوجھ ہے اور بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے آپ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کوئی شخص یہ تسلیم کرنے پر کبھی تیار نہ ہوگا کہ وہ پُر خوری کرتا ہے۔ اکثر جواب ملے گا کہ اس کی خوراک تو بہت معمولی ہے۔ بس ایک ہلکی سی چپاتی صبح و شام۔۔۔بس!۔۔۔

مگر جب اس کی سارے دن کی اناپ شناپ کی کیلوری ویلیو (Calorie Value)(درجہ توانائی یا مقدار توانائی) کو جمع کیا جائے تو اس کی مجموعی مقدار ہمارے اصل کھانے (روٹی، چاول) سے کئی گنا بڑھ چکی ہوتی ہے۔ ہماری یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ کھانے پینے کے معاملے میں جہاں تک ہمارا بس چل سکے سب کچھ ہی کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب گننے کا سوال ہو تو ہماری گنتی صرف چند ہلکی چپاتیوں تک آ کر ختم ہو جاتی ہے۔

اس طرح اگرچہ ہم حقائق سے آنکھیں بند کر کے نہ صرف دوسروں کو بلکہ خود کو بھی دھوکہ دے لیتے ہیں۔ مگر قانونِ صحت جو نہ تو بے انصاف ہے اور نہ ہمارے دھوکے میں آتا ہے۔ بالآخر ایک دن ہماری گرفت کرتا ہے اور ہمیں ہماری غلطیوں کی سزا دے کر ہی چھوڑتا ہے۔

بڑے غوروخوض کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پُر خوری اور اناپ شناپ پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا مشکل ترین کاموں میں سے ایک کام ہے مگر جو شخص خود پر کنٹرول حاصل کر لیتا ہے وہ بفضلہٖ تعالیٰ صحت وتندرستی سے بھرپور زندگی کا صحیح معنوں میں لطف اٹھاتا ہے۔

ہلکا کام کرنے والے مرد کے لئے 2500 کیلوریز اور ایک ہلکا کام کرنے والی عورت کے لئے یومیہ 2100 کیلوریز درکار ہوتی ہیں۔

ذیل میں ہم مختلف اشیاء کی مقدارِ توانائی درج کر رہے ہیں تا کہ ہر شخص کو اندازہ ہو سکے کہ وہ زائد از ضرورت خوراک کھا کر کس قدر بیماریاں اپنے اندر داخل کرتا ہے؟

نام اشیاء	مقدار اشیاء	مقدار توانائی	نام اشیاء	مقدار اشیاء	مقدار توانائی
روٹی میدہ	28 گرام وزنی ایکعدد	28 کیلوریز	آئس کریم	ایک کپ	200 کیلوریز
آلو بخارا	درمیانہ ایک عدد	30 کیلوریز	چاکلیٹ	2انچ سائز	420 کیلوریز
انگور	100 گرام	85 کیلوریز	بسکٹ میٹھا	عام سائز1 عدد	110 کیلوریز
امرود	ایک عدد	80 کیلوریز	کریم رول درمیانہ سادہ	ایک عدد	130 کیلوریز
بادام	100 گرام	255 کیلوریز	سبزیاں دالیں بغیر گھی یا تیل کے بنی ہوئی	ایک کپ	320 کیلوریز
تربوز	"8 لمبی "4 پھانک	120 کیلوریز	کیلا	درمیانہ ایک عدد	85 کیلوریز
ٹماٹر	درمیانہ	30 کیلوریز	کشمش خشک	100 گرام	460 کیلوریز
خربوزہ	"8 لمبی "4 موٹی پھانک	120 کیلوریز	لیموں	درمیانہ ایک عدد	20 کیلوریز
سیب	درمیانہ ایک عدد	80 کیلوریز	مالٹا کا جوس	250ایم۔ایل ایک پاؤ	110 کیلوریز
سیب کا جوس	250ایم ایل یا ایک پاؤ	125 کیلوریز	مالٹا	ایک عدد	80 کیلوریز
سکنجبین	ایک گلاس	260 کیلوریز	سادہ کیک کا ٹکڑا	"5 لمبا ایک عدد	180 کیلوریز
بالائی اترا دودھ	250ایم۔ایل یا ایک پاؤ	90 کیلوریز	ڈبل روٹی توس	ایک عدد	60 کیلوریز
انڈا	ایک عدد	80 کیلوریز	دلیہ	ایک کپ	105 کیلوریز

نام اشیاء	مقدار اشیاء	مقدار توانائی	نام اشیاء	مقدار اشیاء	مقدار توانائی
آلو کے چپس	دو انچ کا ٹکڑا ایک عدد	11 کیلوریز	بالائی	کھانے کا ایک چمچ	50 کیلوریز
آلو ابلا ہوا	ایک عدد درمیانہ	90 تا 105	گیہوں	100 گرام	348 کیلوریز
چینی	ایک چمچ	51 کیلوریز	گڑ	100 گرام	383 کیلوریز
چاول اُبلے ہوئے	ایک کپ	200 کیلوریز	گوشت گائے	100 گرام	210 کیلوریز
چنا	100 گرام	361 کیلوریز	دہی بغیر بالائی	ایک کپ	120 کیلوریز
کوکا کولا، پیپسی وغیرہ جیسے مشروبات	ایک عدد	105 کیلوریز	بناسپتی گھی	100 گرام	900 کیلوریز

ماشاء اللہ یوں تو ہمارے معاشرے میں ایسی مثالوں کی کمی نہیں۔ بہر حال ایک دلچسپ تمثیلی قصہ سنئے۔ ایک ایسے صاحب کا جو تبخیر معدہ کے مریض بھی تھے اور بہت ہی کم خوری کے دعویدار بھی۔ وہ صبح ہلکا ناشتہ دو پہر اور شام کو ایک ہلکی سی چپاتی تناول فرماتے تھے۔ جب ایک دن میں ان کی سارے دِن کی اناپ شناپ کا سرسری جائزہ لیا گیا تو یہ محض اُن کی کم خوری ہی کا قصور تھا۔

پیپسی	3 مرتبہ	x105 کیلوریز	=350 کیلوریز
آئس کریم	2 کپ	x200 کیلوریز	=400 کیلوریز
کیلا	4 عدد	x85 کیلوریز	=340 کیلوریز
سیب	3 عدد	x80 کیلوریز	=240 کیلوریز
امرود	3 عدد	x80 کیلوریز	=240 کیلوریز
چائے	5 مرتبہ	x105 کیلوریز	=525 کیلوریز
کریم رول	2 عدد	x130 کیلوریز	=260 کیلوریز
بسکٹ میٹھے	4 عدد	x110 کیلوریز	=440 کیلوریز
چاکلیٹ	2 عدد	x420 کیلوریز	=840 کیلوریز
سکنجبین	ایک گلاس	x260 کیلوریز	=260 کیلویز
کل میزان		3860 کیلوریز	

3860 کیلوریز تو وہ ہیں جنہیں یہ صاحب غذا سمجھ کر معدہ میں داخل نہیں کرتے۔ ان میں اگر وہ کیلوریز بھی شامل کر لیں جو وہ غذا کی نیت سے معدہ میں داخل فرماتے ہیں اور اس مجموعہ سے یومیہ مطلوبہ 2500 کیلوریز نکال دیں تو بقیہ زائد از ضرورت خوراک ہے۔ جو معدے پر زائد بوجھ ہے اور یہ بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی تو ہماری زبان کو لذت کی حس عطا کر کے ہمارے لئے آزمائش کے عجیب سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ ایک طرف لذیذ سے لذیذ تر نعماء دوسری طرف عمر ناپائیدار، تیسری طرف معدے کا وسیع و عریض برتن جس میں (کم و بیش) ڈیڑھ دو کیلو تک چیز سما سکتی ہے۔۔۔۔ آخر ہم بھی کیا کریں، مجبور ہیں۔ جب کھانا نہیں تو کماتے کس لئے ہیں۔۔۔؟ کاہے کے لئے سارا دن مارے مارے پھرتے ہیں۔۔۔؟ یہ دولتیں یہ جائیدادیں کس کام۔۔۔؟ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بھی کھالیں وہ بھی کھالیں اور کھائیں بھی خوب ڈٹ کر۔۔۔؟

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست!۔۔۔

اسی اثناء میں محترمہ تبخیر معدہ صاحبہ (جانشین محترمہ پر خوری صاحبہ قدیمی پیشہ تن آسانی و ورزش سے چوری) بھی آ دھمکتی ہیں اور ڈانٹ کر کہتی ہیں۔ تمہیں بہت موقع دیا اصلاح کا، مگر تم نہ سمجھے اور اگر اب بھی درست نہ ہوئے تو بُرا حشر کروں گی تمہارا۔۔۔ ہم دست بستہ عرض کرتے ہیں۔۔۔ اچھا میڈم! آئندہ ایسا نہ ہو گا۔۔۔ اب جانے دو۔۔۔ مگر جب ذرا میڈم کی توجہ ادھر اُدھر ہوئی تو ہم نے پھر آنکھ بچا کر داؤ لگا لیا۔

کاش کہ ہم اس قرآنی ارشاد پر ہمیشہ عمل کریں ''کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو نیز حضرت رسولِ مقبول ﷺ کے اِس زریں ارشاد پر عمر بھر گامزن رہیں:-

''انسان کی کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں اور اگر لازماً زیادہ ہی کھانا پڑے تو معدہ میں ایک تہائی کھانا ہو، ایک تہائی پانی ہو اور ایک تہائی جگہ سانس لینے کے لئے خالی ہو۔'' خدا تعالیٰ ہمیں توفیقِ عمل دے۔

4۔ <u>ورزش یا سیر کو معمول زندگی بنائیں:</u>

آپ کی زندگی بہت مصروف بھی ہے تو بھی ورزش (کم از کم اس قدر کہ ہلکا سا پسینہ آ جائے) کے لئے یا صبح کی سیر کے لئے لازماً وقت نکالئے۔ مسلسل زیادہ بیٹھنے سے احتراز کیجئے۔ جس قدر ہو سکے موٹر سائیکل اور موٹر کار بھی کم استعمال کیجئے۔ اس سے بھوک خوب لگے گی۔ کھانا ٹھیک سے ہضم ہو گا۔ دورانِ خون صحیح ہو گا اور رات کو نیند بھی کھل کر آئے گی۔

5۔ <u>کھانے میں سبزیاں اور پھل بکثرت استعمال کریں:</u> کھانے میں سبزیاں اور پھل بکثرت استعمال کریں۔ پھل مالی استطاعت سے باہر ہوں تو صرف سبزیوں کا کثرتِ استعمال ہی کافی ہے۔ ہلکا نمک

مرچ اور ہلکا گھی ڈال کر سبزیاں پکائیں مگر یاد رہے کہ زیادہ گلانے سے افادیت کم ہو جائے گی۔ ذائقے کی طرف توجہ نہ دیں۔ اگر حقیقی بھوک ہو گی تو سادہ کھانا بھی بہت لذت دے گا اور کم لذیذ ہونے کی وجہ سے کم کھایا جائے گا اور اس طرح پُرخوری سے بچا جاسکے گا۔

صرف سبزی پر ہی گزارہ کریں تو بہتر ہے۔ لیکن اگر بغیر روٹی کے تسلی نہ ہو یا گزارہ نہ ہو سکے تو زیادہ سے زیادہ نصف چپاتی کے چھوٹے چھوٹے بھورے (ٹکڑے) بنا کر سالن میں ڈالیں اور چمچ کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے کھائیں یا ایک ایک بھورا منہ میں ڈالتے جائیں اور چمچ کے ساتھ سبزی کھاتے جائیں۔ خوب چبا چبا کر نہایت اطمینان کے ساتھ جس قدر منہ کا لعابِ ہاضم زیادہ شامل غذا کریں گے اتنا ہی بہتر ہے۔ ایک طریقہ اور بھی ہے، تھوڑے سے اُبلے ہوئے چاولوں یا (الگ پھیکے پکے ہوئے) دلیے کے اُوپر (پکی ہوئی) سبزی ڈال لیں اور اچھی طرح ملا کر تھوڑا تھوڑا کر کے کھائیں۔

کھانا کھانے کے دوران ساتھ ساتھ پانی بھی پیتے رہیں۔ مگر پانی معدے کے تیسرے حصے سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔ جب کھانا کھائے ہوئے ایک گھنٹہ گزر جائے تو پیاس لگنے پر صرف سادہ تازہ پانی وافر مقدار میں پیتے رہیں۔

بادی، دیر ہضم اور باسی سبزیوں سے احتراز فرمائیں۔ ریشہ دار سبزیاں اور پھل زیادہ قبض کشاء تاثیر رکھتے ہیں۔ ہرے پتے والی سبزیاں مثلاً مولی، شلغم (بمعہ پتے) پکائیں۔ ساگ، پالک اور سلاد کے پتے بے حد مفید ہیں۔ انہیں ترجیحاً استعمال کریں۔

سبزیاں کھائیں یا پھل بہر صورت معدے کا 1/3 حصہ خالی رکھنا کبھی نہ بھولیں۔ یہ غلط فہمی کبھی نہ ہو کہ روٹی کے علاوہ دیگر اشیاء جس قدر بھی کھالیں ان سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

6- میدہ والی اشیاء انتڑیوں میں چپک کر قبض پیدا کرتی ہیں۔ اِن سے پرہیز کیجئے۔ موٹے اَن چھنے آٹے کی خشک روٹی یا دلیہ قبض کشاء اثر رکھتے ہیں۔

7- ناشتہ جس قدر ہلکا ہو اور جلدی کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑا سا آرام کیجئے۔ شام کا کھانا لازماً غروب آفتاب کے ساتھ کھا لیجئے۔ مگر شام کا کھانا بہت ہلکا اور کم کھائیں۔ بس اس قدر کہ رات گزر جائے۔ شام کے کھانے کے بعد ٹہلنا اپنے اوپر فرض سمجھیں اور جب تک کھانا بخوبی ہضم نہ ہو جائے نہ سوئیں۔

8- تمام کھانوں کے اوقات مقرر کریں اور ان مقررہ اوقات پر کھانا کھائیں۔

9- اگر زیادہ کھانا افراط ہے تو بہت کم کھانا (بے جا قسم کی ڈائٹنگ یا فاقہ کشی وغیرہ) تفریط ہے دونوں معدہ کے لئے نقصان دہ ہیں لہذا میانہ روی ہی بہتر ہے۔

10- کھانا کھاتے وقت ٹی۔وی دیکھنا یا مطالعہ کرنا فعل ہضم کو خراب کرتا ہے۔

11- کوشش کریں کہ دستر خوان پر ایک وقت میں ایک ہی قسم کا کھانا ہو۔ انواع و اقسام کے کھانے اکٹھے کرنے سے پُرخوری کے امکانات بڑھ جائیں گے۔

12- جب تک کھانا بخوبی ہضم نہ ہو جائے فعلِ مباشرت سے اجتناب کیا جائے۔

13- تازہ ترین طبی تحقیق کے مطابق چائے صحت کے لئے مضر ہے لیکن اگر لازماً پینی ہی پڑے تو ایک دو مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ پیجئے۔ برف کے کثرتِ اِستعمال سے پرہیز کیجئے کہ یہ معدہ کے لئے مضر ہے۔

14- بیت الخلاء میں جانے کا ایک وقت مقرر کریں اور اس وقت پر خواہ حاجت ہو یا نہ بیت الخلاء ضرور جائیں۔ چاہے ویسے ہی بیٹھ کر واپس آجائیں۔

15- ہوا، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ میں سے جس کی حاجت ہو فوراً رفع کیجئے ورنہ ایک کو روکنے سے قوتِ ماسکہ ساتھ ہی دوسری کو بھی روک دے گی۔ اس کے برعکس ایک کو دفعہ کرنے سے قوتِ دافعہ ساتھ دوسری کو بھی دفعہ کر دے گی۔

16- تقوی وطہارت اور خیالات کی پاکیزگی سے دورانِ خون یکساں طور پر معدہ اور دیگر اعضائے جسم میں جاری رہتا ہے، لیکن اس کے برعکس

صورت ہو تو اعصابی تناؤ Nervous Tension کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور دورانِ خون کا رُخ بدل جاتا ہے اور کھانا وغیرہ بخوبی ہضم نہیں ہوتا۔

17۔ موجودہ مادی دور کے تقاضے اس قدر ہیں کہ کوئی شخص ذہنی تفکرات سے آزاد نظر نہیں آتا۔ تسکین قلب و روح کے لئے رجوع الی اللہ ضروری ہے۔ اس کے لئے پنجگانہ نماز کا التزام کریں۔ تسبیح وتحمید اور دُرود شریف کو وردِ زبان بنائیں۔ نیز حضور پاک ﷺ کے اس فرمان پر ہمیشہ عمل فرمائیں کہ ''اپنے مرضوں کا علاج صدقات کے ذریعہ کرو۔'' سکون آور ادویات کھا کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جانا کبھی حقیقی سکون نہیں پہنچا سکتا۔ خدا کی طرف رجوع اور اس کا ذکر ہی دِلوں کو اطمینان بخشا ہے۔ (قرآنِ حکیم)

18۔ حرام کمائی طرح طرح کی روحانی اور جسمانی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حلال اور طیب رزق کھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ پس حرام کمائی سے بکلی اجتناب کیا جائے کہ یہ جسمانی بیماریاں بھی پیدا کرتی ہے۔

19۔ تبخیر معدہ کے مریض کو جب تک کہ وہ سو نہ جائے اکیلا نہ چھوڑیئے۔ اکیلا چھوڑیں گے تو وہ اپنی بیماری کے بارہ میں سوچ کر اور بھی پریشان ہو گا۔ اس کے ذہن کو غلط سوچ سے ہٹانے کے لئے اسے بعض دوسرے مشاغل میں مصروف رکھئے اگر وہ اپنی بیماری کے موضوع پر بات بھی کرے تو اس کی توجہ کسی دوسری طرف بدل دی جائے۔ مریض سے بار بار اس کی بیماری کا حال نہ پوچھیں۔ ہمیشہ اس کی توجہ دوسری طرف بدلنے کی کوشش کریں اور اس کو تسلی دیں کہ وہ اب بظاہر بہت صحت مند ہوتا جا رہا ہے۔

20۔ جس طرح آپ ستانے کی غرض سے ہفتہ میں کم از کم ایک چھٹی کرتے ہیں۔ اسی طرح بے چارے معدہ کو بھی ہفتہ میں ایک یا دو وقت کے کھانے سے مکمل چھٹی کرائیں۔ اس سے معدہ کی استعدادِ کار بہت بڑھ جائے گی۔

21۔ ان، تمباکو نوشی اور منشیات کا استعمال معدہ کے لئے بہت مضر ہے۔ ان سے ہمیشہ پرہیز کیجئے۔

22۔ چونکہ بعض ڈاکٹری ادویات معدہ میں سوزش پیدا کرتی ہیں۔ لہٰذا انہیں ڈاکٹری مشورہ کے بغیر استعمال نہ کریں۔ خصوصاً دافع درد جوڑوں کے درد و سوزش کو رفع کرنے والی ادویات مثلاً اسپرین، فینائل بوٹازون، آئیبو پروفن، انڈومیتھاسین، ڈکلوفینک سوڈیم وغیرہ۔

ہمارا بارہا کا مشاہدہ ہے کہ اگر انتڑیوں سے فضلہ مکمل طور پر خارج ہوتا رہے تو نفخ معدہ یا گیس کا مرض نہیں ہوتا یہ اسی وقت ہوتا ہے جب اسکا کچھ حصہ خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو انتڑیوں میں رک جائے

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو آئیندہ اشاعت میں ہمارا مضمون ''قبض بیماریوں کی ماں ہے''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفت ''فلو شاٹ'' کی سہولت

سردیوں کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ اس موسم میں نزلہ و زکام کی شکایت بہت بڑھ جاتی ہے۔ ایک مرتبہ فلو ہو جائے تو کئی روز تک بخار اور بدن ٹوٹنے جیسی کیفیات سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں عمومی صحت کے ساتھ ساتھ کام کاج اور دیگر روزمرہ مشاغل کا متاثر ہونا بھی لازمی امر ہے۔

لہٰذا اس سے محفوظ رہنے کیلئے مناسب ہو گا کہ حفظِ ماتقدم کے طور پر ''فلو شاٹ'' لگوا لئے جائیں۔ اس ضمن میں ٹورنٹو پبلک ہیلتھ پروگرام (سرکاری ادارہ) نے گریٹر ٹورنٹو ایریا کے ۳۱ مقامات پر ۶۷ فری فلو شاٹ کلینکس کا انتظام کیا ہے۔ یہ سہولت ایک محدود مدت (صرف چندہفتوں) کیلئے ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس سرکاری پروگرام سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھائیں اور قبل از بیماری فلو شاٹ ضرور لگوالیں۔ اپنے نزدیکی کلینک کا ایڈریس معلوم کرنے کیلئے فون نمبر 1-866-flu-n-you(1-866-358-6968) پر رابطہ کریں یا ٹورنٹو پبلک ہیلتھ کی ویب سائٹ www.Toronto.ca/health سے بھی مذکورہ کلینکس کے پتہ جات معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ گریٹر ٹورنٹو ایریا کے علاوہ دیگر شہروں میں بسنے والے احباب وہاں کے مقامی محکمۂ صحت سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

(قائد صحتِ جسمانی۔ مجلس انصار اللہ کینیڈا)

مکتوباتِ گرامی

مجلّہ ''نحن انصاراللہ'' ہمارے زعیم صاحب محترم غالب مہار صاحب نے مجھے گزشتہ اتوار عنایت فرمایا۔ انصار بھائیوں کے اس ترجمان مجلّہ کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ اُردو حصہ کے آغاز میں یہ درج نہیں تھا کہ یہ کس سہ ماہی کا پرچہ ہے۔ صرف اتنا درج ہے ''جلد نمبر۳، شمارہ نمبر۔۱'' گویا تیسرے سال کی سہ ماہی کا پہلا شمارہ ہے۔

انگریزی کے حصہ کو دیکھتے ہی املاء میں ایک تضاد نظر آیا۔ سرورق پر ''نحن انصاراللہ'' انگریزی میں ''NAHNO'' لکھا گیا ہے البتہ اندر کے صفحات پر ''نحن'' کو انگریزی میں ''Nahnu'' لکھا گیا ہے۔

اب آپ کہیں گے کہ میں آپ کے جریدہ کو نہیں بلکہ اپنے انصار بھائیوں کے جریدہ کو عمیق نظر سے دیکھ رہا ہوں۔ اور شاید اسی بہانہ سے میرا نام آپ کے دفاتر میں تنقید کرنیوالوں میں نہ درج ہو جائے۔ اس بات کا خدشہ ضرور ہے۔ ہاں یاد آیا۔ ۱۹۴۶ء کی بات ہے ہمارے کورس میں ایک کتاب بنام '' تنقیداتِ عبدالحق'' شامل ہوا کرتی تھی ۔اس نام کو ہم مذاقاً ایک دوسرے پر چسپاں کرتے ہوئے آپس میں بھی پکارا کرتے تھے۔ کہیں اس زمانے کا کوئی چھپا ہوا شخص نہ نکل آوے اور مجھے بھی ''تنقیدؔ'' کا نام نہ بخش دے (کوئی بعید نہیں ؟) خیر یہ تو جملہ معترضہ بیچ میں آ گیا۔ لیکن اگر ہمارا نام تنقید کرنیوالوں میں درج بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ کم از کم ''نام تو ہوگا'' چاہے کسی زمرہ میں اندراج ہو جائے!

اب میں اس مجلّہ کے'' ظاہری حُسن'' کے متعلق یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اس رسالہ کا معیار، لا رَیب پہلے سے بہت خوب ہے۔ اللّھم زد فزد۔

مضامین کا انتخاب مثلاً جناب ثاقب صاحب زیروی مرحوم کو خراجِ تحسین (اداریہ) صفحہ:۹۔ بدرسوم کے بارہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشادات صفحہ:۱۱۔ حضور انور کا ۲۶ دسمبر ۱۹۹۵ء کا لندن سے قادیان کے سالانہ جلسہ کا افتتاحی خطاب صفحہ: ۱۲۔ مجلسِ علم و عرفان ۱۹ فروری ۸۴ء از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بابت ''جہاد کا غلط تصور اور اسکے خطرناک مضمرات'' صفحہ: ۱۴۔ منظوم کلام از حضرت مصلح موعودؓ صفحہ: ۱۸۔ اسم اعظم صفحہ: ۲۵۔ عزمِ نو، حیات قدسی سے ایک ورق کا انتخاب صفحہ: ۲۸۔ ثاقب زیروی صاحب کا نعتیہ کلام صفحہ: ۳۰۔ قبولیت دعا کا واقعہ صفحہ: ۳۱۔ ہر لحاظ سے قابل ستائش تحریرات ہیں ماشاء اللہ۔

اب ذرا غلطیوں اور خامیوں کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔ اس ضمن میں چند بنیادی امور کی نشان دہی کرانی مقصود ہے۔ ان غلطیوں اور خامیوں کی تفصیل میں جانے کی بجائے مختصراً اتنا لکھنا کافی ہے کہ بعض صفحات پر اِملا، بعض پر غیر ضروری اموراور بعض پر واقعاتی لحاظ سے غیر مستند باتوں کا اندراج ہے۔ امید کہ آئندہ پرچہ مرتب کرتے ہوئے ان ظاہری خامیوں کو بھی پیشِ نظر رکھا جایا کرے گا۔

میں نے یہ سطور تحریر کر کے محسوس کیا ہے کہ میں نے بہت بڑی جسارت کی ہے۔ نہ معلوم ادارہ کے جملہ کارکنان کا کیا ردِعمل ہو؟ خیر لکھ دیا ہے۔ اب انجام خدا جانے۔

والسلام

آپ کا مخلص، محمد سعید (مانٹریال)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''نحن انصاراللہ'' کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ یوں تو تمام مضامین بھرپور معلوماتی مواد سے مزیّن تھے۔ تا ہم ۱۱ستمبر کے واقعہ کے بعد ''جہاد'' کے متعلق مغربی دنیا میں جو تصور راسخ پا چکا ہے اسکے حوالے سے جماعت احمدیہ کے مؤقف کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک مجلس عرفان (سوال جواب) کے ذریعے پڑھ کر معلومات میں از حد اضافہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ کے مؤقف کی بیشتر مسلمان دانشور بھی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ایسے تمام دانشوروں کے مضامین اکٹھے کر کے انہیں بھی ''حاصل مطالعہ'' کے طور پر ہی سہی وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت کرتے رہیں۔ تا کہ دنیا پر حاکم عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عِلم کلام کی اہمیت اور اسلام کے پر امن مذہب ہونے کی حقیقی تصویر اجاگر ہو سکے۔

والسلام سعید احمد مجید (وان)

یادِ رفتگان

سیّد علی احمد صاحب المعروف ''پیرجی'' کا ذکرِ خیر

تحریر: سید منیر احمد شاہ۔ پیس ویلج

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''گزشتہ چند سالوں میں میں نے جماعتوں کو بار بار نصیحت کی کہ وہ سارے خاندان جن کے آباؤ و اجداد میں کوئی رفیق یا تابعی تھے ان کو چاہیئے اپنے خاندان کے بزرگوں کا ذکر خیر اپنی آئیدہ نسلوں میں جاری کریں''

خطبہ جمعہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۳ء

جب کبھی میں ماضی کے آئینہ میں جھانکتا ہوں۔ ایک طویل سفر اپنے روشن ناموں سے میرے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ غرض کہ بہت سے ناموں میں سے ابھر کر ایک نام والدِ محترم سیّد علی احمد صاحب مرحوم و مغفور المعروف ''پیرجی'' میرے سامنے آ جاتا ہے۔ میں خود کو ازحد خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ حضرت والد صاحبؓ خانقاہی نظام کو خیر آباد کہہ کر حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔

ایک زمانہ تھا کہ خانقاہی نظام کی پاک و ہند میں بہت اہمیت و قدر تھی۔ ان خانقاہوں کے سجادہ نشین و متولی خاندانوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ پیری مریدی کیوجہ سے نذرونیاز کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا جسکی وجہ سے یہ خاندان متمول اور آسودہ حال ہوا کرتے تھے۔ خانقاہ حضرت سیّد محمد پناہ بمقام۔ رجولی ایک چھوٹا سا گاؤں بے نام سا۔ تحصیل و ضلع انبالہ مشرقی پنجاب ہندوستان میں ہے۔ میری دونوں والدائیں سنّور ریاست پٹیالہ کی تھیں۔ احمدیت کا چمکتا دمکتا نور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سنور پہنچا۔ میری بڑی والدہ محترمہ لطیف النساء صاحبہ کو بہت کم سنی میں قادیان اپنے والد صاحب کے ساتھ جانے کا شاندار موقعہ ملا جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو دیکھنے اور بات چیت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

والد صاحب کو ۱۸۸۶ء کے لگ بھگ قادیان جانے کا حسین اتفاق سنور والوں کی معیت میں ہوا۔ حضرت اقدسؑ کا دیدار ہوا۔ لیکن ابھی عمر کم تھی لہذا بیعت نہ ہوسکی۔ غالباً ۱۹۰۶ء میں تحریری بیعت کی اور اُس وقت سے ان کا دل دنیاوی چاہتوں سے اُکتاہٹ محسوس کرتا رہا اور خانقاہ سے بھی دل برداشتہ ہونے لگے اور یہ ایاّم بہت مشکل اور کشمکش میں گزارے۔ آخر ۱۹۲۰ء کے قریب رجولی ضلع انبالہ کی اُجڈ، دین سے بے بہرہ آب و ہوا کو خیر آباد کہہ کر احمدیت کے مرکزِ اوّل قادیان میں ہجرت کر لی بوقتِ ہجرت آپکی دنیاوی حیثیت کی تفصیل کچھ اسطرح تھی کہ:

والد محترم پیر جی سید علی احمدؓ مہاجر انبالوی خاندان کے مورثِ اعلیٰ حضرت سیّد محمد پناہ (جو حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے) کی چھٹی پشت سے تھے۔ اور خانقاہ حضرت سیّد محمد پناہ واقع رجولی کے متولی سجادہ نشین تھے۔

اس مورثِ اعلیٰ کی خانقاہ کے نام کم وبیش پانچ صد (۵۰۰) بیگھے زرعی زمین ہمارے گاؤں رجولی سے قرب مواضعات شرق پور۔ داور پور۔ سجن ماجری۔ راجو کھیڑی اور براڑہ وغیرہ میں تھی جس کا معاملہ لگان وغیرہ مغلیہ دَور سے معاف چلا آتا تھا۔ اور انگلش حکومت نے بھی اسے معاف کر رکھا تھا۔ ایک شہادت کے مطابق ۲۰۰ بیگھے زمین بھی صرف خانقاہ کے متولی کے نام الگ تھی یعنی کُل زمین سات سو (۷۰۰) بیگھے تھی۔

ان تمام دنیاوی آسائشوں کو لات مار کر قادیان ہجرت کی تو کسمپُرسی نے آلیا۔ لاچاری اور بے بسی نے زندگی میں دُکھوں کو اکٹھا کر دیا۔ پریشان حال وقت گزارنا مشکل ہوتا تھا۔

وقت گزاری کے لئے ملازمت کرنی پڑی۔ تھوڑی سی قلیل تنخواہ پر دو وقت کی روٹی بھی میسّر نہ آتی تھی۔ گیسٹ ہاؤس کی تعمیر ہونے پر والد صاحبؓ کو اسکی نگرانی پر لگا دیا گیا۔ اُس زمانے میں حضرت مولوی شیر علیؓ

صاحب اور غالباً ملک غلام فرید﷜ صاحب قرآن کریم کا انگلش ترجمہ کیا کرتے تھے اور والدہ محترمہ بادام ملا دودھ کا گلاس روزانہ شام کو خاکسار کے ہاتھ حضرت مولوی صاحب﷜ کو بھجواتی تھیں۔

ایک دن میں نے اماں جی سے بھولپن میں پوچھ ہی لیا۔ ''ہمارے گھر کھانے کی روٹی پوری نہیں ہوتی۔ پھر انہیں بادام ملا دودھ سے بھرا گلاس کیوں دیا جاتا ہے''؟ اماں جی نے بتایا یہ ان کے پیسوں سے آتا ہے جو یہ دیتے ہیں۔

مولوی امام الدین﷜ صاحب، والد محترم قاضی ظہورالدین اکمل ہمارے گھر میں اُس وقت رہائش پذیر ہوئے جب مسجد دارالانوار بنی اور والد صاحب﷜ کو وہاں گھر دیا گیا۔ مسجد کی دیکھ بھال اِن کے سُپرد تھی۔ جب یہ علم ہوا کہ مولوی صاحب﷜ کا بیٹا اہل وعیال کے ساتھ شہر میں ہے تو والد صاحب﷜ سے سوال کیا۔ کہ یہ یہاں کیوں۔ جبکہ شہر میں ان کا مکان بیٹا اور بچے بہو کے ساتھ ہیں۔ تو ابا جیؓ نے بتایا شہر کی گھٹن، گندگی سے یہاں کی کھلی اور تازہ ہوا بیمار کے لئے بہت اچھی ہے۔ تب بات میری سمجھ میں آئی۔ اسی مسجد دارالانوار کے محلّہ میں بہت سے بزرگ صحابی رہائش پذیر تھے۔ اور جب بھی نماز کا وقت ہوتا، والد صاحب﷜ کو امامت کے فرائض سونپے جاتے۔ جبکہ والد صاحب کی آواز محراب سے باہر نہ جاتی تھی۔

ان بُزرگ حضرات میں چوہدری فتح محمد صاحب سیّال﷜، مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ، حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (بعد میں خلیفۃ المسیح ثالثؒ ہوئے)، مولوی ظہور حسین صاحب بخاری﷜ شامل تھے۔ مولوی شیر علی صاحب﷜ کی رہائش اس محلّہ میں نہ تھی۔ دارالعلوم میں تھے۔ البتہ ترجمہ قرآن کریم کے لئے صبح تشریف لاتے۔ اور مغرب کے وقت یا بعد واپس تشریف لے جاتے۔ عصر کے بعد عموماً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی سیر کی غرض سے دارالحمد کوٹھی میں تشریف لاتے اُس وقت ہم بچوں کی تو گویا موج ہو جاتی۔ آگے پیچھے کھیل کود اور پھر حضور سے بار بار ملنا، ہاتھ ملانا اور عجیب آزادی کے شب و روز تھے، کوئی روک ٹوک نہ تھی۔

خاکسار، والدہ محترمہ، چھوٹی ہمشیرہ تین چھوٹے بھائیوں کے ساتھ ستمبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے۔ لاہور رتن باغ میں حضرت اقدس المصلح موعودؓ نے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام کیا ہوا تھا۔ کچھ ایّام وہاں ٹھہر کر سندھ نوکوٹ کے قریب بڑی بہن کے ہاں چلے گئے۔ تین ماہ کی طویل مدت کے بعد والد صاحب اور بھائی جان کی قادیان سے آنے کی خبر آئی تو وہاں سے پھر لاہور آ گئے۔

والد صاحب کو ٹوبہ ٹیک سنگھ جماعت کا امام الصلوٰۃ مقرر کیا گیا۔ یہاں دل نہ لگا۔ اُدھر بڑے بھائی نے حافظ آباد میں مکان اور زمین عارضی طور پر الاٹ کرایا تھا۔ والد صاحب اہل و عیال کے ساتھ یہاں آ گئے۔ مرکز احمدیت کی بنیاد پڑی تو بڑی بے تابی و بے چینی اور خلیفہ وقت کے ساتھ رہنے کی تڑپ تھی کہ جلد مرکزِ احمدیت ربوہ، حضور اقدسؓ کے پاس حاضری دی جائے۔ بالآخر حافظ آباد چھوڑ کر ربوہ آ گئے۔

ربوہ آ کر کچھ دیر بعد بیمار رہنے لگے۔ علاج معالج کے لئے خاکسار وقتاً فوقتاً نوکری سے چھٹی لے کر آتا رہا۔ بڑے بھائی ان ایّام میں سندھ میں تھے دوسرے بڑے بھائی سیالکوٹ میں تھے۔ حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب جو میرے استاد اور افسر نور ہسپتال ربوہ (اب فضل عمر ہسپتال) کے انچارج تھے۔ (ان کے ماتحت خاکسار نے ایک مدت تک کام بھی کیا۔

والد صاحب کو علاج کے لئے ان کے پاس لے گیا۔ فرمایا منیر! انہیں کوئی بیماری نہیں بس مرغن غذا کی کمی ہے۔

بالآخر یکم نومبر ۱۹۵۵ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ والد صاحب کی وصیت بہت پرانی تھی مگر ناگزیر حالات کی بناء پر منسوخ ہوگئی۔ حضرت اقدس المصلح موعودؓ کے علم میں وفات کے وقت لایا گیا۔ فرمایا۔ انہیں بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اور صندوق یعنی تابوت میری طرف سے۔ جنازہ بھی حضور اقدسؓ نے پڑھایا۔ اور فرمایا: ''تم مال کو دیکھتے ہو میں ایمان کو دیکھتا ہوں'' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کچھ وصیت کا بقایا میرے علم میں لایا گیا جسکی ادائیگی بعد از وفات خاکسار نے کر دی۔ اللہ تعالیٰ ایسے فدائی، متقی، پرہیزگار، مخلص، دین کی خاطر دنیاوی عزتوں، وجاہتوں اور مالی آسائشوں کو تیاگ کر اپنے روحانی آقا کی بستی میں دھونی مار کر بیٹھنے والوں پر برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

ہمارا جلسہ سالانہ

از قلم: مولانا عبدالباسط صاحب شاہد۔ مربی سلسلہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد کم وبیش ایک سو سال قبل رکھی۔ اس جلسہ کے لئے اپنی ایک ابتدائی تحریر میں حضور نے فرمایا۔

''اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔۔۔تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی۔۔۔اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے'' (اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء)

ہم میں سے ہر وہ خوش قسمت احمدی جسے جلسہ سالانہ قادیان یا کسی بھی اور جماعتی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی وہ اس بات کا گواہ ہے کہ جلسہ سالانہ کی وہ برکات و اغراض جو حضور نے بیان فرمائی ہیں کس شان وعظمت سے برابر حاصل ہو رہی ہیں۔ حضرت فضلِ عمر نے ابتدائی جلسوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے قادیان کے ایک جلسہ سالانہ کے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا:

''پہلے قادیان میں چند سو آدمی تھے۔ جماعت محدود تھی۔ لیکن اب تو جماعت پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ حضرت (مولانا نورالدینؓ) کے آخری جلسہ سالانہ کے موقع پر ۱۸۰۰ آدمی شریک ہوئے تھے (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے آخری جلسہ سالانہ میں ۷۰۰ آدمی شامل تھے اور اب تیس چالیس ہزار آدمی ہمارے جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے ہیں۔۔۔آخری جلسہ سالانہ میں جب آپ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) سیر کے لئے نکلے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ لوگوں کے پیر لگنے کی وجہ سے کبھی آپ کی چھڑی گر جاتی اور کبھی آپ کی جوتی اتر جاتی۔ آپ ریتی چھلہ تک تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارا کام ختم ہوگیا۔۔۔''

تیس، چالیس ہزار کا جو اندازہ حضور نے بیان فرمایا ہے یہ تقسیم ملک سے قبل قادیان کے جلسوں کا تھا تقسیم ملک کے بعد ایک علامتی جلسہ سالانہ لاہور میں ہوا۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کا انعقاد ربوہ میں ہونے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضری اور برکات کے لحاظ سے یہ جلسے جماعتی ترقی کا سنگ میل بن گئے۔ آخری جلسہ جو ربوہ میں ہوا۔ اس میں اڑھائی لاکھ سے زیادہ حاضری تھی۔ سامعین جلسہ میں پاکستانی احمدیوں کے علاوہ ہندوستان کے احمدی بھی پاسپورٹ اور ویزا کے حصول کے بعد شامل ہوئے اسی طرح ہمارے جلسوں میں امریکہ۔ یورپ اور افریقہ کے متعدد ممالک کے احمدی نمائندگان بھی شرکت کے لئے آنے لگے۔

ہمارے ابتدائی جلسے بیتِ اقصیٰ قادیان میں ہوتے رہے۔ مگر حاضرین کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے یہ جگہ ناکافی ہوگئی تو بیت نور کے وسیع صحن میں جلسے منعقد ہونے لگے مگر چند ہی سالوں میں یہ وسعت بھی کم نظر آنے لگی اور ہائی سکول کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں جلسہ گاہ تعمیر ہونے لگی۔ جلسہ گاہ کے چاروں اطراف میں شہتیریوں سے اس طرح گیلریاں بنادی جاتی تھیں کہ ہزاروں افراد اس عارضی سٹیڈیم میں سما جاتے۔

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت فضلِ عمر جلسہ سالانہ کے افتتاح کے لئے تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ جلسہ گاہ تنگ پڑ رہی ہے اور اس وجہ سے حاضرین جلسہ کو مشکل پیش آ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ مہمانوں کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے دقت پیش آ رہی ہے۔ اگر اس مشکل کو کل تک دور نہ کر دیا گیا تو میں جلسہ میں شریک نہیں ہوں گا۔ عشاقِ امام

کے لئے یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد شدید سردی کے موسم میں راتوں رات جلسہ گاہ کی گیلریاں گرا کر دور دور سے سامان عمارت سروں اور کندھوں پر ڈھو کر لایا گیا اور یوں دن چڑھنے تک، پہلے سے وسیع جلسہ گاہ تیار تھی۔ اس تیاری میں معاونین جلسہ جو دن بھر اپنی ڈیوٹیاں دیتے رہے تھے کے علاوہ قادیان کے بعض مخلص دکاندار اور معمر و بیمار حضرات بھی وفورِ شوق و جذبہ سے شامل ہوئے۔ حضور نے اگلے روز اس جذبہ فدائیت کو سراہتے ہوئے ایسے تمام کارکنوں کو سند خوشنودی وتمغہ دینے کا اعلان فرمایا۔ جنہیں اس غیر معمولی وقارِ عمل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ راقم الحروف نے یہ واقعہ سلسلہ کے اخبارات میں پڑھنے کے علاوہ اپنے والد مکرم عبدالرحیم دیانت درویش سے بھی متعدد دفعہ سنا۔ انہیں بھی اس کار خیر میں شامل ہونے کی وجہ سے سند خوشنودی وتمغہ کا مستحق سمجھا گیا تھا۔

جلسہ گاہ کی تیاری کے سلسلہ میں ہی ایک اور واقعہ بھی یاد آیا (جو ربوہ میں بہت عرصہ بعد پیش آیا) حضور جلسہ گاہ میں افتتاح جلسہ کے لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ منتظمین نے غالباً حفاظتی نقطۂ نظر سے سٹیج اور باقی جلسہ گاہ کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ کر دیا تھا۔ حضور نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی حد تک حفاظت کا خیال رکھنا تو ضروری ہے مگر اس انتظام کی وجہ سے جماعت اور میرے درمیان اتنا فاصلہ کردیا گیا ہے کہ میں انہیں اچھی طرح دیکھ نہیں سکتا اور وہ بھی مجھے دیکھ نہ سکتے ہوں گے اور فرمایا کہ میں کل کے جلسہ میں اسی صورت میں شامل ہوں گا کہ اس نقص کو دور کردیا گیا ہو۔ حضور کے جماعت سے پیار ومحبت کے اس اظہار سے تمام حاضرین بے خودو وارفتہ ہو گئے۔ جماعتی اخبارات کے علاوہ دوسرے اخباروں میں بھی اس واقعہ کا ذکر آیا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ مشہور صحافی 'م۔ش' نے اس واقعہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے مرید تو اس اعلان پر جھوم جھوم گئے مگر میرے جیسے لوگوں پر بھی اس کا بہت اثر ہوا۔

تقسیم ملک کے بعد ربوہ میں ہمارے جلسے نصرت ہائی سکول کے احاطہ میں ہوتے رہے مگر جلد ہی وہ جگہ ناکافی ہوگئی اور زنانہ جلسہ تو وہاں پر ہی ہوتا رہا مگر مردانہ جلسہ گاہ بیت اقصیٰ کے وسیع وعریض میدان میں منتقل ہوگئی۔ مگر یہ انتظام بھی ناکافی ثابت ہو رہا تھا اور جلسہ گاہ کے لئے کھلانے کی یہ منفرد اور انوکھی مثال ہے جلسہ سالانہ ہمیشہ ہی دسمبر کے آخری ہفتہ میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو ہوتا رہا اور یہی وہ تاریخیں ہیں جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس جلسہ کے لئے مقرر فرمائی تھیں۔ بعض استثنائی صورتوں میں مثلاً رمضان کی وجہ سے کبھی کبھی ان تاریخوں میں تبدیلی بھی کی گئی مگر التزاماً مقررہ تاریخوں پر ہی جلسہ ہوتا رہا۔ علماء سلسلہ کی بہت محبت و دعاؤں سے تیار کی گئی علمی وتربیتی تقاریر کے علاوہ بنیادی اہمیت کی تقاریر آئمہ جماعت کی ہوتی تھیں۔ حضرت فضل عمرؓ کی شہرہ آفاق تقاریر حقیقت الرویا۔ تقدیر الٰہی۔ ملائکۃ اللہ۔ ہستی باری تعالیٰ۔ سیر روحانی۔ اقتصادی نظام۔ نظام نو۔ تعلق باللہ اور اس قسم کی نہایت بلند پایہ علمی تقاریر جلسہ سالانہ کی برکات میں سے ہی ہیں۔ قادیان کے زمانہ میں جبکہ بجلی کا مناسب انتظام نہیں تھا۔ عشاق کو موم بتی کی روشنی میں حضور کی تقریروں کے نوٹ لیتے ہوئے دیکھا جاتا تھا۔ یہ ایمان افروز نظارہ بھی ابھی تک خوب یاد ہے کہ سردیوں کی بارش کے دوران بھی کھلے میدان میں حاضرین پوری توجہ ودلجمعی اور شوق سے جلسہ کی کاروائی سن رہے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان تقاریر میں بعض بنیادی اورمشکل مسائل بیان کئے جاتے تھے۔ مگر حضور کی تقاریر کا یہ بھی ایک عجیب حسن تھا کہ آپ مشکل سے مشکل مضمون کو نہایت سادہ دلنشیں انداز میں بیان فرماتے اور سامعین جن کی کثرت ان پڑھ دیہاتی افراد پر مشتمل ہوتی ان مضامین کو برابر سمجھتے اور ان سے علمی و روحانی فوائد حاصل کرتے۔

اس مضمون میں جلسہ سالانہ کی برکات وفوائد کا احاطہ کرنا تو کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تربیتی، علمی، اقتصادی و معاشرتی بے شمار فوائد اس جلسہ سے وابستہ ہو چکے ہیں۔

حضرت فضل عمرؓ جلسہ سالانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) نے جلسہ سالانہ کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے آپ نے ایک موقعہ پر ایک بڑی دردناک بات کہی۔ فرمایا کہ دوست جلسہ پر ضرور آئیں پتہ نہیں انہیں اگلے سال کے بعد مجھے دیکھنا نصیب ہو یا نہیں وہ یہاں آئیں گے تو کم از کم مجھے دیکھ تو لیں گے۔ ۱۸۹۲ء میں پہلا جلسہ سالانہ ہوا تھا اور اب ۱۹۵۶ء آ گیا ہے گویا ۶۴ سال دیکھتے چلے آئے ہیں مثلاً کل ہی میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے

(باقی صفحہ 21 پر)

رپورٹ سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ کینیڈا 2002ء

یہ سالانہ اجتماع ہر سال کی طرح 21اور 22 ستمبر 2002ء کو بیت الاسلام مسجد میں منعقد ہوا ۔ اس اجتماع کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انصار اللہ کو روحانی تربیت اور مشق کرائی جائے چنانچہ اسی کے مطابق پروگرام ترتیب دیئے گئے اس کے علاوہ جسمانی نشو ونما، تعلیمی اور ذہنی مقابلہ جات بھی اس اجتماع کی رونق بنائے گئے۔یہ اجتماع 21 ستمبر کو نو بجے صبح رجسٹریشن کے کام سے شروع ہوا ٹھیک دس بجے اس اجتماع کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو مکرم محمد یعقوب خان صاحب نے (سورۃ الفتح کا آخری رکوع) کی اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔بعد ازں مکرم میاں محمد نعیم صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم طلعت ربانی صاحب نے پیش کیا۔

محترم امیر صاحب نے انصار اللہ کا عہد دہرایااور اجتماع کا افتتاح فرماتے ہوئے یوم آخرت پر ایک پُر مغز تقریر فرمائی جو اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے اور جماعت کے اراکین کو نصیحت فرمائی کہ انسان کو آخرت پر کامل ایمان رکھنا چاہیے کیونکہ وہی ہمیشہ کی زندگی ہے ۔حالانکہ عام طور پر دنیوی جو عارضی زندگی ہے لوگ بڑی چاہت سے طلب کرتے ہیں جو ایک گھاٹے کا سودا ہے۔

اس کے بعد محترم ملک لعل خان صاحب نائب امیر جماعت دوم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت عبد شکور کے موضوع پر خطاب فرمایا۔آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مطہر زندگی کی مختلف مثالوں سے شکر کے انداز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی خدا کے اسی طرح شکر گزار بندے بنیں۔

دوسری تقریر مکرم مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا کی تھی جنھوں نے صحابی رسول حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔آپ نے فرمایا کہ یہ وہ صحابیؓ تھے جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ان تقاریر کے بعد مشاہدہ و معائنہ اور پیغام رسانی کے مقابلہ جات دوپہر کے کھا تک جاری رہے ۔ ایک بج کر تیس منٹ پر ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا ۔مکرم شیخ عبد الہادی صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔بعد ازاں محترم ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی صاحب نے سیرت صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خطاب فرمایا۔آپ نے حضرت اقدس کی ایک اعلیٰ صفت شرم وحیاء کے بارہ میں بتایا کہ حضور کی آنکھیں نیم وا اور نیچی ہوتی تھیں۔آپ نے بتایا کہ انہوں نے اپنے بچپن میں اکثر صحابہ کو دیکھا اور ان کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔انہوں نے ان تمام صحابہؓ میں ایک مشترکہ صفت کا مشاہدہ کیا کہ ان سب کی آنکھیں بھی نیم وا اور نیچی ہوتیں تھیں۔ وہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرتے اور اپنی زندگیوں کو آپ کے نقش قدم پر چلانے کی کوشش کرتے رہے۔پروازی صاحب نے کہا کہ میں نئی نسل کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی زندگیوں میں ہمیشہ جھک کر اور انکساری کے ساتھ لوگوں سے اسی طرح ملا کریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے آپ کی پیروی کر کے عاجزانہ راہوں کو اختیار فرمایا۔

اس کے بعد دو بج کر پندرہ منٹ پر ''بزرگوں سے ملاقات'' کے عنوان پر دو بزرگ شخصیات محترم عبدالرحمن دہلوی صاحب اور مکرم مبارک احمد انصاری صاحب نے اپنی زندگیوں میں ہونے والے بعض واقعات ،جن میں خدا تعالیٰ کے نشان اور اس کی مدد شامل حال تھی سنائے جن کے سننے سے سامعین کے ایمان کو جلا ملی۔

تین بج کر پندرہ منٹ پر جسمانی کھیلوں کے مقابلہ جات باہر میدان میں شروع ہوئے اور رات کے کھانے تک جاری رہے۔ان مقابلہ جات کے بعد احباب کی

خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔مغرب اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد علمی مقابلہ جات(تلاوت،نظم اور تقریر) کا انعقاد ہوا ۔ان مقابلہ جات میں صرف وہی انصار حصہ لینے کے اہل تھے جو اپنے مقامی اجتماعات میں اول رہے تھے ۔اور یہ مقابلہ جات رات گئے تک جاری رہے اور سامعین کی دلچسپی آخر وقت تک جاری رہی ۔

اجتماع کے دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو محترم ملک لعل خان صاحب کی امامت میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں نماز فجر محترم امیر صاحب نے پڑھائی اور پھر درس قرآن مجید بھی دیا۔ درس سے فراغت کے بعد تمام انصار سیر کے لئے نکلے اور اس کے بعد مضمون نویسی کا مقابلہ ہوا۔اس مقابلے کے اختتام پر ساڑھے سات بجے احباب کی خدمت میں ناشتہ پیش کیا گیا۔

دوسرے دن کا آغاز شوریٰ کے دوسرے اجلاس سے ہوا ۔تلاوت قرآن کریم کے بعد سب کمیٹیوں کے چیرمینوں نے اپنی اپنی گذشتہ شب کی کاروائی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی اور اس پر ممبران کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنی آراء کو مائیک پر آ کر پیش کریں۔ تینوں تجاویز اراکین کی متفقہ رائے سے پاس کی گئیں تاکہ منظوری کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

چوتھے اجلاس کا آغاز چائے کے وقفے کے بعد دس بج کر پینتالیس منٹ پر قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ مکرم کرنل دلدار احمد صاحب نے درس حدیث دیا۔آپ نے آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کی بعض احادیث پڑھیں اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ آج کے پہلے مقرر مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ذکرِ حبیب کے موضوع پر اپنے زریں خیالات سے سامعین کو نوازا۔ آپ کی تقریر اردو اور انگریزی زبانوں پر مشتمل تھی۔ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر بھر پور روشنی ڈالی اور آپ کی زندگی کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جو دین کی خاطر دکھوں اور تکالیف میں گزارتے ہوئے کمال صبر اور تحمل سے برداشت کئے۔ بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے ایک بیش قیمت روحانی خزائن (کتب) کا ذخیرہ چھوڑا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کی ذات میں ایسی مقناطیسیت تھی کہ جو ملتا آپ کا گرویدہ اور شیدا ہو جاتا ۔اس ضمن میں مخالفین کی جانب سے آپ کے خلاف متعدد مقدمات اور ان کے نتائج کو بھی بیان فرمایا کہ کس طرح دنیوی نگاہ یہ سمجھ رہی تھی کہ بعض مقدمات میں آپ کو سزا ہو جائے گی مگر ہر قدم پر خدا تعالیٰ نے آپ کی نصرت فرمائی اور ہر مقدمے میں آپ کو با عزت بری فرمایا۔

اس اجتماع میں کی جانے والی تقاریر ایسی تھیں جو سامعین کی کامل دلچسپی اور ان کے علم و ایمان میں اضافے کا باعث بنیں ۔الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب کی صدارت میں مختلف احباب نے اپنی زندگیوں میں پیش آمدہ تجربات بیان کئے ۔جو کسی بھی مسئلہ یا مشکل کی دوری کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں درخواستِ دعا کے لئے لکھے گئے۔اور اللہ تعالیٰ کے بے حد رحم اور فضل سے ان کی مشکلیں اور مسائل حل ہو گئے۔یہ واقعات بڑے دلچسپ اور ایمان کو تازہ کرنے والے تھے جن سے سامعین بڑے لطف اندوز ہوئے ۔یہ سلسلہ ظہر اور عصر کی نمازوں تک جاری رہا اور اس کے بعد دوپہر کے کھانے کا وقفہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ اس اجتماع کا آخری اجلاس کھانے کے وقفے کے بعد تلاوت کلام پاک اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ شروع کیا گیا۔بعد ازاں نظم کے چند اشعار اور اس کا ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد مذہبی اور معلومات عامہ کے انفرادی مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے بعد مکرم ملک کلیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے حضرت مصعیب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ پر خطاب فرمایا اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور آپ کے اخلاق فاضلہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفاداری محبت اور خلوص کی تفصیل بیان کی۔آخر میں

محترم امیر صاحب نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا۔جس کی تفصیل انگریزی حصہ میں درج ہے۔

چھ بج کر پانچ منٹ پر محترم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور اس اجتماع کے کامیاب انعقاد پر منتظمین اجتماع کی کارکردگی کو سراہا۔ آخر میں دعا کے ساتھ یہ روحانی اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(رپورٹ : عبدالماجد صدیقی و سید منیر احمد شاہ)

گزارش

کیا آپ نے اپنا چندہ انصار اللہ ادا کر دیا ہے؟

چندہ انصار اللہ کی شرح آپ کی ماہانہ آمد کا صرف ایک فیصد ہے

براہِ مہربانی اولین فرصت میں اپنا چندہ ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں

قائد مال مجلس انصار اللہ کینیڈا

مطالعاتی تاثرات

اے کاش!

ابنِ احمد

''یہاں سے شہر کو دیکھو!'' نامی کالم پر ایک تجزیاتی نگاہ

(ہفت روزہ پاکستان پوسٹ ٹورانٹو کو لکھا جانے والا ایک مراسلہ)

ارضِ وطن پاکستان میں ریفرنڈم کے اعلان کے خلاف اہلِ پاکستان کے آزمودہ اور اپنی اپنی باری لگا کر اس غریب ملک کی معصوم قوم کے وسائل کو لوٹنے، کھسوٹنے اور بھنبھوڑنے والے کرپٹ سیاستدانوں اور اُنہی کے پروردہ بعض لفافہ بردار صحافت کے بکاؤ ضمیر دانشوروں نے چائے کی پیالی میں جو عظیم طوفانِ نوح اٹھا رکھا تھا، برّ صغیر پر ایٹمی جنگ کے مہیب سایوں کی وجہ سے اب وہ جوار بھاٹا، دریائی جھاگ کی طرح کافی حد تک بیٹھ چکا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے قیامِ پاکستان کی ڈٹ کر مخالفت کی تھی وہی آج ریفرنڈم کے بائیکاٹ میں بھی پیش پیش نظر آ رہے ہیں۔ اسی طرح عورت کی حکمرانی پر پہلے تو حرام کا فتویٰ صادر کرنے اور پھر اچانک شرعی قلابازی لگا کر محترمہ فاطمہ جناح کو ایوب خان کے مقابل عہدۂ صدارت کیلئے آمادہ کرنے اور بعد ازاں جنرل ضیاء الحق کی فوجی ڈکٹیٹرشپ کے حوالہ سے ریفرنڈم کی پُرزور وکالت کرنے والوں کی جانب سے موجودہ فوجی حکومت سے اپنی موہوم مفاداتی امیدیں بھر نہ آنے کے پس منظر میں مخالفت یا بائیکاٹ کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن کینیڈا کے کسی بزعمِ خویش ''حق پرست'' کی جانب سے اکا دکا ریفرنڈم کے خلاف ایک عدد کالم لکھ مارنا حیرت انگیز ضرور ہے۔ بات پھر بھی شائد اتنی حیرت انگیز نہ رہتی۔ مگر

''یہاں سے شہر کو دیکھو!''

نامی کالم کے ذریعے اپنی دانشوری کا منظرنامہ دکھلانے والے محترم دانشور اور کالم نگار کی جانب سے ریفرنڈم کی ہجو میں لکھے گئے کالم میں اپنے بعض پاکستانی ہموطنوں پر ''گروہ'' جیسے متعصّبانہ الفاظ کی فقرے بازی، نیز منافرت اور تشت و افتراق کو ہوا دینے والے معاندانہ ریمارکس، اس بات کے بہرحال متقاضی ہیں کہ ان کا قلمی تجزیہ بھی نذر قارئین کیا جائے۔

مگر مسئلہ یہ ہے کہ جن پاکستانیوں کو صاحبِ کالم نے اپنے کالم کا پیٹ بھرنے کیلئے بلاوجہ بیچ میں گھسیٹا ہے، ان کے خلاف معاندانہ اور منافرت انگیزی پر مبنی تحریرات کو تو بڑے طمطراق سے شائع کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی فرد جوابی مُراسلہ (بالخصوص اردو اخبارات کو) بھجوائے تو بڑے بڑے بغدادری صحافیوں اور جرائد کا پتہ پانی ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ زیرِنظر مُراسلہ کی اشاعت پاکستان پوسٹ کینیڈا کے نئے ریذیڈنٹ ایڈیٹر جناب عامر ارائیں کی صحافتی دیانتداری اور ان کے اس عزمِ صمیم کا گویا امتحان بھی ہے۔ جس کا اظہار جناب نے اپنے حالیہ تقرر کے ضمن میں اخبار کے صفحہ اول پر بایں الفاظ واضح فرمایا تھا کہ:

''میں کمیونٹی کو ساتھ لے کر چلوں گا!''

قونصلیٹ آفس، ٹورانٹو کے دفتر میں پاکستانی شہریوں کو مہیا کی گئی ووٹنگ کی سہولت، جسکی بابت ٹورانٹو کے بیشتر اُردو اخبارات میں اوقاتِ کار وغیرہ کی تفصیل چھپ چکی تھی، مذکورہ کالم نگار (جو اپنے سیاسی رجحان کے لحاظ سے ایم کیو ایم کے پرستار ہونے کے ناطے ''حق پرست'' بھی کہلوانا پسند فرماتے ہیں) رقمطراز ہیں کہ ''ٹورانٹو میں تو راتوں رات یہ ہوا کہ یہاں بھی ووٹنگ کا انتظام ہوا، نہ کسی کو خبر نہ کسی کو پتہ۔ عوام کے حق پر شب خون اسی کو کہتے ہیں اور یہاں تو عجیب بات ہوئی۔ پاکستان کے شہریوں کے اس گروہ نے جو خود کو مسلمان کہتا ہے لیکن جس کو پاکستان کے دستور نے غیر مسلم قرار دے رکھا ہے، ٹورنٹو میں باجماعت ووٹ ڈالے۔ کسی کو یہ بات پتہ نہ چلتی اور پتہ نہ بھی چلنی چاہیئے کہ ووٹنگ ایک خفیہ رائے دہی ہے۔ لیکن ستم یہ کہ اس گروہ کی مسجد میں

باقاعدہ ووٹ ڈالنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اور تو اور بھولے ووٹر جاتے جاتے اپنا تبلیغی مواد بھی چھوڑ گئے۔ اس گروہ کے لوگ اپنے آپ کو مظلوم کہتے ہیں، اور کئی بار ان کے ساتھ شدید زیادتیاں بھی ہوئی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ جب ایسے مظلوم، ظالم اور ظلم کا ساتھ دینے لگیں تو مظلوم اور ظالم کا فرق مٹ جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو کسی بھی حق پرست اور حق پسند سے اپنی حمایت کی امید نہیں کرنی چاہئے" (پاکستان پوسٹ 8 تا 15 مئی 2002ء صفحہ: 5۔ میگزین سیکشن)

مندرجہ بالا سطور پڑھ کر معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا قاری بھی یہ حقیقت بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ حُبِ علیؓ میں نہیں بلکہ بُغضِ معاویہؓ میں لکھا گیا ہے۔ ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک صاحبِ علم دانشور جو ہر ہفتے سی این ٹاور کی چوٹی پر چڑھ کر (اصطلاحاً) اِس نعرۂ مستانہ کیساتھ کہ "یہاں سے شہر کو دیکھو!" نہ صرف پورے شہر بلکہ پاتال تک کا منظر نامہ قارئین کو بلا ناغہ دکھلاتا ہو، خود اسے یہ خبر نہ ہو کہ 30 اپریل کو تمام دن قونصلیٹ آفس میں ووٹنگ کے انتظامات کئے گئے؟! جبکہ پاکستان پوسٹ کے بالمقابل ایک دوسرے بڑے اُردو اخبار کے دو 2 فُل صفحات پر ووٹنگ کا اشتہار بھی ہر خاص و عام نے دیکھا۔ جسکی وجہ سے بعض دیگر مقامی اُردو اخبارات نے احتجاج بھی شائع کیا کہ انہیں اِس منّ وسلویٰ (اشتہار) سے کیوں محروم رکھا گیا۔ خود موصوف کے اپنے اخبار (جس میں ان کا کالم شائع ہوتا ہے) نے نمایاں طور پر لکھا کہ اشتہار کی آفر ہمیں بھی آئی لیکن ہم نے انکار کر دیا۔ پھر ایک اور قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ جن معتوب پاکستانیوں پر تکرار کے ساتھ "گروہ" کی فقرہ زنی اور دستورِ پاکستان کا نام لے کر غیر مسلم کی طعنہ زنی فرمائی گئی ہے، ظاہر ہے اُن کی مسجد میں موصوف ایسے متشرع مومن خود تو نماز پڑھنے نہیں گئے ہوں گے۔ لیکن وہاں ہونے والے اعلان سے آنجناب گھر بیٹھے تو باخبر ہو گئے مگر اخبارات میں چھپنے والے جُملہ اعلانات سے حضور کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی!! حیرت ہے کہ مخلوق خدا کی، منافرت اور تشت وافتراق کے زہر آلود خنجروں سے نشتر زنی اور دلآزاری کرنے کے بعد بھی "حق پرست اور حق پسند" یا بالفاظِ دیگر ایک سچا، کھرا، روادار، وسیع القلب اور روشن خیال مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے ۔

خنجر پہ کوئی داغ، نہ دامن پہ کوئی چھینٹ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو؟

موصوف نے طنزاً یہ بھی لکھا ہے کہ کسی کو یہ بات (ووٹنگ کا) پتہ نہیں چلنی چاہیے کیونکہ ووٹنگ ایک خفیہ رائے دہی ہے۔ عرض ہے کہ جب رائے دہی کسی مفید اجتماعی مقصد کی خاطر کی جاتی ہو تو اسے خفیہ آخر کس لئے رکھا جائے؟

تحریک قیام پاکستان میں جب ایک احمدی نے مسلم لیگ اور کانگرس کو ووٹنگ کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی رائے پوچھی تو آپنے نہ صرف قائد اعظم کی واشگاف حمایت کا اعادہ فرمایا، اس کو قائد اعظم تک پہنچانے کی بھی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ قائد اعظم نے قیام پاکستان کے عظیم کاز کی خاطر دیگر مسلمان جماعتوں کو بھی رغبت دلانے کے لئے اس خط و کتابت کو پریس میں بھجوا دیا۔ کیا قائدِ اعظم کا اس خط و کتابت کو ایک عظیم مقصد کی خاطر "خفیہ" رکھنے کی بجائے مشتہر کرنا بھی گناہ اور قابلِ مذمّت تھا؟ (نوٹ: اس خط و کتابت کی تفصیل اسی شارہ کے ایک دوسرے مضمون "قائداعظم محمد علی جناح" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے)

اب ذرا "ظالم اور ظلم" کی بابت بھی کچھ بات ہو جائے موصوف نے اپنے کالم میں سارا زورِ بیاں اس بات پر صرف کیا ہے کہ چونکہ جنرل پرویز مشرف ظالم ہے لہٰذا ریفرنڈم میں ووٹ نہ ڈالنا عین کارِ ثواب ہے۔ صاحبِ کالم چونکہ ایم کیو ایم کے خوشہ چینوں بلکہ سچے پرستاروں میں سے ہیں لہٰذا موصوف سے اسی پس منظر میں بصداحترام سوال یہ ہے کہ پہلے تو یہ بتایئے گا کہ جنرل مشرف کے "ظالم" ہونے کا انکشاف آنجناب پر کب ہوا؟

حالات و واقعات کی گواہی یہ ہے کہ ریفرنڈم کے انعقاد سے محض ایک ہفتہ قبل ایم کیو ایم جنرل مشرف کی زبردست مویدّ تھی۔ چنانچہ مشرف نے اپنی رابطہ مہم کا جو آخری جلسہ کراچی میں منعقد کیا تھا اسمیں ایم کیو ایم کے کارکنان لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے اور جلسہ گاہ میں ہر طرف ایم کیو ایم کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اسی طرح بی بی سی کے اردو پروگرام "جہاں نما" میں ایم کیو ایم کی سیاسی رہنما نسرین جمال صاحبہ کا

ایک انٹرویو نشر ہوا جسمیں ریفرنڈم کی حمایت کا عندیہ دیا گیا پھر اچانک یہ ہوا کہ ایم کیو ایم کے دو سرکردہ افراد، کراچی میں نا معلوم قاتلوں کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔ بظاہر دیکھا جائے تو ایم کیو ایم کو اس قتل کے ذریعے حکومت کی حمایت سے دور کرنا تھا۔ عملاً یہی ہوا۔ چنانچہ بدخواہانِ پاکستان اپنے مذموم مقاصد میں بظاہر یوں کامیاب ہوتے نظر آئے کہ ایم کیو ایم کی نظر میں جنرل مشرف کی حکومت یکا یک ''ظالم'' ٹھہری!

حالانکہ حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایم کیو ایم کے مکتبۂ فکر کو چاہیئے تھا کہ وُسعتِ نظری کا مظاہرہ کیا جاتا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسی کا نام بالغ نظری، دانشوری، زمینی حقائق کا ادراک اور حبّ الوطنی ہے؟

حدیثِ رسولِ مقبول ﷺ حبّ الوطنِ من الایمان
(وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے)

کا تقاضا تو یہ ہے کہ اِس وقت وطنِ عزیز، جس آزمائش کی گھڑی سے گزر رہا ہے اسکو دیکھتے ہوئے ہر قسم کے گروہی، فروعی، سیاسی اور دیگر اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ 1965ء کی جنگ کے جذبہ کے تحت سیسہ پلائی دیوار کی طرح یک جان ہو کر ملکی دفاع کو لوہے کے چنے بنا دیا جائے۔

درحقیقت یہی وہ اہم اور بنیادی نکتہ ہے جسکے تحت پاکستان کے متذکرہ معتوب شہریوں نے بالکل اسی طرح ببانگِ دُھل حکومتِ وقت کو ریفرنڈم میں ووٹ ڈالے، جس طرح انہوں نے من حیث الجماعت قیامِ پاکستان کی خاطر قائدِ اعظم اور ان کی مسلم لیگ کی پُرزور حمایت کی تھی جبکہ اُس وقت برِ صغیر کی تقریباً تمام مذہبی جماعتیں مخالف کیمپ میں جا کر قائدِ اعظم کو کافرِ اعظم اور پاکستان کو ناپاکستان اور پلیدستان کے القابات سے نواز رہی تھیں۔ حتیٰ کہ بائیکاٹ میں پیش پیش آج بھی وہی لوگ ہیں جو پاکستان کا کھا کر آج بھی اسکے قیام کو 'فراڈِ اعظم'' سے موسوم کرتے رہتے ہیں۔ نہیں معلوم فاضل کالم نگار کے ہاں ''حق پرستی و حق پسندی'' کا مفہوم کیا ہے۔ تاہم اگر ملکی و قومی دفاع اور استحکام کی خاطر کی جانیوالی کوششوں کا ساتھ دینا ''ظلم'' کہلاتا ہے تو ایسے ظلم کی مخالفت آپکو مبارک ہو۔ جماعتِ احمدیہ اس نوعیت کے ظلم کا (بھاری قیمت چکانے کے باوجود) ہمیشہ سے ساتھ دیتی آئی ہے، دے رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی دیتی رہے گی۔

مزید براں اِس وقت پاکستان میں ان کی جماعت کے ہزاروں افراد پر عجیب و غریب نوعیت کے مقدمات قائم ہیں۔ جن میں سے بیشمار افراد زنداں خانوں میں قید و بند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہیں۔ دلچسپیٔ طبع کی خاطر ذرا ان ''جرائم'' کی جھلک بھی ملاحظہ ہو۔ آذان دینا۔ اعتکاف بیٹھنا۔ نماز پڑھنا۔ السلام علیکم کہنا۔ شادی کے کارڈوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ لکھنا۔ مساجد پر کلمہ طیبہ یا گھروں کی پیشانیوں پر ھذا من فضلِ ربی کے الفاظ کا کندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ گویا مملکتِ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

یہ کوئی افسانوی قصے کہانیاں نہیں بلکہ وہ تلخ حقائق ہیں جنکی تفاصیل پاکستان کے قومی اخبارات میں بھی شائع شدہ موجود ہیں۔ لیکن ان سب زیادتیوں اور دکھوں کو یکسر بھلا کر پاکستان کی موجودہ نازک صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے یہ جماعت مشرف کے ریفرنڈم میں ووٹ دینے چلی آئی۔ اور یہی بات ان کے مربوط نظامِ جماعت، تعلیم و تربیت اور نظم و ضبط کا خاصہ ہے جو دوسروں کیلئے یقیناً حیران کن ہے۔ ویسے اپنے دکھوں کو بُھلا کر کسی اعلیٰ مقصد کی خاطر ''ظالم'' کو گلے لگانا بھی حوصلے، ظرف اور دولتِ احساس سے مالامال دیوانوں کا ہی وطیرہ ہوا کرتا ہے۔

بقول ثاقب زیروی مرحوم ؎

جب زخم لگے تو چہروں پر پھولوں کا تبسّم لہرائے
فرزانوں کا اتنا ظرف کہاں یہ حوصلہ ہے دیوانوں کا

اِنفرادیت کو اجتماعیت پر فوقیت نہ دینے کی روایات خود تاریخ اسلام کا زریں باب اور ان لوگوں کیلئے بطورِ خاص مشعلِ راہ ہیں جو اپنی رعونتِ فکر کے ہاتھوں مجبور ہو کر اور دستوری ترمیم کے سرکاری فتوے کو آسمانی صحیفہ جان کر دیگر کلمہ گوؤں کو کافر اور حقیر تصور کرتے ہیں۔ اجتماعیت کی خاطر انفرادیت کی نفی کی ایک خوبصورت مثال شیرِ خدا حضرت علیؓ کے

ایک مشہور واقعہ سے بھی ملتی ہے۔ کفار کے ساتھ ایک جنگ کے دوران حضرت علیؓ نے ایک کافر کو نیچے گرالیا اور جب اسے قتل کرنے لگے تو مغلوب شدہ کافر نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ فوراً اسکے سینے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اسے معاف کر دیا۔ کافر نے حیران ہوکر وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میری تمہاری لڑائی اسلام کی خاطر تھی۔ لیکن تمہارے تھوکنے کے بعد اگر میں تمہیں قتل کرتا تو اسمیں میرا ذاتی انتقام شامل ہوتا۔ کافر کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

اب کوئی بتائے کہ جنرل مشرف اس کافر سے بھی گیا گزرا ہے۔؟ پاکستان کے باشعور شہریوں بالخصوص تعلیم یافتہ لوگوں کو کم از کم یہ تو سوچنا چاہیئے تھا کہ پاکستان کے ازلی دشمن کی پارلیمنٹ تو پاکستان پر حملے کی متفقہ قرار داد پاس کر کے اپنی فوج کی پشت مضبوط کر رہی ہے۔ جبکہ اپنی دانست میں مشرف کو بائیکاٹ کی سزا دیکر آپ حضرات بالواسطہ کسے خوش کر رہے ہیں؟ بزبان غالب ؎

حد چاہیئے سزا میں عقوبت کے واسطے

آخر گناہگار ہوں کافر نہیں ہوں میں

پس اے میرے وطن کے دانشورو اور قلمکارو!

یہ تمہارا فرضِ منصبی ہے کہ موجودہ کٹھن حالات میں قوم کے اندر تشت و افتراق کی بجائے اتحاد اور یکجہتی کے شعور کو بیدار کیا جائے آخر تمہیں بے وطن فلسطینیوں یا احمد آباد گجرات کے بے بس مسلمانوں کو دیکھ کر بھی اپنے وطن کی سوہنی دھرتی جیسی نعمتِ عظمیٰ پر جذبات تشکر ابھارنے کا خیال کیوں نہیں آتا؟ خدارا! یہ وقت باہمی جھگڑوں کا نہیں، گلستانِ وطن کو نظرِ بد سے بچانے کا ہے جو بدخواہانِ وطن کی آنکھوں میں (نیوکلیئر طاقت کی وجہ سے) خار بن کر کھٹک رہا ہے۔ آزمائش کی ان گھڑیوں میں اگر اپنے جائز حقوق سے سر دست دستکش ہونے یا وطن کو بچانے جیسے کسی ایک راستے کو چُننے کا سوال سامنے آئے تو آنکھیں بند کر کے پہلے وطن کو بچانے کی فکر کرتے ہوئے اس مشہور واقعہ یا قصہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔

بتایا جاتا ہے کہ دو عورتیں ایک بچے کی حقیقی ماں ہونے کے جھگڑے کی وجہ سے قاضیٔ شہر کی عدالت میں لائی گئیں۔ دونوں عورتیں بچے کی حقیقی ماں ہونے کی دعوے دار تھیں۔ قاضی کیلئے فیصلہ کرنا انتہائی مشکل تھا کہ وہ زمانہ آج کے ڈی این اے سائنسی ٹیسٹوں جیسی سہولیات کا نہیں تھا۔ تاہم قاضی جہاندیدہ شخص تھا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ بچے کے دو ٹکڑے کر کے آدھا آدھا دونوں میں بانٹ دیا جائے۔ قاضی کا یہ فیصلہ سن کر بچے کی حقیقی ماں مامتا کے ہاتھوں بیتاب ہو کر چلا اٹھی۔ نہیں نہیں قاضی صاحب! میں ہی اپنے حق سے دستبردار ہوتی ہوں۔ خدا کیلئے بچے کے دو ٹکڑے مت کیجئے بچہ بے شک اس دوسری عورت کے حوالے کر دیں۔ قاضی فوراً سمجھ گیا کہ یہی عورت بچے کی اصلی ماں ہے۔ جسکی حقیقی مامتا بچے کے دو ٹکڑے کرنا برداشت نہیں کر سکی۔

اے کاش! میرے وطن کے لوگوں بالخصوص سیاسی کھلاڑیوں میں بھی آج پھپھے کٹنی ماں کی بجائے حقیقی ماں جیسا جذبہ عود کر آئے۔ اور وہ وطن کی دھرتی ماں سے کچھ لینے کی بجائے اسے دے سکیں۔

اے کاش ....!!

آخر میں بزبانِ غالب فقط یہی گذارش ہے کہ ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف

آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

جہاں بھی عدل کی پگڑی کوئی اچھالے گا

یہ وقت اُس کی رعونت پہ خاک ڈالے گا

میں لڑ رہا ہوں زمانے کی سرد مہری سے

زمانہ کب تک وعدوں پہ مجھ کو ٹالے گا

مجھے کسی کی دعاؤں پہ ہے یقین ایسا

اگر میں ڈوبا تو دریا مجھے اچھالے گا

عبدالکریم قدسی

چچا کی باتیں

کالم نگار: ایم اے سعید (مجلس وان)

ایک دلچسپ سلسلہ وار کالم

آج کا دن بھی عجیب شروع ہوا ۔ نماز فجر کے بعد ذرا سی دیر کے لیے ستانے لگے تو نانجار فون نے اس طرح ڈرایا کہ ہم پلنگ سے نیچے گر گئے ۔ ذرا ہوش ٹھکانے لگے تو معلوم ہوا کہ زلزلہ نہیں ہے یہ تو فون کی گھنٹی تھی ......جس نے مورچے میں گرنے کی فوجی مشق کروا ئی ہے ......

تو جناب فون پکڑا تو چچا حسب معمول تیکھے لہجے میں بولے ......

ابھی تک سو رہے ہو......نماز بھی نہیں پڑھی...... ہم نے وضاحت کی کہ پڑھ کر سوئے تھے تو جناب پھر جان بخشی ہوئی......تو خیر جناب فون کا آنا تھا سو آ گیا لیکن ہمارا چھٹی کا دن غارت ہو گیا......سب پروگرام دھرے کے دھرے رہ گئے......اب چچا کی حکم عدولی کون کر سکتا تھا......چارو ناچار اٹھنا پڑا اور چچا کی طرف روانہ ہو گئے...... حال و احوال کے بعد معلوم ہوا کہ چچا نے رات کے پائے پکار کھے ہیں اور ان کے لئے دعوتِ شیراز دی ہے...... زہے نصیب ہمارے کہ ہم کو چچا نے دعوت پہ بلایا......دورانِ دعوت چچا کی رگِ خطابت پھڑک اُٹھی بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ع وہ کہیں اور سنا کرے کوئی!

تو جناب چچا کی رگ خطابت نے جب اتنا زور مارا کہ چچا کیلئے اس کو روکنا مشکل ہو گیا تو چچا نے زور سے ہنگارا لیتے ہوئے ہمیں متوجہ کیا اور فرمانے لگے......معلوم ہے کیا ہوا......ہم نے کہا نہیں......کہنے لگے...... اللہ معاف کرے...... اللہ معاف کرے......ہم نے پریشانی کے عالم میں کھانا چھوڑ کر پوچھا......آخر ہوا کیا......؟

کہنے لگے عجب زمانہ آ گیا ہے......کیا بنے گا اس نئی نسل کا...... جوہنس کی چال چلنے کی کوشش میں اپنی ہی چال بھلا رہی ہے...... چچا پھر نئے زمانے کی چال کو کوسنے لگے...... اور ہمیں مخاطب کر کے کہنے لگے......تم اور ہم جو ہجرت کر کے اور اپنی نسلوں کو لے کر اس دیار غیر میں آئے ہیں ان کا مقصد کیا......؟ ہم نے کہا کہ ہم احمدیوں کی ہجرت کا مقصد تو سب کو معلوم ہے کہ ہم وہاں پر اپنے مذہبی فرائض کو احسن رنگ میں سرانجام نہیں دے سکتے تھے اس وجہ سے ہجرت کے صدمہ سے دو چار ہونا پڑا ہے ورنہ اپنا وطن اور اپنی مٹی کس کو نہیں پسند...... وہاں ہی سے تو ہمارا خمیر اٹھا ہے......ہم اس کو کیسے بھول سکتے ہیں...... گو سیاسی حالات ہمارے موافق نہیں ہیں لیکن وطن کو بنانے والے تو ہم ہی ہیں نا......!

کہنے لگے شاباش زندگی میں پہلی بار میری پسند کی بات کی ہے...... یہ شگفتگی جو چچا پہ آئی ہے ......قارئین یہ پائے کھانے کی وجہ سے ہے یاد رہے آپ کو......

پھر چچا ہجرت کا فلسفہ سمجھاتے ہوئے اور حضور ایدہ اللہ کے خطبات کا پنجابی ترجمہ کرتے ہوئے کہنے لگے اچھا یہ بتاؤ ......احمدیت کی زبان کیا ہے ...... ہم نے کہا اردو...... چچا ہمارے اس جواب سے اتنے خوش ہوئے کہ ہمارا منہ چوم لیا اور فرمانے لگے...... برخوردار معلوم ہے آئندہ بیس پچیس سالوں کے بعد ہماری یہ موجودہ نسل اردو جاننے والے بزرگوں کو ڈھونڈتی پھرے گی......ہم نے پوچھا وہ کیسے...... ہمارا سب لٹریچر اردو میں ہے......ایم ٹی اے پر اردو کلاس ہوتی ہے...... بچے اس کلاس سے فائدہ اٹھاتے ہیں...... میں نہیں مانتا...... کہنے لگے او بھائی او جناب آنکھیں کھولیے اور حقیت کی نظر سے دیکھیے......

چچا زور دے کر کہنے لگے کہ مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔خلفائے احمدیت اور بزرگان احمدیت کی کتب تو ہوں گی اور یہ نئی نسل ان کا خلاصہ انگلش میں پڑھے گی اور اردو جاننے والے بوڑھوں کو تلاش کرتی پھرے گی جو ان کو اردو کی کتابوں کا انگلش میں ترجمہ کر کے دیں......

ہم سوچ میں پڑ گئے اور ہم نے اس تفصیل کے بارے میں پوچھا کہ چچا آخر آپ کو یہ خیال آیا کیسے...... چچا نے وجہ بیان کی کہ کل میں نے باسکٹ بال گراؤنڈ میں کھیلنے والے چند نوجوانوں سے پوچھا...... کہ آپ میں سے کس کس کے پاس کون کون سا تنظیمی عہدہ ہے......وہ تمام نوجوان

حیران و پریشان ہو کر چچا کی طرف دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے کہ تنظیمی عہدہ کیا ہوتا ہے اور عہدہ کی انگلش کیا ہے......

بس جناب ان کا یہ پوچھنا چچا کے بلڈ پریشر کے لئے کافی تھا...... چچا کا منہ سرخ ہو گیا اور چچا شروع ہو گئے...... کہنے لگے آپ سب نوجوان بفضل تعالیٰ پیدائشی احمدی ہیں...... پیدائشی والدین کی اولاد ہیں......صحابہؓ کی نسلیں ہیں آپ لوگ......اردو اور پنجابی آپکے کے گھروں میں بولی جاتی ہے...... آپ سب یہ بتائیں کہ والدین سے آپ کس طرح بات کرتے ہیں......ان بچوں نے جواب دیا ...... ہمارے والدین آپس میں اردو یا پنجابی میں بات کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ گلابی اردو (اردو اور انگلش کا مرکب) میں بات کرتے ہیں۔اور جب کبھی ہم اپنے دوستوں یا کلاس فیلوں سے فون پر بات کرتے ہیں تو پھر ہم آپس میں انگریزی میں بات کرتے ہیں ......اور اسی دوران گھر میں آئے ہوئے مہمانوں کو بڑے فخر سے اشاروں کنایوں میں بتایا جاتا ہے کہ دیکھیں ہمارے بچے کتنی اچھی انگلش بولتے ہیں......

یہ گھریلو ڈائری سننے کے بعد چچا وہاں سے تو چلے آئے اور ہمارے لئے ایک اور لیکچر کا بندوبست ہو گیا جس کو ہم آج سن رہے ہیں......

قارئین آپ کو بتاتے چلیں کہ چچا کچھ تو غصیلی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں ہم دوست جب کبھی آپس میں بات کرتے ہیں تو ان کا نام ہم چچا ہیبت خان لیتے ہیں ...... چچا مرکز سے تشریف لائے ہیں...... تربیت اولاد اور جماعتی نظام کے سلسلہ میں وہ بڑا ہی تحکمانہ مزاج رکھتے ہیں...... ان کا موٹو ہے کہ آن نہ جائے......جان جائے تو جائے......

چچا کا فلسفہ یہ ہے کہ احمدیت کی روح کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کتب تحریر فرمائی ہیں ان سے آگاہی اسی وقت ہو گی جب اردو لکھنی پڑھنی آئے گی...... دوسری زبانوں میں تراجم کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں ان تراجم سے وہ بات نہیں بنتی جو اصل زبان سے سمجھ میں آتی ہے...... ترجمہ پھر بھی ترجمہ ہی ہے۔ہم نے کہا یہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے اور سمجھ میں بھی آتی ہے...... لیکن اس میں اتنا گوھنے والی کیا بات ہے......

کہنے لگے او میاں اتنے بھی خود غرض نہ بنو......بحثیت احمدی ہم سب ایک خاندان ہیں اور ہر کوئی اس کا فرد ہے......اگر خاندان میں کوئی اونچ نیچ ہو تو سب اس سے متاثر ہوتے ہیں......پھر ہم سب احمدی ایک ہی قوم ہیں......تو کیوں نہ ہم سب مل کر اس کا حل تلاش کریں......ہم نے کہا وہ کیسے...... چچا بولے......ارے ویسے ہی جیسے حضور ایدہ اللہ اردو کلاس میں پڑھاتے ہیں......ہمیں بھی اپنے اپنے گھروں میں بچوں کی اردو کلاسز کا اجراء کرنا چاہیے اور ہر احمدی کو اردو لکھنا پڑھنا آنا چاہیے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن کو ہر فرد واحد سمیٹ سکے......یہ ایک دو دن کا کام نہیں ہے اس کے لئے مسلسل جدوجہد کرنا پڑے گی......باہر تنظیم ان پر نگران ہو گی اور گھر میں والدین ان پر نگاہ رکھیں گے پھر کہیں جا کر ہم سرخرو ہوں گے......ہجرت کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ ہم اپنے فرائض کو احسن رنگ میں ادا نہیں کر سکتے تھے......اس لیے خدائی حکم کے مطابق خدا کی زمین میں پھیل گئے ہیں......لیکن ضروری ہے کہ ہم پردیس میں آ کر اپنے مقصد سے دور نہ ہوں......کہیں مادیت کی طرف نہ ہو جائیں اور ہماری احمدی نسلیں غیر قوموں کی ریس میں نہ پڑ جائیں......کہیں مغربی معاشرہ کی برائیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں......ان پر نگاہ رکھنی پڑے گی......ان کا محاسبہ کرنا ہو گا......ان کو بتانا ہو گا کہ کن عوامل کی بناء پر ہم اپنے مرکز سے دور ہوئے......کن وجوہات پر ہم نے ہجرت کے زخم سہے ہیں......احمدیت کا نصب العین کیا ہے......ان نوجوانوں کو بتایا جائے کہ خدام الاحمدیہ جیسی ذیلی تنظیموں کے بانی حضرت مصلح موعودؓ ان کو کس طرح دیکھنا چاہتے تھے......

حضور فرماتے ہیں کہ:

''نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کا تہیہ کر لیں اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں اگر کسی نے صرف بی اے یا ایم کر لیا اور دینی تعلیم سے کورا رہا تو ہمیں اس کی دنیوی تعلیم کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔...... پس سلسلہ کی ضروریات اور اپنی ذمہ داریوں کو

سمجھنے کی کوشش کرواور اپنے حوصلوں کو بلند کرو

اگر انسان کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے حوصلہ کو گرا دے اور سمجھے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا تو یہ اس کی غلطی ہوتی ہے۔ بے شک ایک انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ دنیا کو ہلا سکے لیکن وہ ہلانے کا ارادہ تو کر سکتا ہے۔ اگر تم اپنے حوصلوں کو بلند کرو گے اور سستی اور غفلت کو چھوڑ کر اپنے اندر چستی پیدا کرو گے تو تھوڑے عرصہ میں ہی تم میں سے کئی نوجوان ایسے نکلیں گے جو پہلوں کی جگہ لے سکیں گے......

ہمیں سلسلہ کی ضروریات کے لئے بہت سے نئے آدمیوں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے......پس نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ خدمت دین کے لئے آگے آئیں......ان نصائح کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ہمارے کاموں میں برکت ڈالے اور وہ بوجھ جسے ہمارے کمزور اور ناتواں کندھے نہیں اٹھا سکتے اسے خود اٹھالے اور ہمیں اپنی موت تک اسلام اور احمدیت کی خدمت کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ ہم کمزور اور بے بس ہیں لیکن ہمارا خدا بڑا طاقتور ہے۔ اس کے صرف کنُ کہنے کی دیر ہوتی ہے کہ زمین و آسمان میں تغیرات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے آؤ ہم اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کریں کہ وہ ہم پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ ہمیں اپنی رضا اور محبت کی راہوں پر چلائے اور ہمارے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو اس امر کی توفیق بخشے کہ وہ دین کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیوں سے کام لیں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں منافقت سے بچائے۔ان کے ایمانوں کو مضبوط کرے ان کے دلوں میں اپنا سچا عشق پیدا کرے اور انہیں دین کی بے لوث خدمت کی اس رنگ میں توفیق بخشے جس رنگ میں صحابہؓ کرام کو ملی۔اور اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں کو دین کا سچا خادم اور اسلام کا بہادر سپاہی بنائے اور انہیں ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ 28 دسمبر 1960ء)

چچا نے نہایت جذباتی ورقّت آمیز انداز میں ہمیں یہ اقتباس سنایا اور ہم اپنے ضمیر سے آنکھیں چراتے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ کیا ہم اس ہجرت میں سرخرو ہو رہے ہیں ؟

ہمارے پاس چچا کی لگی لپٹی سے پاک اِن صاف، سیدھی اور کھری کھری باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا کیونکہ ہم خود بھی اپنے بھانجے، بھانجیوں سے اردو میں انگلش کے الفاظ ملا کر بولتے ہیں اور ان کو ہر بات انگلش میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں...... بلکہ مشاہدہ یہ ہے کہ جن گھرانوں میں ماں باپ بھی انگلش بول لیتے ہیں وہ اردو یا اپنی مادری زبان میں بچوں کیساتھ بات کرنے کی بجائے انگریزی زبان میں بات کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ کہ کہیں ان کے بچے اردو یا ماں باپ کی مادری زبان کا کوئی لفظ نہ سیکھ لیں......!! ہم ندامت سے سر نیچا کئے چچا کی باتیں سنتے رہے۔ بالآخر ہم نے وہاں سے کھسک آنے میں ہی نجات سمجھی اور چچا سے کوئی بہانہ کر کے ضمیر پر ایک بوجھ لئے گھر واپس لوٹ آئے۔ چچا کی گلوگیر باتیں دیر تک ہمارے ضمیر پر تازیانے برساتی جبکہ رقّت و جذبات سے رندھا چہرہ بار بار سوالیہ نشان بن کر ہماری آنکھوں کے سامنے گھومتا رہا جیسے بزبانِ حال کہہ رہا ہو ؎

تم ہی نہ سن سکو اگر قصہ غم سنے گا کون
کس کی زباں کھلے گی پھر ہم نہ اگر سنا سکے

☆☆☆☆☆☆

خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ !

☆ خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے کون سی کار چلائی؟ وہ یہ پوچھے گا کہ تم نے کار میں کتنے ایسے لوگوں کو بٹھایا جن کے پاس یہ سہولت نہیں تھی؟

☆ خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ تمہارا گھر کتنا بڑا تھا؟ وہ یہ پوچھے گا کہ تم نے اس گھر میں کتنے لوگوں کو جگہ دی؟

☆ خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے اپنے لئے کیا کیا؟ وہ یہ پوچھے گا کہ تم نے دوسروں کی کتنی مدد کی؟

☆ خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ تمہارے پڑوسی کیسے تھے؟ وہ یہ پوچھے گا کہ تمہارا ان کے ساتھ کیسا سلوک تھا؟

☆ خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ تمہاری تنخواہ کتنی تھی؟ وہ یہ پوچھے گا کہ اُس کے لئے کہیں تم نے اپنا ضمیر تو نہیں کھو دیا؟

☆ خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ تمہاری رنگت کیسی تھی؟ وہ یہ پوچھے گا کہ تمہارا کردار کیسا تھا؟

اجتماع انصار اللہ 2002ء کی تصویری جھلکیاں

مکرم امیر صاحب کا خطاب

مولانا مبارک نذیر صاحب مربی سلسلہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

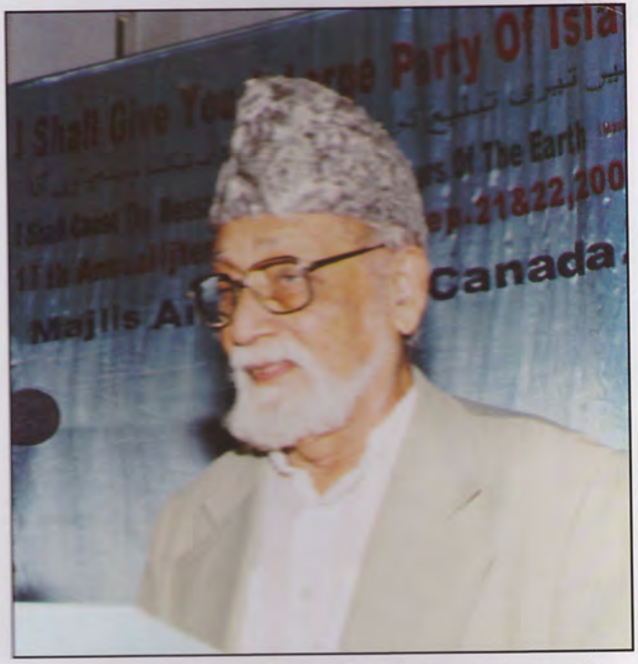

مکرم عبدالرحمان صاحب دہلوی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

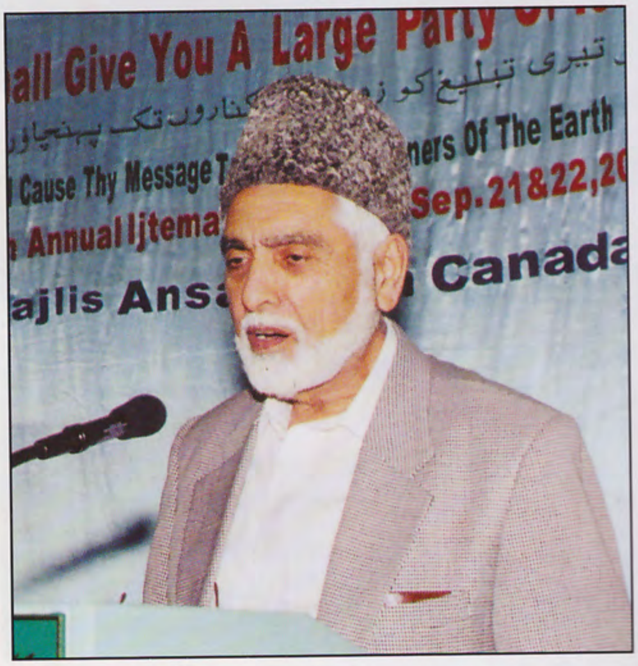

مکرم مبارک احمد انصاری صاحب اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

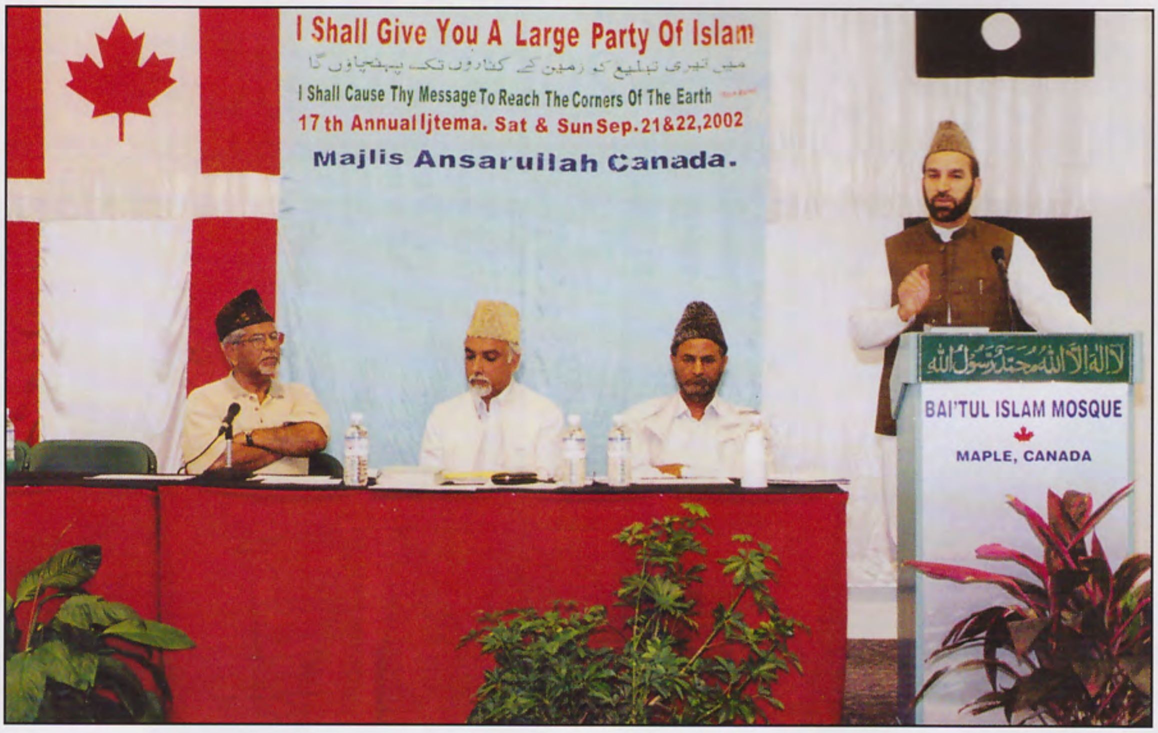

مکرم مرزا افضل صاحب مربی سلسلہ کا خطاب

قائد عمومی مکرم حامد لطیف بھٹی صاحب سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے

مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پروازی کا سامعین سے روح پرور خطاب

مجلس شوریٰ کا کارروائی کا ایک منظر

مکرم کرنل دلدار احمد صاحب درسِ حدیث دے رہے ہیں

مکرم ملک لعل خان صاحب کا خطاب

سامعین اجتماع

نیشنل مجلسِ عاملہ کے ممبران مجلسِ شوری کے دوران

اجتماع کے شرکاء کا ایک منظر

سامعین اجتماع کا ایک اور منظر

شرکاء اجتماع عہد دہراتے ہوئے

دوران اجتماع صدر محترم اپنے رفقاء کے درمیان

مقابلہ والی بال کا ایک منظر

مقابلہ رسی کشی کی تیاری......... اور زبردست مقابلہ

مقابلہ مشاہدہ ومعائنہ کا ایک منظر

شعبہ رجسٹریشن کا ایک منظر

"گھر سے تو کچھ نہ لائے !" (حضرت مسیح موعود علیه السلام)

MY MOTIVE IS TO WIN YOUR TRUST

- BUYING OR SELLING IS NOT A BIG DEAL.

MUHAMMAD KHALIL

Sales Representative

By the grace of Almighty Allah I want to express my gratitude to my community, who enabled me to achieve the following:

Top Sales Representative by office	**1999**
Ontario Emerald Award	**1999 & 2001**
Platinum Club Member Award	**1999 & 2000**
President Club Award	**2001**

HomeLife/Superstars
Real Estate Limited
Member Broker

23 Westmore Drive, Unite 102
Rexdale, Ontario M9V 3Y7

HOMELIFE

Bus: (416) 740-4000 (24 hour pager)
Fax: (416) 740-8314
Res: (905) 303-9339
Cell: (416) 230-4140
e-mail: mkhalil@trebnet.com

Residential & Commercial

سٹی پیسٹ کنٹرول ۔ ایک بااعتماد نام

Guaranteed Termination of all Pests
Bee, Wasp & Bird Nest Removal

RESIDENTIAL • INDUSTRIAL • COMMERCIAL

☑ Unmarked Vehicles ☑ Over 15 Years Experience
☑ Fully Licensed & Insured ☑ Seniors Discounts

FREE ESTIMATES

VISA

(416) 410-2786

24 hrs, 7 Days a Week, No Extra Charge on Weekends

Royal Accident Claims Inc.

•Auto Accidents •Pedestrian

اللہ نہ کرے آپ کا ایکسیڈنٹ ہو یا اگر ہو جائے

تو کیا آپکو ایکسیڈنٹ کے بعد اپنے حقوق معلوم ہیں؟

☆......کسی بھی اپنی انشورنس کمپنی کو فون کرنے سے پہلے حبیب ملک کو ضرور فون کریں

☆......آپ پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کر رہے ہوں، پیدل جا رہے ہوں یا آپ خود ڈرائیور ہوں یا پسنجر۔ بے شک آپ ریفیوجی ہی کیوں نہ ہوں، اسٹوڈنٹ ہوں یا خاتون خانہ، آپ کی نوکری ہو یا نہ ہو۔ بے شک غلطی آپ کی ہو ہم آپ کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں

☆......آپ کو ایکسیڈنٹ کلیم میں دیر بھی ہو چکی ہو تو ہم سے رابطہ قائم کریں۔

☆......ہم اپنی فیس دوسروں سے کم اور کلیم دلوانے کی صورت میں لیں گے۔ ہم آپکی زبان اُردو اور پنجابی بھی بولتے ہیں

☆......ہمارا مشورہ بالکل مفت ہے اور آپ کا کیس بھی بلا معاوضہ ہی دائر کریں گے۔ آپ حبیب ملک سے کسی بھی وقت مفت مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔

HABIB MALIK

PH:416-994-9498 FAX:416-748-8162

2428 Islington Ave.. Suite 210 Etobicoke. Ont. M9W 3X8

FIRE & ICE
PRODUCTION

Specialized in Digital Media Production

Contact us now for a free estimates!
design@fiproduction.com
www.fiproduction.com
647.294.7429

میری ڈائری سے

مُرسلہ: کرنل (ریٹائرڈ) محمد سعید صاحب ۔ مانٹریال

میں عام طور پر اپنی نوٹ بکوں کی ورق گردانی کرتا رہتا ہوں۔ اپنی نوٹ بکوں سے کچھ مختلف تحریرات قارئین کی دلچسپی طبع کیلئے پیش ہیں۔

وفاداری

۱) ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۵۰ پر یہ کہانی درج ہے۔

لکھا ہے کہ ’’ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد جو مصیبت کا سامنا ہوا اور وہ بھوکا مرنے لگا۔ اور فاقے پر فاقے آنے لگے۔ تو کسی یہودی کے مکان پر بھیک مانگنے گیا۔ یہودی نے اس نومسلم کو چار روٹیاں دیں۔ جب وہ روٹیاں لے کر جا رہا تھا تو ایک کتا بھی اس کے پیچھے ہولیا اس شخص نے یہ خیال کر کے کہ ان روٹیوں میں سے کتے کا بھی حصہ ہو۔ اُس نے ایک روٹی کتے کے آگے ڈال دی۔ کتا وہ روٹی جلدی جلدی کھا کر پھر اس کے پیچھے ہولیا۔ تب اس نے خیال کیا کہ شاید ان روٹیوں میں نصف اس کا ہو۔ تب اس نے ایک اور روٹی اس کے آگے ڈال دی مگر کتا اس کو بھی کھا کر اس کے پیچھے چل دیا۔ پھر جب اس نے معلوم کیا کہ کتا اسکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اُسے خیال آیا کہ شاید ان روٹیوں میں تین حصے اس کے ہوں اور میرا حصہ صرف ایک روٹی ہی ہو۔ اس لئے اس نے ایک اور روٹی ڈال دی۔ مگر کتا یہ روٹی کھا کر بھی واپس نہ گیا۔ تب اُسے کتے پر غصہ آ گیا اور اس نے کہا کہ تُو بڑا بدذات ہے مانگ کر میں چار روٹیاں لایا تھا۔ ان میں سے تُو تین روٹیاں کھا کر بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ خدا تعالیٰ نے اسوقت کتے کو بولنے کیلئے زبان دیدی۔ تب کتے نے جواب دیا۔ کہ میں بدذات نہیں ہوں۔ میں خواہ کتنے فاقے اٹھاؤں مگر اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کے گھر نہیں جاتا۔ بدذات تو تُو ہے جو فقط دو تین فاقے اٹھا کر ہی کافر کے گھر مانگنے آ گیا۔ تب وہ نومسلم یہ جواب سُنکر اپنی حالت پر پشیمان ہوا‘‘

۲) ایک یادگار تحریر۔

میں نے ۱۹۳۹ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸ مئی ۱۹۳۹ء میں یہ عاجز اپنے ایک کلاس فیلو کے ساتھ قصرِ خلافت اس غرض کیلئے گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی جائے۔ چنانچہ حضور انور نے ازراہِ شفقت ہم دونوں کو ملاقات کا شرف بخشا اس موقعہ پر خاکسار نے حضور انور سے عرض کیا کہ میری نوٹ بک پر اپنے دست مبارک سے کچھ تحریر فرما دیں۔

حضور انور نے تحریر فرمایا ’’ **اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اپنے وقت اور عمر کو ضائع ہونے سے بچاؤ کہ عمر ایک قیمتی امانت ہے۔ اور جو امانت میں خیانت کرتا ہے اس کی دنیا میں کوئی عزّت نہیں۔** ‘‘

(دستخط) مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح)

۳) تحریک پاکستان اور امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری

جناب سیّد عبدالقدیر صاحب ۱۹۴۳ء کے ایک جلسہ احرار کی روئداد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

’’سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری مجلس احرار کے نامور خطیب تھے، یہ باون یا ترپن سال پہلے کی بات ہے ۱۹۴۳ء میں جالندھر میں مجلس احرار کا جلسہ ہوا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے زورِ خطابت میں کہا:

’’ہمارے دکھوں اور ہمارے مصائب کا علاج پاکستان نہیں۔ اور پاکستان نہیں بنے گا‘‘

قوم بیدار ہو چکی تھی اور ہم جیسے پندرہ سولہ لڑکوں میں پاکستان کا خون سرایت کر چکا تھا ہم میں سے احسان محسن (مرحوم) غصّے میں چلاّ یا۔ ’’آپ جھوٹ بول رہے ہیں‘‘ کارکنانِ احرار ہماری طرف لپکے مگر شاہ صاحب نے انہیں خاموش کرادیا اور گویا ہوئے: ’’ہاں میں جھوٹا ہوں، اس

لئے کہ میں حافظ قرآن ہوں، میں جھوٹا ہوں کہ میری بیوی حافظ قرآن ہے میں جھوٹا ہوں کہ میری بیٹی حافظ قرآن ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ پاکستان نہیں بنے گا۔ ہرگز نہیں بنے گا۔ اگر یہ بن پایا۔ اور میں زندہ رہا تو میرے منہ پر آ کر تھوک دینا اور میں زندہ نہ ہوا تو میری قبر پر آ کر پیشاب کر دینا۔'' یہ آنکھوں دیکھا حال ہے اور کانوں سنا واقعہ ہے''

(بحوالہ: روزنامہ خبریں ۳۰ جون ۱۹۹۶ء)

مُسکراہٹیں

﴿ برجستہ ﴾

سرفیروز خاں نون (سابق وزیر اعظم پاکستان) نے وقارالنساء نامی خاتون سے دوسری شادی کی تو ایک صاحب نے ازراہِ اضافۂ معلومات مولانا عبدالمجید سالک (ایڈیٹر روزنامہ انقلاب) سے دریافت کیا۔ سرفیروز خاں نون کی پہلی بیوی تو بیگم نون (Begum-Noon) ہوئیں۔ اب ان کی دوسری بیگم کو کیا کہنا چاہیے؟ سالک صاحب نے برجستہ و بے ساختہ جواب دیا: ''بیگم آفٹر نون''! (Begum After Noon).

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿ ترکی بہ ترکی ﴾

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے فتویٰ دیا کہ شاہ سلیمان پھلواری (معروف علمی و ادبی شخصیت) ''کافر'' ہیں۔ شاہ صاحب نے سنا تو کہا مولانا بریلوی کا فتویٰ ہے کہ سلیمان کافر ہے اور قرآن کا فتویٰ ہے

''وَمَا کَفَرَ سُلیمان ولٰکنّ الشیاطین کفرُوا''

سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا۔

اب آپ کو اختیار ہے مولانا کا فتویٰ مانیں یا قرآن کا فتویٰ تسلیم کریں!!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿ گھڑ سواری ﴾

کسی شخص نے معروف مرثیہ گو شاعر سیّد آل رضا سے کہا۔ آخر آپ اپنے مرثیوں میں گھوڑے اور تلوار کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ میر انیسؔ اور میرزا دبیرؔ نے تو ان کا خوب خوب ہی تذکرہ کیا ہے۔

سیّد آل رضا نے جواب دیا: وہ دونوں حضرات ''فنون سپہ گری'' کے استاد بھی تھے اور ''گھوڑ سواری'' جانتے تھے۔ میں تو فقط اپنی شادی والے دن ''گھوڑے'' پر بیٹھا ہوں!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿ بی اے، ایم اے ﴾

ایک انڈر گریجویٹ نے بیوی کے فوت ہو جانے پر اپنے نام کی تختی پر ''بی اے'' لکھ دیا۔ مطلب و مفہوم تھا: Bachelor-Again یعنی ''پھر کنوارہ''۔ دوبارہ شادی کی تو اس تختی سے بی اے مٹا کر ''ایم۔اے'' لکھوالیا۔ مراد تھی: Married Again یعنی دوبارہ ''شادی شدہ''۔

﴿ ایم ایس سی ﴾

ٹورانٹو جماعت کے ایک سرگرم اور بذلہ سنج صاحب پہلی مرتبہ پاکستان سے ٹورانٹو پہنچے تو تعارف وغیرہ کے سلسلہ میں مشن ہاؤس بھی آئے۔ دورانِ گفتگو جب ان کی تعلیم وغیرہ کا ذکر آیا تو موصوف نے مُسکراتے ہوئے بتایا کہ وہ خود انڈر میٹرک ہیں البتہ ان کی بیگم ''ایم۔ایس۔سی'' ہیں۔

جب پوچھا گیا کہ کس چیز میں۔ ایم ایس سی؟

تو موصوف کا جواب تھا: ''مدر آف سیون چلڈرن''

یعنی ان کی بیگم کی ایم ایس سی کی تخصیص تھی ''سات بچوں کی ماں!''

جہاد بالقرآن

تحریر:۔ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے فی زمانہ تلوار کے جہاد کو اسکی شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے اسے التوا میں ڈال دیا ہے۔ اور اس بات کی پیش خبری حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے دی تھی کہ مسیح موعودؑ آئے گا تو وہ یَضَعُ الحَربَ کا اعلان کر دے گا کہ اسکے زمانہ میں چونکہ دیگر مذاہب تلوار سے حملہ نہیں کریں گے بلکہ ہر قسم کی مذہبی آزادی دیں گے۔ اسلئے ان کے خلاف تلوار چلانے کی اجازت نہ ہوگی اسی طرح مذہبی آزادی دینے اور امن و امان قائم رکھنے والی حکومت میں رہتے ہوئے اسکے خلاف اور اسکے باشندوں کے خلاف مار دھاڑ کرنے کی اجازت اسلام بالکل نہیں دیتا۔ ایسا کرنے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اسلام تو امن ہی امن ہے اور امن پھیلانے کا دعویدار ہے۔لیکن **جاھدھم بہ جھاداً کبیرا** (فرقان: 53) قرآن کے ذریعہ ان سے بڑا جہادِ کبیر کا قرآنی حکم تو ہمیشہ کے لئے قابلِ عمل ہے۔

ہمارے رب نے ہماری جسمانی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہوا، پانی، روشنی اور طرح طرح کی سبزیاں اور پھل پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح ہماری روحانی ضروریات و رہنمائی کی خاطر اپنے رسولوں کے ذریعہ تورایت، زبور، انجیل کے بعد قرآن مجید نازل فرمایا اسکے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوارِ یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری رُوحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل رہنما ہے قرآنِ کریم ہے۔ جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصلہ کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے۔ جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزار ہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آبِ حیات ہماری زندگی کے لئے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی ایک عمدہ محک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔“ (ازالہ اوہام)

پھر قرآن مجید کسی مخصوص زمانہ یا قوم کے لئے نازل نہیں ہوا بلکہ ساری دنیا کے لئے اب ہمیشہ ہمیش کے لئے رہنما ہے اور اسکے لانے والے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمت العالمین کا خطاب دیا گیا ہے۔ اور تیرہویں صدی ہجری میں جب مسلمان قعر مذلت میں گر گئے تھے اور قرآن مجید پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں اسے ثریا ستارے پر پہنچا دیا تھا تو حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت سلمان فارسیؓ کی قوم کے ایک فرد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام گویا ثریا ستارے سے قرآن مجید واپس لائے اور اسکی برکت اور رسولِ مقبول ﷺ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر بھیجا تو آپ نے اعلان فرمایا ۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اسمیں مہیا نکلا
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

قرآن شریف معجزات سے بھرا ہوا ہے اس زمانہ میں اس کے اعجاز کا دعویٰ مسیح موعودؑ نے یوں پیش فرمایا ہے۔

”جاننا چاہیے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہلِ زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلّح سپاہیوں کی

طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق ودقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھیر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو جائے۔ کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے۔"(ازالہ اوہام صفحہ 155)

پھر یہ نرا دعویٰ ہی نہیں بلکہ آپ نے اسکی برکات حاصل کر کے اپنا وجود پیش فرمایا اور ساری دنیا کو دعوت دی کہ جو بھی قرآنی برکات کا زندہ نمونہ دیکھنا چاہتا ہے وہ میری صحبت میں آ کر دیکھے آپ نے اس نکتہ کی وضاحت خوب فرمائی:

"لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولا کریم سے ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اُترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مُنہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل انکو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذّت وِصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر اُن کے وجودوں کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو اُن کا عرق بجز حبّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا اُن سے ناواقف اور وہ دنیا سے دُور تر اور بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات اُن سے خارق عادت ہیں۔ اُن پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ اُنہی پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ وہ جب دعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سُنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ اُن سے پیار کرتا ہے۔ اور ان کے درودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی وجسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر ایک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ اُن کا ہے۔ یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔"

(سرمہ چشمہ آریہ صفحہ ۲۴۔ ۳۱ حاشیہ)

پھر بیسویں صدی کے یورپین اور بالخصوص جرمن فلاسفروں نے ہزار ہاقسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا کردیئے جن کی مدد سے عقلی حملے اسلام پر کئے جارہے ہیں مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانْ مِنْ شَيءٍ اِلّا عِنْدنا خزائِنه ومانزّله۔ بقدر معلوم ہمارے پاس ہر قسم کے خزانے موجود ہیں مگر بقدر ضرورت ہم ان کو اتارتے ہیں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

"اب مخالفانہ حملے جو نئے فلسفہ کی طرف سے ہوئے تو ان معارف کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا اور ممکن نہیں تھا کہ بغیر اس کے کہ وہ معارف ظاہر ہوں اسلام تمام ادیان باطلہ پر فتح پا سکے کیونکہ سیفی فتح کچھ چیز نہیں اور چند روزہ اقبال کے دُور ہو جانے سے وہ فتح بھی معدوم ہو جاتی ہے۔ سچی و حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔ سو وہ یہ فتح ہے جو اب اسلام کو نصیب ہو رہی ہے۔ بلاشبہ یہ پیشگوئی اس زمانہ کے حق میں ہے۔ اور سلف صالح بھی ایسا ہی سمجھتے آئے ہیں۔ یہ زمانہ درحقیقت ایسا زمانہ ہے جو بالطبع تقاضا کر رہا ہے جو قرآن شریف ان تمام بطون کو ظاہر کرے جو اس کے اندر مخفی چلے آتے ہیں۔" (ازالہ اوہام)

قرآن مجید کے مخفی خزانوں میں سے وہ پیشگوئیاں بھی ہیں جو اس آخری زمانہ میں پوری ہونی تھیں جن کی غرض و غایت کو حضرت مسیح موعودؑ اپنی پہلی کتاب براہینِ احمدیہ میں یوں واضح فرماتے ہیں:

"پیشگوئیاں ان کا اصل منصب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس غرض سے ہے کہ تا وہ ان برکتوں کو جو اُن پر اور اُن کے متعلقین پر وارد ہونے کو ہیں قبل از وقوع بیان کر کے توجہ خاص حضرتِ احدیت پر یقین دلائیں۔ اور نیز وہ مخاطبات اور مکالمات جو حضرت احدیت کی طرف سے اُن کو ہوتے ہیں اُن کی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی اور یقینی حُجّت پیش کریں۔ اور ایسے انسان جن کو یہ سب برکات قدسیہ بکثرت عطا ہوتی ہیں اُن کی نسبت خدا کی قدرت اور حکمتِ قدیمہ کے قانون میں یہی قرار پایا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے سچّے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچّے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں اور حضرت احدیت سے غایت درجہ کا

اتصال اور دنیا و مافیہا سے غایت درجہ کا انقطاع رکھتے ہوں۔ایسے لوگ کبریتِ احمر کا حکم رکھتے ہیں“ (براہینِ احمدیہ صفحہ 323)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں پر ایک باب اپنی مشہور کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth میں باندھا ہے۔ قرآنی پیشگوئیوں پر عاجز نے تصویری چارٹوں کے ذریعہ قرآنی صداقت کو پیش کیا ہے۔جن کو دیکھنے والے قرآن مجید کو پڑھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی خدمت میں رسالہ Selected Verses of the Holy Quran پیش کیا جاتا ہے تو قرآن مجید کا مزید علم حاصل کرنے کے خواہشمند ہو جاتے ہیں اور قرآنی تعلیم کا عملی نمونہ وہ ہماری زندگیوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔جس کا ایک نمونہ ہماری گذشتہ سو سالہ تاریخ پیش کرتی ہے کہ کسی احمدی نے کبھی بھی Terrorist کا پارٹ Play نہیں کیا۔ ہمارا نظام یہ حکم دیتا ہے کہ جس ملک میں بھی ہم رہیں وہاں کے قانون کی پابندی کریں۔اب بھی پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے مگر مجال ہے کہ کسی احمدی نے پاکستان میں رہتے ہوئے اسکے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ظلم کو روکنے کے لئے قانون اپنے ہاتھ میں لیا ہو۔ پس اگر دنیا سے Terrorism کو ختم کرنا ہے اور دنیا کی پریشانی دور کرنی ہے تو قرآن مجید کی شاندار تعلیم کو پھیلانا ہو گا تا ساری دنیا اس پر عمل کر کے امن اور سلامتی کا منہ دیکھے۔ اور اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور پھر آپ کے ذریعہ دنیا کو امن و سلامتی کی دنیا بنانے کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکو پورا کرنے والوں میں شامل فرمائے آمین۔

”خدا کے بندوں سے ذاتی تعلق وہ ایمان پیدا کر دیتا ہے جو دنیا بھر کے دلائل نہیں کر سکتے“۔

خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق کی اہمیت کے بارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تحریر

(مولانا دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک عہد خلافت کا عظیم ترین کارنامہ یہ ہے کہ حضورؓ نے جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا اور اپنی ایمان افروز تقریروں اور پراثر تحریروں سے ہر احمدی کے قلب و دماغ میں راسخ کر دیا کہ خدائی حکم کے تحت خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق اور رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔چنانچہ فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ ۔جو لوگ اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتے ہیں ان سے ملتے رہا کرو۔پس ملاقات ضروری ہے۔اس قدر ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے جو لوگ ہمارے پاس نہیں آتے ان کے ایمان کا خطرہ ہے“۔

(منہاج الطالبین صفحہ ۹)

اس تعلق میں سیدنا مصلح موعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نور اللہ مرقدہ) نے ۲۵ر نومبر ۱۹۲۴ء کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ احمدی کے نام تحریر فرمایا:

”میری طبیعت میں شرم ہے اور مَیں لوگوں کو بار بار یہ نہیں کہہ سکتا کہ بغیر ذاتی تعلق کے روحانیت نہیں ملتی کیونکہ حیا کرتا ہوں کہ لوگ سمجھیں گے کہ اپنے لئے ایسا کہتا ہے۔حالانکہ یہ حق ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ خدا کے بندوں سے ذاتی تعلق وہ ایمان پیدا کر دیتا ہے جو دنیا بھر کے دلائل نہیں کر سکتے۔ دلائل خالی کج بحث بنا دیتے ہیں لیکن روحانیت ہی ہے جو مغز تک پہنچا دیتی ہے اور ٹھوکروں سے بچا دیتی ہے“۔

(بحوالہ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔نومبر ۱۹۶۸ء)

حاصلِ مطالعہ:

”مولانا ثناء اللہ امرتسری، علامہ اقبال، قاضی سید سلیمان منصورپوری، مولانا سید انور شاہ صاحب، مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی، مولانا عبدالواحد غزنوی، سید نصیر حسین صاحب دہلوی ...... ایسے بیسیوں بزرگ ہیں جنہوں نے قادیانیت کی مخالفت کی اور اپنی زندگی کے اہم مقاصد میں شامل کیا...... قادیانی جماعت ان تمام مخالفتوں کے علی الرغم بڑھتی چلی گئی اور آج (تک) مخالفت کے جتنے طوفان اٹھے ان کی لہریں تو آہستہ آہستہ دبتی ابھرتی رہیں لیکن یہ گروہ پھیلتا چلا گیا“......

...... ”کیا ایسی تحریک کو اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ ختم کیا جا سکتا ہے، کیا یورپ و ایشیا میں ایک پلین کے ساتھ کام کرنے والے ...... کو کہاوتوں کی پھبتیوں اور استہزاء کے قہقہوں سے دنیا بدر کیا جا سکتا ہے؟...... اس کے لئے جب تک وہ انداز اختیار نہ کیا جائے جس سے فکری اور عملی تقاضے پورے ہوں ہنگامہ خیزی کا نتیجہ وہی برآمد ہو گا جس پر مرزا صاحب کے الہام اِنِّی مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ صادق آئے گا“۔

(رسالہ ”المنبر“ ۱۰راگست ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰۔۱۱ کالم ۴ زیر عنوان ”ربوہ کی سیر“)

چھوٹی سی بات

ع گر تو برا نہ مانے!

میں اپنے انصار بھائیوں کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ بات کافی اہم بھی ہے اور میرے ساتھ میرے انصار بھائی بھی مجھ سے اتفاق کریں گے۔ وہ بات یہ ہے کہ ہم میں آج کل جرأت کا فقدان ہوتا جا رہا ہے۔ ہم بہت سی باتیں دیکھتے بھی ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ درست بھی نہیں لیکن اُن کی درستی کرانے کی ہم میں ہمت بھی نہیں۔ ہم میں اتنی جرأت نہیں کہ ہم کسی غلط بات کی درستی کرا سکیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رہنے دیں سب ٹھیک ہے۔ اور اسی ''سب ٹھیک ہے'' نے ہماری حالت کو دن بدن بگاڑ دیا ہے۔ اور ہم سب محسوس بھی کرتے ہیں کہ ہمیں اس غلط بات کی اصلاح اور درستی کی ضرورت ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی نے ''داروغہ'' مقرر کیا ہے جو ہم اس دردِ سر کو اپنے سر لے لیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ ہم کیوں خوامخواہ ''پنگا'' لیں اسی طرح چلنے دیں اور یوں ہم اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے سے گریز کرتے جا رہے ہیں۔

ایک مثال عرض کرتا ہوں ہم ہر نماز سے پہلے اذان سنتے ہیں۔ پھر نماز جب کھڑی ہو جاتی ہے تو ہم اقامت بھی سنتے ہیں۔ اذان دینے والا یا اقامت کہنے والا اشھدُ ان لا الہ الا اللہ میں واضح اور نمایاں طور پر ن کی آواز نکال رہا ہے حالانکہ صحیح تلفظ اَلَّا الٰہَ اِلَّا اللہ، یعنی ن کی آواز بالکل نہیں آنی چاہیئے۔ لیکن ہم سب سُن رہے ہیں اور امام الصلوۃ بھی آگے مصلّے پر کھڑے سُن رہے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے اس تلفّظ کی درستی کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

اسی طرح ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واضح طور پر توجہ دلائی ہے کہ امام جب تک نماز ختم کرتے وقت دائیں اور بائیں طرف پُوری طرح السلام علیکم ورحمۃ اللہ مکمل نہ کرلے، مقتدی حضرات جن کی ایک یا دو رکعت رہ گئی ہیں، وہ السلام علیکم۔۔۔ کے مکمل ہو جانے سے پہلے کھڑے ہو جانے کے مجاز نہیں۔ وجہ یہ کہ ہم مقتدی بائیں طرف السلام علیکم۔۔ کے مکمل ہونے تک امام کی اقتداء میں بیٹھے رہنے پر مجبور ہیں۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ امام نے دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد بائیں طرف ابھی السلام علیکم شروع ہی کیا ہے کہ اکثریت (مقتدی حضرات) فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں جو کسی طرح بھی درست نہیں۔ لیکن ہم روزانہ ہر نماز کے بعد یہ بات دیکھتے ہیں کہ مقتدی حضرات حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی تعمیل نہیں کر رہے ہیں اور ہم سب خاموش رہتے ہیں اور کبھی میں نے نہیں دیکھا کہ کسی صاحب نے اس بات کو دیکھکر بھی اسکی درستی کرانے کی طرف توجہ دی ہو۔

اس ضمن میں اور بھی کئی باتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اس مختصر نوٹ میں اتنا ہی کافی ہے۔ ہم اسکے علاوہ ایک اور بات میں بھی اپنا اعتبار کھو چکے ہیں۔ ہم پاکستانی بشمول احمدی احباب اپنے فنکشنز میں وقت کی پابندی کا قطعاً خیال نہیں کرتے۔ بالخصوص شادی کی دعوتوں میں ہمارا ریکارڈ ہے کہ ہم اپنی شادی کی تقریب کی کبھی بھی پروگرام پر لکھے گئے وقت کے مطابق شروع نہیں کر سکے۔ کبھی تو دولھے کا انتظار ہے اور کبھی دلہن کا۔ اور کبھی vip کا۔ ہم ذرا تو سوچیں کہ ہماری ساکھ کا چوراہے میں قتلِ عام ہو رہا ہے۔ خدا کرے ہم مغربی اقوام سے وقت کی پابندی کا سبق سیکھ لیں۔

(محمد سعید۔مونٹریال)

نماز کے آداب و احترام

نماز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری ہے۔ عام دنیوی افسر سے ملنا ہو تو انسان ہر طرح تیار ہو کر جاتا ہے اور اسکے عہدہ کا پوری طرح احترام کرتا ہے۔ لیکن اکثریت نمازیوں کی ایسی ہے جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ احترام نہیں کرتے جو خدا اور نماز کا حق ہے۔ نماز میں جب انسان کھڑا ہو تو اس کے لئے حسب ذیل آداب کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے:۔

(۱) بعض احباب جب ہاتھ باندھتے ہیں تو بالکل اوپر اور اپنے بازوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ عام طریق احترام نہیں بلکہ طریق احترام یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے قریب یا کچھ اونچے رکھنے چاہیں۔ سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر ہونا چاہیے تا کہ احترام بھی ہو اور انسان آرام و سکون سے کھڑا ہو سکے اور اسکی توجہ پوری طرح نماز میں ہو۔

(۲) نمازی جب کھڑے ہوتے ہیں تو پوری چُستی کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ کچھ نمازی ایک ٹانگ پر زیادہ زور دیتے ہیں اور کچھ اور حرکت میں ہوتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ بالکل سیدھا کھڑا ہونا چاہیے۔

(۳) جب رکوع میں جاتے ہیں تو اکثر نمازی اپنے گھٹنوں اور کہنیوں میں خم رکھتے اور کمر کو گول کیا ہوا ہوتا ہے اور نگاہیں پیروں پر ہوتی ہیں۔ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ گھٹنوں اور کہنیوں میں خم بالکل نہیں ہونا چاہیے بلکہ بالکل سیدھے ہوں اور سر اور پیٹھ ایک سیدھ میں ہوں اور نظریں سجدہ گاہ پر ہونی چاہئیں۔

(۴) یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض نمازی رکوع کرنے کے بعد پوری طرح کھڑا ہونے کی زحمت نہیں کرتے بلکہ تھوڑا کھڑے ہوتے ہیں یا پھر رکوع کے ساتھ ہی سجدہ میں چلے جاتے ہیں یہ درست نہیں بلکہ رکوع کے بعد پوری طرح کھڑا ہونا چاہیے اور سمع اللہ کی دعا اور اس کے جواب میں ربنا ولک الحمد۔۔۔۔۔۔ کہنے کے بعد سجدہ میں جانا چاہیے۔

(۵) نمازی رکوع کے بعد ہاتھوں کے بَل سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور بعض ہاتھوں کو فرش پر رگڑتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں جو احترام خداوندی کے خلاف ہے۔ بلکہ پہلے زمین پر گھٹنے ٹیکنے چاہئیں، پھر ہاتھ، بعد اس کے پیشانی اور ناک۔ ادب کا یہی تقاضہ ہے۔ بعض نمازی سجدہ کرکے اپنے بازوؤں کو فرش کے ساتھ لگا دیتے ہیں جو ٹھیک نہیں۔ حدیث شریف نے ایسی حرکت کو کتے کی بیٹھک سے تشبیہ دی ہے۔ سجدہ کی حالت میں دونوں بازو اور کہنیاں فرش سے اوپر ہونی چاہئیں۔ اکثر لوگ دعا بین السجدین نہیں پڑھتے۔

(۶) جب قاعدہ میں بیٹھا جاتا ہے تو اکثر نمازی مختلف طرح سے بیٹھتے ہیں۔ بعض دونوں پیروں کو کھڑا کر دیتے ہیں۔ بعض دونوں پیروں کو لیٹا دیتے ہیں اور بعض ایک پیر کو دوسرے کے اوپر رکھ لیتے ہیں۔ یہ طریق بھی درست نہیں۔ صحیح طریق یہ ہے کہ بائیں پیر کو لیٹایا جاتا ہے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھا جاتا ہے۔ جو کہ سنت رسولؐ ہے۔ (حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت مسند احمد کے صفحہ ۶/۳۱ پر بیان ہوئی ہے۔ اکثر حصہ حدیث مبارکہ کے حدیقہ الصالحین کے صفحہ ۲۶۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

﴿محمد عبدالماجد صدیقی۔ پیس ولیج﴾

انصار سے باتیں ۔ (مکتوب منظوم)

مجھے کچھ آج کرنی ہیں ذرا انصار سے باتیں
یہی ہوگی میری کوشش، کروں کچھ پیار سے باتیں
بُرا مت مانیئے ہرگز ۔ جو لہجہ تیز ہو جائے
نہ میٹھا کھائیں، میٹھے سے اگر پرہیز ہو جائے
ذرا سوچو، نہیں تم عمر تو اپنی گنوا بیٹھے ؟
جو باتیں یاد رکھنی ہیں، نہیں وہ تو بھلا بیٹھے ؟
تمہارے واسطے اس عمر میں غصّہ نہیں اچھا
بہت موٹا بہت کمزور بھی جُثّہ نہیں اچھا
جو کی ہیں نیکیاں، رکھا ہے کچھ ان کا حساب آخر
کہ ہونے کو ہے ختم اب زندگانی کا یہ باب آخر
جو باقی رہ گئے ہیں وہ غنیمت رات دن جانو
اگر انصار میں سے ہو تو اپنا فرض پہچانو
نہیں آسان بچنا ، فرض ہر تم کو نبھانا ہے
نہیں اب تک دیا جو قرض، وہ تم کو چکانا ہے
دھیاں آخر کرو گے کب ، نمازِ باجماعت کا
خیال آخر کرو گے کب ، خلیفہ کی اطاعت کا
کرو گے کس طرح بچوں کو اپنے دین پر مائل
جو خود کرتے نہیں اُس کام پر اولاد کو قائل
شُعائرِ دیں کے ہیں جو، ان کا کیا احساس ہے تم کو؟
نبی پاکؐ کی سُنّت کا بھی کچھ پاس ہے تم کو
سنبھل جاؤ جو پہلے اس سے رخصت کی گھڑی آئے
نہ دیکھیں آزمائش اور بھی اس سے کڑی آئے
کرو جو بات بھی ، پیدا ذرا اس میں اثر کرنا
جو باقی زندگی ہے، اس کو تقویٰ سے بسر کرنا
اب آخر میں میری یہ آپ بھائیوں کو نصیحت ہے
ضروری سب سے بڑھ کر کام اب کرنا "وصیّت" ہے

انجنیئر مبشر خورشید نارتھ یارک

1000 Meter Race – under 45 years		
Prize	Name	Majlis
First	Jamal Abdul Nasir	Peace Village
Second	Naeem Ahmad	Montreal
Third	Munir Fazlani	Weston North

Team Competitions

	Paigham Risani	**Volleyball**
Prize	Majlis	Majlis
First	Vaughn	Peace Village
Second	Peace Village	Montreal
Third	Mississauga	Vaughn

Special Prizes

Prize	Name	Majlis
Food Preparation	Shaikh Khurshid Ahmad	Central Toronto
Ziafat	Mohammad Saleh Mangla Raja Mohammad Naeem Mian Mohammad Naeem	Peace Village
Photography	Shaikh Saleem Ullah	Richmond Hill
	Mahmud Chughtai	Weston South
Bait-ul-Ansar	Jamal Abdul Nasir	Peace Village
Audio/Video	Mian Mohammad Saleem Hamid Ahmad Hameedi	Peace Village
Banners	Mirza Masood Ahmad	North York

100 Meter Race – under 55 years		
Prize	Name	Majlis
First	Jamal Abdul Nasir	Peace Village
Second	Naeem Ahmad	Montreal
Third	Malik Abdul Basit	Peace Village

100 Meter Race – above 55 years		
Prize	Name	Majlis
First	Ch. Rashid Ahmad	Montreal
Second	Mahmood Ahmad Nasir	Weston South
Third	Malik Mohammad Fazal	Weston North

500 Meter Race – under 55 years		
Prize	Name	Majlis
First	Nazif Ahmad Chaudhry	Vaughn
Second	Ghalib Muhar	Montreal
Third	Naeem Khan	Toronto East

500 Meter Race – above 55 years		
Prize	Name	Majlis
First	Mahmood Ahmad Nasir	Weston South
Second	Malik Mohammad Fazal	Weston North
Third	Naeem Ahmad Chaudhry	Montreal

Essay Writing		
Prize	Name	Majlis
First	Malik Khalid Mahmood	Peace Village
Second	Dr Attaur Rahman	Weston South
Third	Mirza Hameed Ahmad	Peace Village

Religious & General Knowledge		
Prize	Name	Majlis
First	Munir-ul-Haq Shahid	Weston South
Second	Ghulam Ahmad Abid	Hamilton
Third	Abdul Hamid Hamidi	Peace Village
	Naeem Ahmad	Montreal

Mushaida Moaina		
Prize	Name	Majlis
First	Malik Khalid Mahmood	Peace Village
Second	Munir Fazlani	Weston North
Third	Abdul Karim Dogar	Malton

Musical Chair		
Prize	Name	Majlis
First	Malik Khaliq Dad	Peace Village
Second	Munir Abid Janjua	Peace Village
Third	Nazif Ahmad Chaudhry	Vaughn

List of the Prize Winners

Annual Ijtema Majlis Ansarullah Canada

September 21 & 22, 2002

The Best Majlis 2002 – Weston South - بہترین مجلس

Recitation of Holy Quran		
Prize	Name	Majlis
First	Mohammad Yaqoob Khan	Richmond Hill
Second	Mahmood Ahmad Nasir	Weston South
Third	Mohammad Ahmad Arshad	Montreal
	Majeed Ahmad Tariq	Weston North

Poem		
Prize	Name	Majlis
First	Mian Mohammad Naeem	Peace Village
Second	Jamil Ahmad Saeed	Brampton
	Nasir Ahmad Vance	Weston South
Third	Abdul Karim Dogar	Malton

Speech		
Prize	Name	Majlis
First	Mahmood Ahmad Nasir	Weston South
Second	Mian Mohammad Laeeq	Peace Village
Third	Mohammad Yaqoob Khan	Richmond Hill
Special	Zahid Naseer	Brampton

elder members, Mubarak Ahmad Ansari Sahib and Abdur Rahman Dehlvi Sahib.

Afterwards sports competitions continued till the Maghrib and Ish'a Prayers. Educational competitions started after the prayers.

Second Day

The day started with the Tahhajud and Fajr prayers.

Second Session of Majlis Shura:In this final session reports of the subcommittees were presented to the delegates.

After some amendments and discussion the proposals were accepted to be presented to Hazrat Khalifatul Masih IV for the approval.

Fourth Session

After the recitation of the Holy Quran and a poem, Col. Dildar Ahmad Sahib presented Darse Hadith.

Mubarik Ahmad Nazir Missionary Ottawa addressed on life of the Promised Messiah. He explained how difficult was the task of the Promised Messiah and how he always at peace with himself and people around him.

The work ethics of the Promised Messiah were like this that nothing would distract his concentration and he would take all hurdles in stride.

One another unique aspect of this Ijtema was that members were invited to give one extra ordinary example of acceptance of prayer, from their personal life, after they requested Khalifa of the time.

Final Session

The session started with the recitation of the Holy Quran. After the poem an interesting individual competition of Religious And General Knowledge was held.

Malik Kaleem Ahmad Sahib, Sadr Majlis Ansarullah Canada, addressed briefly on the life of Hazrat Musaab bin Ameer.
Amir Sahib distributed the prizes and congratulated organizers on the successful Ijtema.

With the silent prayers, led by the Amir Sahib, Ijtema concluded.

Hazrat Mirza Muzaffar Ahmad – A brief Life Sketch

He was grandson of Promised Messiah, born on February 28, 1913. After a prolonged illness he passed away on July 22, 2002. *Inna lillahi wa inna ilaihi raji'oon.*

He received his early education under the supervision of his great father, Hazrat Mirza Bashir Ahmad. Later he went to England for higher education. When he came back from England he joined the British Government of India. He served in various capacities and advanced to higher level in the Government of Pakistan. Once he served as Acting President of Pakistan during General Yahya Khan's visit to Iran.

After retirement he joined World Bank and moved to USA. In 1989 he was appointed as Amir Jama'at Ahmadiyya USA and served the Jama'at till his last breath. During this period USA Jama'at progressed with great speed and achieved many milestones. May Allah bless his soul with the choicest rewards and the highest status in the heaven. *Ameen*

17th Annual National Ijtema

Majlis Ansarullah Canada

September 21-22, 2002

Bai'tul Islam Mosque

Maple ON

This year's Ijtema was unique in many ways. By the grace of Almighty Allah it was such a great success that one elder of the Jama't said that it was equally beneficial for Khuddam-ul-Ahmadiyya and Lajna Imaillah.

First session of the *Majlis Shura*

It was held a day earlier on Friday September 20, 2002 after *Maghrib* and *Isha* prayers. Annual report and proposals were presented to the delegates. The session concluded with the formation of three sub-committees to discuss the proposals, including the budget for next year. Meetings of the sub-committees commenced after the dinner and continued for 2-3 hours.

First Session of the Ijtema

The first session was started exactly at 10 O'clock with the recitation of Holy Quran. After the Ansarullah Pledge and a poem, Maulana Nasim Mahdi Sahib Amir & Missionary Incharge Canada addressed the audience.

Amir Sahib reminded Ansar brothers that "Belief in Day of Judgement" is an important article of faith. It is very essential that everyone should always keep this in mind that our mundane affairs will never finish and we should prepare for the life hereafter.

This worldly life is just for few years but the hereafter will be forever. If we prefer this world on the hereafter then we definitely will be losers.

Next speech was on the topic of "Holy Prophet - the most grateful servant". Malik Lal Khan Sahib Naib Amir II discussed this very important aspect of the life of the Holy Prophet ﷺ. He stressed that we all should follow the exemplary life the Holy Prophet ﷺ and always be grateful to uncountable blessings of the Allah the Almighty.

Mirza Mohammad Afzal Sahib Missionary Mississauga addressed the audience on life history of one companion of the Holy Prophet ﷺ, Hazrat Saad bin Abi Waqas رضي الله عنه. Hazrat Saad رضي الله عنه was one the ten companions who were given the glad tidings of the heaven in this world by Holy Prophet ﷺ himself.

Afterwards competitions of Mushaida wa Moaina and Paigham Risani were held.

Second Session:

After the Zuhur and Asr prayers this session started with the recitation of Holy Quran. Dr Nasir Ahmad Parvazi Sahib addressed on the modesty of the companions of the Promised Messiah عليه السلام. His interesting speech consisted of his personal encounters with three companions.

"Meet the Elders" was another very interesting portion of the programme that provided ansar brothers to listen to two of our

Water or Coke?

(Anonymous)

WATER

1. 75% of North Americans are chronically dehydrated.

2. In 37% of Americans, the thirst mechanism is so weak that it is often mistaken for hunger.

3. Even MILD dehydration will slow down one's metabolism as much as 3%.

4. One glass of water will shut down midnight hunger pangs for almost 100% of the dieters studied in a U-Washington study.

5. Lack of water, the #1 trigger of daytime fatigue.

6. Preliminary research indicates that 8-10 glasses of water a day could significantly ease back and joint pain for up to 80% of sufferers.

7. A mere 2% drop in body water can trigger fuzzy short-term memory, trouble with basic math, and difficulty focusing on the computer screen or on a printed page.

8. Drinking 5 glasses of water daily decreases the risk of colon cancer by 45%, plus it can slash the risk of breast cancer by 79%, and one is 50% less likely to develop bladder cancer.

COKE

1. In many states (in the USA) the highway patrol carries two gallons of Coke in the trunk to remove blood from the highway after a car accident.

2. You can put a T-bone steak in a bowl of coke and it will be gone in two days.
3. To clean a toilet: Pour a can of Coca-Cola into the toilet bowl and let the "real thing" sit for one hour, then flush clean. The citric acid in Coke removes stains from vitreous china.

4. To remove rust spots from chrome car bumpers: Rub the bumper with a rumpled-up piece of Reynolds Wrap aluminium foil dipped in Coca-Cola.

5. To clean corrosion from car battery terminals: Pour a can of Coca-Cola over the terminals to bubble away the corrosion.

6. To loosen a rusted bolt: Applying a cloth soaked in Coca-Cola to the rusted bolt for several minutes.
7. To remove grease from clothes: Empty a can of coke into a load of greasy clothes, add detergent, and run through a regular cycle. The Coca-Cola will help loosen grease stains. It will also clean road haze from your windshield.

For Your Information

1. The active ingredient in Coke is phosphoric acid. Its pH is 2.8. It will dissolve a nail in about 4 days. Phosphoric acid also leaches calcium from bones and is a major contributor to the rising increase in osteoporosis.

2. To carry Coca-Cola syrup (the concentrate) the commercial truck must use the hazardous material place cards reserved for highly corrosive materials.

3. The distributors of Coca-Cola have been using it to clean the engines of their trucks for about 20 years!

Now the question is, would you like a glass of water or Coke?

circulation, reduce stress, and help you maintain a positive mental attitude.

Gradually build up your activity according to your doctor's recommendation

Brisk walking is terrific exercise. Walking 3 days a week for 30 minutes (or 15 min. in the morning and evening) is good for your heart. 4-6 times a week is GREAT! Be sure to talk to your doctor before starting any new exercise program.

Check your pulse at rest, and during and after exercise. Your pulse should not increase more than 20 beats above your resting heart rate.

While exercising, you should always be able to carry on a conversation. You should not be gasping or out of breath. If that happens consult your doctor.

Recovery also is quicker for patients who were active before their heart attack. Before leaving the hospital, you will be monitored to make sure you can function with limited physical activity. When you return to visit your doctor (anywhere from one week to six weeks after you return home), you will likely be given another stress test to ensure your safe return to normal physical activity.

Finally, following a heart attack, some patients may suffer from depression or experience psychological difficulties related to anxiety or anger.

Anxiety, depression or a combination of both can accompany a heart attack. Because physicians can sometimes overlook it, family members should be especially careful to watch for signs of excessive worry and/or depression.

Often heart attack patients feel that a part of them has died and they are mourning both its loss and the loss of their former life. People often expect their lives to be changed immeasurably – and for the worse – after a heart attack. Not knowing what to expect can create anxiety.

Rehabilitation programs offer help in these areas, providing support and counselling for those who may need it.

Although having a heart attack can be a frightening experience, most people can return to their normal activities.

New Treatments and Research:

The outlook for coronary patients today is remarkably better than in the past, and new breakthroughs in cardiovascular science may improve it even more.

Currently over 100 new medicines are being developed in laboratories around the world.
In Canada, there are 35 new cardiovascular drugs under development.

Active areas of research in heart disease include gene therapy, cardiovascular development, vascular biology, medicine and drugs to prevent thrombosis.

Gene therapy: researchers are trying to find the genes responsible for growth in the heart in order to stimulate the production of normal tissue.

A surgical procedure called *coronary angioplasty* can also be used to treat people who have had a heart attack. This procedure helps to open narrowed coronary arteries, decreasing the likelihood or further damage to the heart.

After a heart attack, two or three days of bed rest is necessary, but staying bedridden too long can prevent the heart from regaining strength and tends to worsen natural feelings of nervousness or depression.

Most people are able to walk a few steps on the third day, but should be careful about straining and lifting heavy objects for a few months. Drug therapy with Aspirin or an anti-blood clotting agent is commonly given to prevent the blood from clotting.

Other drugs called *beta-blockers* or *ACE inhibitors* may also be prescribed. These medications help reduce the heart's workload and allow easier blood flow from the heart.

Cardiac rehabilitation. Many hospitals that perform bypass surgery have cardiac rehabilitation programs or can refer you to a conveniently located program. As part of cardiac rehabilitation, patients treated with bypass surgery usually attend monitored exercise programs.
This is especially important for high-risk patients and those who have other diseases.

Even after having resumed full strength (determined by stress tests at your doctor's office), you and your family members often feel hesitant to resume physical activities. There is no reason not to resume normal activities over time.

After two months to four months, most heart attack patients can return to their jobs. Some people can return to work in less time. Job-related stress, however, must be considered when returning to work.

Lifestyle Changes include following an exercise program (under the supervision of a doctor), quitting smoking, and participating in a diet program (in consultation with a dietician).

Diet. Heart attack patients must restrict their fat and cholesterol consumption. People with high blood pressure must restrict salt, and people with diabetes must monitor sugar intake. Your physician can recommend a book that defines heart-healthy dietary guidelines, or provide you with a list of items to avoid. Some doctors refer patients to a nutritionist for dietary counselling.

Above all, saturated fats from meats and dairy products should be limited. More fruits and vegetables should be added to your diet.
Making small changes in your diet will help you make healthy eating a life-long habit

While dietary changes are difficult to initiate, you can adjust well to your new diet and learn to enjoy healthier eating.

Food Choices
Moderate size portions
Less fat in cooking and in foods

Family members should support you in all aspects of your new habits. Studies show that family support can help heart disease patients achieve and maintain a healthy lifestyle, and thereby reduce future, recurrent heart attack risk. This is especially true with smokers.

Exercise. Exercise and increased physical activity is important in recovering from a heart attack. Studies show a sedentary lifestyle contributes to heart disease. *Activity* - Exercise will strengthen you heart muscle, make you feel more energetic, improve your

are harmless while other types can cause serious problems, even death.

Heart attack that strikes a large part of the heart may make it stop beating, cardiac arrest, and trigger electrical activity that causes uncoordinated vibrations of the lower heart chambers. It is called *ventricular fibrillation*, and can lead to death in about five minutes.

The left ventricle, the main pumping chamber of the heart, quivers uselessly instead of delivering blood to the body. The electric pulse that regulates the heartbeat doesn't reach the ventricle properly, because of dead cells in the way.

These vibrations, ventricular fibrillation, can often be corrected by electrical shock, defibrillation, applied by professionals using electric paddles.

Not all heart attacks are this severe. In fact, some heart attacks go unnoticed or are shrugged off as heartburn or angina.

Distinguishing a heart attack from heartburn is not as easy as one might think. Antacids and belching can actually relieve heart attack pain, though it usually returns quickly.

It is important to use your discretion and common sense: if the discomfort feels worse or different than usual, consult your doctor.

Prevention of Heart Attack

The first step in heart attack prevention is identifying risk factors that can increase the risk for heart attacks, but they're also factors that can be modified or reduced.

Risk Factors that can be reduced:
There are five main controllable factors that increase risk of a heart attack:

- Smoking
- High blood pressure
- High blood cholesterol
- Lack of physical activity
- Stress

In addition, there are three factors over which we have no control:

- Age
- Gender
- Heredity

If someone smokes, they should consider quitting. It also helps to be physically active and incorporate regular exercise into a daily routine.

Exercising will help with weight reduction and will lower cholesterol and the risk for heart attack. People can also watch their diet and consult a nutritionist or dietician for advice about healthy foods that can help to lower cholesterol.

People can talk to their doctor about personal risk factors and how they can make lifestyle changes to reduce the chances of a heart attack.

How to Survive an Heart Attack?

If someone experiences symptoms that might be a heart attack, they should call an ambulance right away. A variety of effective treatments, including thrombolytic, clot-busting, drugs are available, but these must be given quickly in order to be effective. Half of deaths due to heart attack occur within 3 to 4 hours of the beginning of the symptoms.

Reaching the hospital as quickly as possible will increase the chance of survival.

A range of drugs is usually given to reduce the heart's workload, to dissolve the clot, and to prevent further clotting. An oxygen mask increases the level of oxygen in the blood.

creating more work for the heart. To do more work the heart requires more blood.

A partially blocked artery will not allow the extra blood flow needed by the heart in this situation. When any working muscle is deprived of its blood supply it develops a cramp-like pain. This pain in the heart is called **angina.**

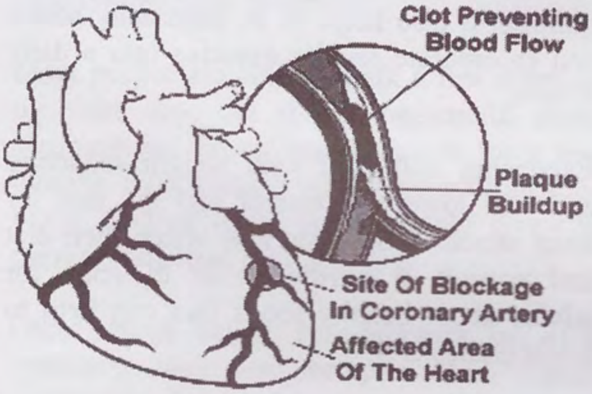

Angina quickly subsides after the precipitating activity is stopped. Since the heart no longer has to work hard, the reduced blood supply is again adequate for the heart. For example, walking up the stairs may cause angina, but upon resting the pain subsides within a few minutes.

Some activities that can precipitate angina are:

- Walking up a hill
- Walking against the wind
- Running for a bus or airplane (especially associated with anxiety from being late)
- A brisk walk soon after eating
- Unaccustomed exertion
- Emotional distress such as bad news, rage, or a scare
- Overwhelming excitement such as watching sports on TV

Signs and Symptoms of a Heart Attack

Common Symptoms:
About two-thirds of heart attack victims feel some symptoms in the days leading up to the event. The most common symptom is ***angina*** (chest pain). Angina is likely to get worse or more frequent as the heart attack approaches.

If someone has angina, they may have difficulty distinguishing angina symptoms from heart attack pain. Heart attack symptoms are usually much more severe and longer lasting (more than 20 minutes) than angina.

Not every symptom occurs in every heart attack. Although sharp stabbing chest pain, can be sign of a heart attack, it usually is not.

Typical symptoms include chest tightness, burning or pressure. Often this discomfort is also felt in the left shoulder, left arm and hand, and sometimes in the neck and/or jaw. Other symptoms include nausea, vomiting, sweating, dizziness, and skin that is cold to the touch.

Sometimes symptoms are not typical, and include shortness of breath and extreme fatigue.

Complications of Heart Attack

Many people assume that a heart attack is dangerous because it can stop the heart, but this hardly ever happens.

There's always some healthy heart tissue that keeps beating, but it may not beat in a co-ordinated manner capable of pumping enough blood.

Almost everyone who suffers a heart attack experiences *arrhythmias* (irregular heartbeats). Some of these irregular heartbeats

A network of nerve fibres coordinates the contraction and relaxation of the heart muscle tissues to obtain an efficient, wave-like pumping action of the heart.

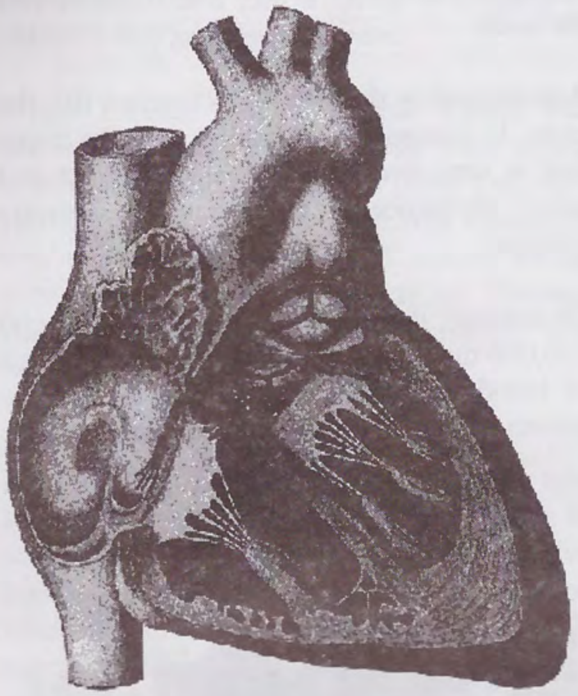

This pumping action requires oxygen, which is carried in the blood by specialized red blood cells. Three blood vessels, called the coronary arteries, supply the heart with blood and oxygen.

How the Heart Disease starts?

Over time, plaques made of cholesterol and other substances can develop in these arteries and partially block the flow of blood. Occasionally, the surface of one of these plaques can burst or rupture. When this happens, a blood clot may form on top of the plaque, further blocking blood flow in the artery.

If a blood clot becomes large enough, it can completely block the flow of blood through the coronary artery. This makes the heart muscle **ischemic**, meaning it is not receiving enough oxygen to survive.

What is a Heart Attack?

Ischemia of the heart muscle can produce chest pains and other related symptoms. **If the muscle in the heart is deprived of oxygen for 30 minutes or more, it begins to die.** The longer the blockage deprives the heart muscle of blood-borne oxygen, the more heart muscle dies. This complete blockage of a coronary artery leading to death of the heart muscle is called a heart attack.

Rarely, a sudden spasm stops blood flow through an apparently healthy coronary artery, causing a heart attack. This is sometimes linked to drug abuse, but more often there's no identifiable cause.

Damage to the heart may be slight, with little impact in the ability of the heart to function. A "massive" heart attack significantly reduces the ability of the heart muscle to pump. It may also effect the functioning of the valves in the heart.

Chest Pain/Angina

Quite often, before a heart attack occurs, the narrowing of the coronary arteries reduces the supply of blood feeding the heart during periods of increased need, such as when a person is exercising. When this happens, the heart sends a painful message *(angina pectoris)* that it needs more blood to work properly.

Attacks can be precipitated by exertion, exposure to cold, or stress; i.e. anything that increases the workload of the heart.

The coronary arteries, even with a 75% blockage, can supply the heart with enough oxygen and nutrients while at rest. However, during physical activity or stress, the heart rate may increase to over 200 beats per minute. Blood pressure also increases,

Heart Attack-a Simple Guide

Dr. Sajid Ahmad

(This article is written at the suggestion of Mahmood Ahmad Rajput Sahib)

Before 1900, very few people died of heart disease. Since then, heart disease has become the number one killer in the North America. The age of technology has made life easier and people are more prone to heart disease. Before the Industrial Revolution, most people made their living through some sort of manual labour. Walking was the major means of transportation. Laundry was scrubbed and wrung by hand. Stairs were climbed, carpets were beat, and butter was churned.

With the arrival of automation, life became less strenuous. Most manual labour was either replaced or assisted by machinery. Cars, washing machines, elevators, and vacuum cleaners became common. Modern conveniences have made physical activity less required.

Along with the change in lifestyle came a change in diet. Machines were built to homogenize milk, process cheese, churn butter, and make ice cream. Previously, such high-fat treats had to be made by hand. Fried foods, like chips, burgers, fried chicken and French fries, became staples in many diets.

The combination of a sedentary lifestyle and a rich diet led to an increase in clogged blood vessels, heart attacks, and strokes. Heart disease became commonplace. The rate of heart disease increased so sharply between the 1940 and 1967 that the World Health Organization called it the world's most serious epidemic.

What is the heart?

It is one of the largest muscles, very complex and highly specialized in nature, yet the most simplest in function and the most important organ. It constantly pumps blood throughout the body.

Approximately the size of a clenched fist, the heart is composed of cardiac muscle tissue that is very strong and able to contract and relax rhythmically throughout a person's lifetime.

On average, it "beats" (expands and contracts) 100,000 times a day, pumps about 8,000 litres of blood. In a 70-year lifetime, an average human heart beats more than 2.5 billion times.

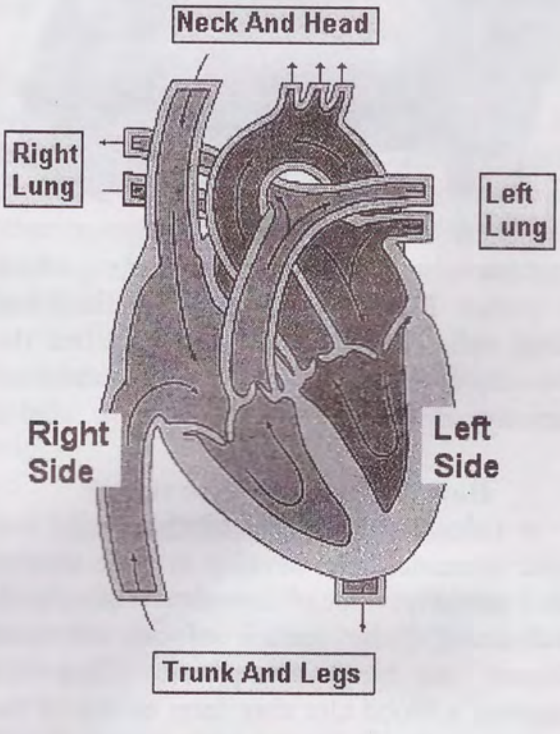

The heart is actually two pumps in one. The right side receives oxygen-poor blood from the various regions of the body and delivers it to the lungs. In the lungs, oxygen is absorbed in the blood. The left side of the heart receives the oxygen-rich blood from the lungs and delivers it to the rest of the body.

After a siege of a few days, one night Hazrat Khalid Bin Walid found out that most of the residents were sleeping drunk after having a party at the birth of the chief priest's son. Hazrat Khalid Bin Walid took advantage of this situation and sent a group of soldiers to enter the city and open the gate.

When Thomas found out that Khalid had entered the city, he immediately went to the opposite gate and concluded a peace pact with Hazrat Abu Obaida. Hazrat Abu Obaida was unaware of the Muslim armies taking over. In spite of this treachery of Thomas, Hazrat Khalid Bin Walid honoured this pact.

After the take over of Damascus was complete, Hazrat Khalid Bin Walid told Hazrat Abu Obaida that "I am going to write a letter to Hazrat Abu Bakr," to give him the means of this victory, Hazrat Abu Obaida told him that Hazrat Abu Bakr has passed away and Hazrat Omar is the new Caliph.

He also told about the letter he has received from Hazrat Omar during the campaign. Hazrat Omar in this letter has appointed Hazrat Abu Obaida as the commander in chief of the Muslim army. Hazrat Khalid Bin Walid relinquished his position as a commander in chief immediately and started working as a common soldier.

Hazrat Abu Obaida sent Hazrat Abdullah Bin Jaffer to AbulQuds. It was a town near Damascus where the enemy started regrouping. Hazrat Abdullah met an unexpected great number of enemies. The enemy besieged Hazrat Abdullah's army.

When Hazrat Abu Obaida received this news, he reluctantly approached Khalid Bin Walid and asked him to go and help Abdullah. Hazrat Khalid Bin Walid, feeling the hesitant tone of Hazrat Abu Obaida, said,

"O Commander in chief of the Muslim army, you are one of the first and foremost companion of the Holy Prophet, a great General Master of the defensive skills, one of the ten who have been given a good tiding of the Heaven in their life, I have great respect for you and the caliph has appointed you, my commander.
By God if the Caliph has appointed a small child as my commander I would have shown my full co-operation and obedience to him. I have devoted my life to serve this true religion."

Praise be to Allah, this was the 'Sword of Allah'. Hazrat Khalid Bin Walid; that Sword of Allah, which cut down thousands of the non-believers, to which the non-believers neither could defeat or break, but this sword always bestowed down to the wishes of the Caliph of the time and his appointed Amir.

Thousands of blessings and peace upon you, O, Sword of Allah, you have set an excellent example of obedience for us.

May Allah the Almighty make us remain faithful to Khilafat. Ameen

Bin Walid successfully carried each one of these engagements.

Battle of *Yamama:* The Greatest of these battles was the Battle of *Yamama*. That was against Musailma, "the liar", who has amassed an army of forty thousand soldiers. Hazrat Khalid Bind Walid had only thirteen thousand soldiers. Musailma "the liar" was killed along with twenty one thousand of his soldiers. The Muslim army last only twelve hundred.

Then Hazrat Abu Bakr Sadeeq send Khalid Bin Walid as commander in chief of the Muslim Army to defend the borders with *Bahrain* and Iraq, which was a very important province of the Persian Empire. King Hurmaz was ruling it under the Persian Emperor.

Battle of Chains: Hurmaz prepared a great force to defeat the Muslim army. The Persian soldiers were so determined to fight that they chained themselves with each other that no one can run away from the battlefield. That's why this battle is called the Battle of Chains.

The Muslim army defeated the Persian army. Hurmaz was killed along with thousands of soldiers. The Muslim army under the command of Hazrat Khalid Bin Walid fought nine battles with Persian armies and defeated them in all of the battles.

The Persians were so scared of the Muslim armies that whenever they heard the Muslim army is heading towards them, they would run away saying, "The giants have come, the giants have come."

Hazrat Abu Bakr was very pleased with Khalid Bin Walid's performance. Once he gave a Friday sermon in the Prophet's Mosque, while thanking Allah, and praising the Muslim armies for the victories. He said, "The Quraish Mothers will never give birth to anyone as brave as Khalid."
On the other side the Roman Empire has started building up the armies on Syrian borders.

Hazrat Abu Bakr sent an army of twenty eight thousand men under the command of four commanders, equally divided. Two of these commanders were the famous Muslim generals *Hazrat Abu Obaida Bin-al-Jirah*, and *Amr Bin-al-Aas*.

When the Roman Emperor Hercules heard of the Muslim armies marching towards Syria, he prepared an army of one hundred thousand strong people and proceeded to Syria to meet the Muslim forces.

As this news reached Medina, Hazrat Abu Bakr said, "By God, I will send Khalid to destroy the Romans and their evil cohorts." Hazrat Abu Bakr ordered Khalid to take half of his armies from Iraq and proceed to Syria to take over the command of Muslim armies. Hazrat Khalid Bin Walid headed to Syria with nine thousand men.

Hazrat Khalid Bin Walid defeated the Roman armies at ***Busra*** and ***Ajnadin***. At the Battle of ***Ajnadin***, the Romans were completely routed. They left fifty thousand of their men and their commander in chief dead in the battlefield. The Muslim army lost only four hundred men.

The Siege of Damascus: Hazrat Khalid Bin Walid went ahead and besieged Damascus. He divided his army in four divisions and spread it all around the city under four commanders. Thomas, the son in law of King Hercules, was the commander of the besieged army.

Khalid Bin Walid

An Excellent Example of Obedience to Khilafat

Syed Muhammad Ahmad Shah Sahib

Hazrat Khalid Bin Walid accepted Islam at the blessed hands of the Holy Prophet in 8th of Hijra. A few months after accepting Islam he had chance to participate in the battle of Muta.

Battle of Mota : The Holy Prophet sent an army of three thousand under the command of Hazrat Zaid Bin Harisa to punish the Syrian Christians for their aggression at the borders. Syria at that time was under Roman Empire.

When the Muslims army reached the Syrian border, they found out that the enemy has amassed a huge army of one hundred thousands. The Muslim army, in spite of this imbalance of strength, decided to engage the enemy. On the very first day of the battle Hazrat Zaid Bin Harisa and in quick succession Hazrat Jaffer and Abdullah Bin Rawah were martyred and the command of the Muslim army fell on the shoulder of Hazrat Khalid Bin Walid, a recent convert.

Hazrat Khalid Bin Walid led this army for the rest of the day. They say that Hazrat Khalid Bin Walid fought that day so gallantly that he broke nine swords. The armies retreated for the night and were ready to engage the next morning.

Next day Hazrat Khalid Bin Walid arranged his army for the battle in such a way that he brought the soldier from the back to front and from the front to back. When the enemy came close it stopped, because they saw a new army replaced the whole army in front. They thought that Muslim have received another great army to help them.

As the enemy hesitated, Hazrat Khalid Bin Walid was able to retreat his army safely. As they crossed the border to Arabia, Muslims have lost only five people and they were killed before Khalid Bin Walid took over the command. This was the first great service of this great General to Islam because many of these companions of the Holy Prophet became great Generals of the Islamic Army, which realized the glory of Islam.

When the Holy Prophet heard about this great feat of Hazrat Khalid Bin Walid, he gave him the title of سيف الله -Saifullah, "The Sword of Allah".

After Battle of Muta, Hazrat Khalid Bin Walid took part and played a very important role in all the battles during the lifetime of the Holy Prophet. A few months before his demise, the Holy Prophet sent an army of four thousand soldiers to *Najran* under the command of Hazrat Khalid bin Walid. There, Hazrat Khalid Bin Walid met a large tribe of *Banu Harisa* and gave them message of Islam so convincingly, that the whole tribe decided to accept Islam. The Holy Prophet was very much pleased with Hazrat Khalid Bin Walid when he received this good news.

After the death of the Holy Prophet, Hazrat Abu Bakr was chosen as the first Caliph of Islam. Many of the newly converted tribes became apostate and rebelled against the Muslims.

Hazrat Abu Bakr Sadeeq appointed Hazrat Khalid Bin Walid the commander of many of these military engagements. Hazrat Khalid

of undesirable emotions is not an easy task. Blessed are they who succeed. There are people who are deemed by others to rank among the spiritual elite yet when provoked are quick to display impatience and anger, much to the bewilderment of their admirers.

The purpose of this article is to focus attention on the immense charm and value of the tranquil mind and to arouse the enthusiasm and aspiration of the reader to develop such a state of mind within himself; then to present some practical guide lines to help him on this enthralling journey to unclimbed heights of mental and spiritual development.

In order to avoid harm and succumbing to temptation, it is a great asset to be able to recognize early danger signals and then take the required precautions and safeguards. The gathering of dark clouds in the sky signals the approach of a storm. The traveler will look for shelter, the housewife will gather her washing from the line and the Shepard will round up his flock. They all recognize the signs of an impending storm and prepare for the coming deluge.

It is extremely important that the person who is striving to develop the tranquil spirit be alert to every condition and occasion, which is liable to cause him to act in a manner contrary and destructive to that spirit. He should be thoroughly acquainted with those daily events of life, which may cause him to stumble; and taking heed of their warning signals, prepare himself from falling.

If this procedure is given earnest attention and adopted with enthusiasm, it will prove of immense value in meeting the multifarious circumstances of life in a calm and serene manner, which is the essence of the tranquil spirit.

Absence of self-control opens the floodgates for the onrush of impatience, irritability, unrest, abuse, resentment, sarcasm, bitterness and a host of other negative traits, all of which are the destroyers of tranquility. They must be conquered.

A list of some everyday occurrences, which are liable to cause a person to express irritation, now follows. Each one is a warning signal. They should be impressed upon the mind so that they may be recognized immediately as they appear, whereupon immediate mental defensive action should be taken. Each one should be welcomed as a challenge and as an opportunity for developing self-control. Gradually all kinds of disturbing influences will be mastered and composure will reign supreme.

A Brief History Of Medicine

(Patient has an earache.)

Treatment through the ages:
2000 B.C. - Here, eat this root.
1000 A.D. - That root is heathen, say this prayer.
1850 A.D. - That prayer is superstition, drink this potion.
1920 A.D. - That potion is snake oil, swallow this pill.
1960 A.D. - That pill is ineffective, take this antibiotic.
2002 A.D. - That antibiotic is artificial. Here, eat this root!

4. **Pilgrimage** to The House of Allah ***(Ka'ba)***
5. To pay **Zakaat**.

It is the **duty of parents** to teach and train their children in the above-mentioned beliefs. They should be taught with great care, love, and kindness.

No one should ever be careless in this matter. Though sometimes the parents have to be a little bit hard with their children, they should always go on praying for the welfare of their children, because the parents prayers are the real source of their children's training.

Parents' hard work without prayers cannot bear the right fruit. While training their children, the parents should always keep this saying of the Holy Prophet in mind that,

اکرموا اولاد کم

"Always respect your children."

Most Valuable Commodity

(Anonymous)

There is a bank that credits your account each morning with **$86,400.**

It carries over no balance from day to day.

Every evening deletes whatever part of the balance you failed to use during the day.

What would you do? Draw out *ALL OF IT*, of course!!!!

Each of us has such a bank. Its name is *TIME*.

- Every morning, it credits you with 86,400 seconds.
- Every night it writes off, as lost, whatever of this you have failed to invest to good purpose.
- It carries over no balance.
- It allows no overdraft.

Each day it opens a new account for you.

Each night it burns the remains of the day.

If you fail to use the day's deposits, the loss is yours.

- There is no going back.
- There is no drawing against the "tomorrow."
- You must live in the present on today's deposits.

Invest it so as to get from it the utmost in health, happiness, and success!

The clock is ticking. Make the most of today.

And remember time waits for no one.

- ***Yesterday is history.***
- ***Tomorrow is a mystery.***
- ***Today is a gift.*** *(That's why it's called the Present!!!)*

7. We will have a day, after our death, when all the dead would be resurrected and will be asked about their deeds committed in this life. Those people who follow Allah and His Messenger's commandments will enter Heaven, but those who associated partners with God, committed atrocities, or created disorder in this world and spent life of sin would be thrown in Hell. The punishment of Hell would be temporary while the reward of Heaven would be permanent and would never end.

8. Our God is a living God. He still sees, hears and talks as he used to do in the past. He still listens to one who prays to Him and accepts his prayer. He always reveals His word to His true servants and He still is revealing His word to His servants. He appointed the Promised Messiah for the guidance of the people of this age and He manifested His powers and blessings through the Promised Messiah.

9. It is also essential to believe in the destiny or will of Allah. Destiny means that Allah has created balance in good and bad in this world. His one destiny is in the form of the Law of Nature, which affects the believers and non-believers equally, but one destiny is reserved for His true servants. The usual Law of Nature is that the powerful always wins over the weak and the majority over the minority. But that special destiny is the destiny of Allah, which made apparently weak Moses to defeat a very powerful Pharaoh and our Prophet ﷺ succeeded to take over all of Arabia. This special destiny of Allah always appears in favour of the prophets.

10. Jesus was a true and honoured prophet of God. He appeared as a prophet to guide the Israelites before the appearance of the Holy Prophet ﷺ. He was born without the agency of a father. He fulfilled the mandate of his prophet hood and died like all other prophets. Neither has he risen to Heaven nor will he descend from Heaven.
The good tidings of the Messiah, Son of Mary's second advent, we find, means only an advent of a person like him. It does not mean at all that the same Jesus of Nazareth will come, who passed away from this world forever according to the Holy Quran.

<u>Five Pillars of Islam:</u>

One who makes the declaration, that there is none worthy of worship but Allah and Muhammad ﷺ is His Messenger, is a Muslim.

He should be taught the above-mentioned beliefs. It is also essential for a Muslim to do the righteous deeds. This is the only way to achieve the pleasure of Allah.

The most important deeds, which are the basis of the Islamic Teachings, are called the Pillars of Islam and they are as follows:

1. ***Kalama Shahada*** – The words of this Kalama are:
   That one should make an open declaration while believing in its contents wholeheartedly that –
   "I bear witness that no one is worthy of worship but Allah, and no one is His associate and I bear witness that Muhammad ﷺ is His servant and Messenger."

2. To **observe the five daily prayers** at their proper times.

3. **Fasting** in the month of **Ramadhan**.

Tranquil Spirit

Late B. A. Orchard

Peace of mind is an inner condition for which many yearns but few attain. Most people who are subjected to provocation manifest unrest and frustration to a lesser or greater extent.

True peace of mind ingrains itself upon the character of an individual and is constantly reflected in his voice, carriage and movements of the body. It is a blissful and heavenly blessing, which dwells within and colours the personality twenty-four hours of the day.

The tranquil spirit is an attribute, which can be developed and acquired by anyone who earnestly desires to possess it.

The essential ingredients for success are prayer, mental attention, self-discipline, resolve and perseverance. They will propel the individual upwards in his flight towards his blessed goal; and soon he will experience a remarkable change within himself; but still he will not rest satisfied with these first fruits of progress. He will desire and strive for further advancement and will be on guard against the slightest deviations liable to unbalance his spiritual poise; and as he continues to progress, peace and serenity will take firmer control of his thoughts and actions until conscious attention is no longer required, it being replaced by second nature.

The person possessing peace of mind is not indifferent to sorrows and distress of life. He is acutely aware of them but he accepts them in a calm and philosophical manner and often an observer may fail to detect any sign of physical emotion.

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Promised Messiah, was very devoted to his first-born daughter; Ismat. She fell ill and he watched over her with great care and love; but when she died he seemed to forget her completely. He had resigned himself to the decree of Allah.

On another occasion a false and malicious charge of murder was brought against him by some Christian missionaries. Their malevolence knew no bounds. Normally most men finding themselves under such circumstances would show clear symptoms of strain, fatigue and worry, yet all the while the Promised Messiah remained so cheerful, friendly and composed that no one could imagine that such a heavy charge hung over his head.

The person who possesses peace of mind never frets and fumes. Loss of life, loss of wealth, loss of health, persecution, hardships, annoyances, disturbances and difficulties do not unduly upset him. Although he is fully conscious of their impact, his demeanour remains calm and under personal control.

God tells us in the Holy Quran that He will cause man to undergo various afflictions in order that he may develop patience and steadfastness:

"And We will try you with something of fear and hunger, and loss of wealth and lives, and fruits. But give glad tidings to the patient, who when in misfortune overtakes them, say 'Surely to Allah we belong and to Him shall we return'." (2: 156-157)

It is in times of affliction and inconvenience that a person is tested and given the opportunity of exercising and demonstrating the crown of virtues – patience. The conquest

4. **Pilgrimage** to The House of Allah ***(Ka'ba)***
5. To pay **Zakaat**.

It is the **duty of parents** to teach and train their children in the above-mentioned beliefs. They should be taught with great care, love, and kindness.

No one should ever be careless in this matter. Though sometimes the parents have to be a little bit hard with their children, they should always go on praying for the welfare of their children, because the parents prayers are the real source of their children's training.

Parents' hard work without prayers cannot bear the right fruit. While training their children, the parents should always keep this saying of the Holy Prophet in mind that,

اکرموا اولادکم

"Always respect your children."

Most Valuable Commodity

(Anonymous)

There is a bank that credits your account each morning with **$86,400.**

It carries over no balance from day to day.

Every evening deletes whatever part of the balance you failed to use during the day.

What would you do? Draw out ***ALL OF IT,*** of course!!!!

Each of us has such a bank. Its name is ***TIME***.

- Every morning, it credits you with 86,400 seconds.
- Every night it writes off, as lost, whatever of this you have failed to invest to good purpose.
- It carries over no balance.
- It allows no overdraft.

Each day it opens a new account for you.

Each night it burns the remains of the day.

If you fail to use the day's deposits, the loss is yours.

- There is no going back.
- There is no drawing against the "tomorrow."
- You must live in the present on today's deposits.

Invest it so as to get from it the utmost in health, happiness, and success!

The clock is ticking. Make the most of today.

And remember time waits for no one.

- ***Yesterday is history.***
- ***Tomorrow is a mystery.***
- ***Today is a gift.*** *(That's why it's called the Present!!!)*

7. We will have a day, after our death, when all the dead would be resurrected and will be asked about their deeds committed in this life. Those people who follow Allah and His Messenger's commandments will enter Heaven, but those who associated partners with God, committed atrocities, or created disorder in this world and spent life of sin would be thrown in Hell. The punishment of Hell would be temporary while the reward of Heaven would be permanent and would never end.

8. Our God is a living God. He still sees, hears and talks as he used to do in the past. He still listens to one who prays to Him and accepts his prayer. He always reveals His word to His true servants and He still is revealing His word to His servants. He appointed the Promised Messiah for the guidance of the people of this age and He manifested His powers and blessings through the Promised Messiah.

9. It is also essential to believe in the destiny or will of Allah. Destiny means that Allah has created balance in good and bad in this world. His one destiny is in the form of the Law of Nature, which affects the believers and non-believers equally, but one destiny is reserved for His true servants. The usual Law of Nature is that the powerful always wins over the weak and the majority over the minority. But that special destiny is the destiny of Allah, which made apparently weak Moses to defeat a very powerful Pharaoh and our Prophet ﷺ succeeded to take over all of Arabia. This special destiny of Allah always appears in favour of the prophets.

10. Jesus was a true and honoured prophet of God. He appeared as a prophet to guide the Israelites before the appearance of the Holy Prophet ﷺ. He was born without the agency of a father. He fulfilled the mandate of his prophet hood and died like all other prophets. Neither has he risen to Heaven nor will he descend from Heaven.
The good tidings of the Messiah, Son of Mary's second advent, we find, means only an advent of a person like him. It does not mean at all that the same Jesus of Nazareth will come, who passed away from this world forever according to the Holy Quran.

Five Pillars of Islam:

One who makes the declaration, that there is none worthy of worship but Allah and Muhammad ﷺ is His Messenger, is a Muslim.

He should be taught the above-mentioned beliefs. It is also essential for a Muslim to do the righteous deeds. This is the only way to achieve the pleasure of Allah.

The most important deeds, which are the basis of the Islamic Teachings, are called the Pillars of Islam and they are as follows:

1. ***Kalama Shahada*** – The words of this Kalama are:
   That one should make an open declaration while believing in its contents wholeheartedly that –
   "I bear witness that no one is worthy of worship but Allah, and no one is His associate and I bear witness that Muhammad ﷺ is His servant and Messenger."

2. To **observe the five daily prayers** at their proper times.

3. **Fasting** in the month of **Ramadhan**.

of the house and environment of a child, because it gives shine to the natural abilities and morality of a child. His education could start with *Yassar-nal-Quran*. It will help him in the study of the Holy Quran.

He should be taught and encouraged to observe *Salaat* when he is of seven years of age. At the age of ten, he should be pressed to be a regular *Salaat* observer. He could be scolded if needed at this stage.

The religious education should always take precedence over worldly education. He should be taught all the basic and true beliefs before he achieves the age of maturity. The true and important beliefs are *Salaat*, Fasting, *Haj, Zakaat*, etc.

True Beliefs

The true beliefs, which are the Pillars of Faith, are as follows:

1. The affirmation of the Unity of God and to believe that none is associated with Him in person and attributes.

2. The angels are the creatures of Allah who deliver Allah's messages and blessings to mankind. They do all the work of nature. They look after the natural phenomena of this world and are a link between the Creator and the creation.

3. The Prophets have come for all the people and for all the ages. It is obligatory to believe in all the Prophets. As the basics of the prophet hood are concerned, they are all equal.

4. The teachings of all the prophets were only for a certain time and a certain people. Some of them were prophets to whom the *Sharia* was revealed or they were given a new teaching like Moses but the others did not bring any new *Sharia* or teachings. These prophets followed the teachings of the other prophets like Aaron, or the other Israelite prophets who came after him, like Jesus.

5. All the prophets who appeared on this earth have different levels of status and the Holy Prophet Muhammad ﷺ was the chief of all of them. He was the best of the First and the Last, because Allah has bestowed upon him the title of the Seal of the Prophets, i.e. the best and chief of the prophets.
The teachings and the law brought by the Holy Prophet ﷺ are perfect, everlasting, and final. It will stay in practice and will be applicable in the lives of humans until the Day of Judgement, and not even a dot of its commandments will be cancelled or amended. Allah the Almighty has taken responsibility, Himself, to guard its words and the subject matter.

6. It is essential to believe in all the heavenly scriptures, which were revealed by Allah in different ages for the guidance of the people. The Holy Quran has brought us the Last and the Perfect Law; therefore, we are not bound to follow the early scriptures. The previous laws are abrogated. Now, one could have a relationship with God only by following the teachings of the Holy Quran. The Holy Quran, in this regard is the best of all the heavenly scriptures and the Last book of God and is perfect in all respects, therefore, no other teaching is needed when we have the Holy Quran.

Basic Syllabus of Religious Knowledge

(For the members of Majlis Ansarullah)
Syed Muhammad Ahmad Shah Sahib

Editor's Note. *This book was originally printed in Urdu, 30 years ago, by Majlis Ansarullah Pakistan. There was a great demand for its English translation, for the benefit of those who cannot read Urdu. Malik Kaleem Ahmad Sahib, Sadr Majlis Ansarullah Canada, asked Shah Sahib to take this project and start serializing the translation in our magazine. It is a great pleasure that Shah Sahib, a learned scholar and our previous Sadr Majlis, has agreed to translate this very useful book.*
The translation of first 8 pages is in your hands. In next issue, Inshaallah, a larger portion will be provided. Later on, God willing, as soon as translation completes the whole book will be published in English. May Allah, the Almighty, bless Syed Muhammad Ahmad Shah Sahib with his choicest bounties. Ameen

Our Religion

The Promised Messiah(as) says,
"*There is none worthy of worship but Allah and Muhammad is the Messenger of Allah.*" This is the essence and summary of our religion. Our faith, which we have in this life and with which, God willing, we will pass away from this world is that our chief and our master Muhammad(saw), the Chosen One is the Seal and the best of the Messengers of Allah.

The religion has been completed by Him and the blessings and guidance with which a man finds a straight path to reach Allah has achieved perfection. We also have firm faith that the Holy Quran is the last of the heavenly scriptures and not even a dot of its *Sharia* or commandments can be cancelled or added on.

Now, there could not be any revelation from Allah which cancels or amends or changes any of its precepts, if otherwise, someone has this notion that it could happen, he definitely, according to our belief, is out of the Jama'at of the believers and is a heretic and an infidel. We also believe that no one can find the right path, even of a very low standard, without following the Holy Prophet(saw).

It is impossible to achieve the higher standards of the right path without following this Chief of the Prophets(saw). We could never achieve any higher status of honour or closeness to God without true and perfect submission to the Holy Prophet(saw). Whatever we achieve, we achieve through him as his followers." *(Azala-e-Auham pp.69-70)*

Questions of Daily Jurisprudence

The Birth of a Child:

Islam teaches us to call *Azan* in the right ear and *Aqama* in the left ear of child after the birth. *Ghutti, or Ghurti,* (a taste of liquid food) is also good. The celebration of *Aqiqa* on the seventh day is also a tradition of the Holy Prophet(saw). *Aqiqa* is the sacrifice of two goats or sheep for a boy and one goat or sheep for a girl. The meat either be distributed among the poor, the relatives and neighbours or be used for a feast for the relatives, the poor, and the neighbours.

In the case of a boy, the circumcision could also take place on the same day. This is just for the convenience and not an obligation to do it together.

Education and Training of a Child:

Proper education and training in early childhood is very important. It is very important to guard the purity and cleanliness

The patients with severely damaged heart are not advised to fast because of a variety of factors. It is not really the food deprivation, but water deprivation, which concern a fasting heart patient the most.

Lack of water could lead to angina among the heart patients who take 4-6 times medicines in 24 hours.

Type I diabetes patients are asked not to fast because they are insulin dependent and they have to take medication at regular interval.

Who Could Fast?

Patients with a stable heart and who take medication twice a day or less may fast safely. For example the heart patients who have suffered heart attack and undergone bypass surgery, and their kidneys are functioning normally and they are not on 4-6 times medications daily.

Type II diabetes patients could fast and are required to follow a modified regimen of dosage through consultation with their physicians.

Exercise and Fasting

Physical exercise is very important for diabetes and heart patients as well as for normal people. ***During Ramadan, if they are fasting, it is imperative for them to review their timings for exercise.***

If you are taking some medications and also fasting, please DO NOT exercise in fasting condition. Normal walk would not harm but use caution.

Those who want to go for brisk walk after Iftar it is necessary for them to ensure a gap of 3-4 hours between the main meal and exercise.

Clinical studies have shown that a 30-minute brisk walk, one hour before Sahri, is the best time for fasting people suffering from diabetes and heart ailments.

A brisk walk means 120 steps a minute or more for males, and 90 steps a minute or more for females.

Please note that a brisk walk, for such patients, before Iftar could cause hypoglycaemia, decrease in blood glucose level, and loss of electrolytes, which is not recommended for both diabetes and heart patients.

Rather, they are advised to tone down by not indulging in high-intensity workouts and losing fewer electrolytes than what they normally spend during exercise.

Conclusion

All over the world lifestyles and dietary patterns are changing, increasing the risk of heart problems, diabetes and its associated complications.

As world becomes more and more advanced in technology it is becoming more and more obvious that Muslim way of life is the best. From offering five daily prayers, paying *Zakat* to keeping fast in the month of Ramadan; every commandment of the Holy Quran leads us to more happier and successful life here in this world and hereafter. *(If followed exactly as prescribed by the Allah.)*

May Allah help us to fully enjoy the blessings of this holy month. *Ameen*

Low Blood Sugar

Signs & Symptoms: Weakness, dizziness, tiredness, poor concentration, perspiring easily, feeling tremors, unable to perform physical activities, headache, and palpitations.

Causes: Non-diabetics may trigger by having too much sugar i.e. refined carbohydrates especially during the *Sehri*. The body respond by producing more insulin causing the blood glucose to drop.

Remedy: Must eat something at *Sehri* and limit sugar-containing foods and drinks.

Caution: Diabetics may need to adjust their medication in Ramadan, consult your doctor.

Muscle Cramps

Causes: Inadequate intake of calcium, magnesium and potassium foods.
Remedy: Eat foods rich in the above minerals e.g. vegetables, fruit, dairy products, meat and dates.

Peptic Ulcers, Heart Burn, Gastritis And Hiatus Hernia

Increased acid levels in the empty stomach in Ramadan aggravate the above conditions. It presents as a burning feeling in the stomach area under the ribs and can extend up to the throat.

Causes: Spicy foods, coffee, and Cola drinks worsen these conditions.
Medications are available to control acid levels in the stomach. People with proven peptic ulcers and hiatus hernia should consult their doctor well before Ramadan. Usually it is not advisable to keep fast.

Joint Pains

Causes: The increased pressure on the knee joints during *Salat* specially *Taraweeh*. In the elderly and those with arthritis this may result in pain, stiffness, swelling and discomfort.
Remedy: Lose weight so that the knees do not have to carry any extra load. Exercise the lower limbs. Being physically fit allows greater fulfillment, thus enabling one to be able to perform *Salat* with ease.

Kidney Stones

Kidney stones may form in people who take less liquids and fasting may precipitate the stone formation.
Therefore, it is essential to drink extra liquids so as to prevent stone formation.

Caution: Those on high blood pressure medication and with kidney stone problems should consult their doctor.

Fasting and Sickness

We all know that fasting is not obligatory for a sick person. But there are some ailments that are chronic and some Ansar brothers may feel that they are healthy enough to keep fast during the month of Ramadan or at least a few days every week.

Who Should Not Fast?

As per Holy Quran all sick people are exempted. *(Someone may question about mentally sick? No comments!)*

If you are sick, please do not keep fast. Ask yourself, whether you are sick? I'm talking about chronic ailments and the person who is otherwise healthy.

What to Avoid at Iftar?

- Over-eating.
- Excess of fried and fatty foods, hinders concentration in *Isha* and *Taraweeh* prayers.

What to Eat at Iftar?

- Dates are excellent source of sugar, fibre, carbohydrates, potassium and magnesium and it does not affect concentration in *Isha* and *Taraweeh* prayers.
- As much water or fruit juices as possible between *iftar* and bedtime so the body may adjust fluid levels in time.
- Bananas are a good source of potassium, magnesium and carbohydrates.

Common Medical Problems

Following is the brief guide on dealing with the most common ailments that may be related to fasting.

Indigestion And Gas

Causes: Over-eating. Too much fried and fatty foods, spicy foods, and foods that produce gas e.g. eggs, cabbage, lentils, carbonated drinks like Cola.

Remedy: Do not over-eat, drink fruit juices or better still drink water. Avoid fried foods, add ginger to gas-producing foods.

Constipation:

Constipation can cause piles, (haemorrhoids) anal fissures, and indigestion with a bloated feeling.

Causes: Too much refined foods, reduced water intake and less fibres in the diet.

Remedy: Avoid excessive refined foods, increase water intake, and use bran in baking, brown flour when making *Chapati/roti*.

Lethargy ('Low Blood Pressure')

Excessive sweating, weakness, tiredness, lack of energy, dizziness, especially on getting up from sitting position, pale appearance and feeling faint are symptoms associated with "low blood pressure". This tends to occur towards the afternoon.

Causes: Reduced fluid and salt intake.
Remedy: Keep cool, increase fluid and consume a little bit more salt.

Caution: Low blood pressure should be confirmed by taking a blood pressure reading when symptoms are present. Persons with high blood pressure may need their medications adjusted during Ramadan. They should consult their doctor.

Headache

It usually occurs as the day goes by and worsens near the end of the day. If associated with "low blood pressure", the headache can be quite severe and may also cause nausea before *Iftar*.

Causes: Caffeine and tobacco-withdrawal, doing too much in one day, lack of sleep, and, of course, hunger.

Remedy: Cut down caffeine and tobacco slowly starting a week or two before Ramadan. Herbal and caffeine-free teas may be substituted. Reorganize your schedule during the Ramadan to have adequate sleep.

Ansar's Health and Ramadan

(Dr. Sajid Ahmad)

This article provides useful advice for all, Ansar brothers and their family members alike, on how to avoid some common health problems encountered while fasting. If followed, it would enable us to fast comfortably and enjoy fully the physical and spiritual benefits of this blessed month.

Our liver and kidneys are the workhorses of the body that basically get rid of all the by products of our body's metabolism. The work that the liver and kidneys do is what keeps our body working properly - for instance, when we eat protein our body gets rid of the nitrogen from the protein by washing it out through the kidneys with lots of water - in fact, eliminating a potential "toxin" to our body. The liver metabolizes many potential toxins to our body.

What to Eat?

Our diet should not differ very much from our normal diet and should be as simple as possible. The diet should be such that we maintain our normal weight, neither losing nor gaining. However, if one is over-weight, Ramadan is an ideal time to normalize one's weight.

In view of the long hours of fasting, we should consume slow digesting foods including fibre containing-foods rather than fast-digesting foods. Slow digesting foods last up to 8 hours, while fast-digesting foods last for only 3 to 4 hours.

a) Slow-digesting foods are proteins and complex carbohydrates; e.g. grains and seeds like barley, wheat, oats, millet, semolina, beans, lentils, whole-wheat flour, unpolished rice, etc.
b) Fast-burning foods are refined carbohydrates e.g. sugar, white flour, polished rice etc.
c) Fibre-containing foods are bran-containing foods, whole wheat, grains and seeds, vegetables like green beans, peas, *saag*, spinach, *methie*, the leaves of beetroot, fruit with skin, dried fruit especially dried apricots, figs and prunes, almonds, etc.

Our food should be well balanced, containing foods from each food group, i.e. fruits, vegetables, meat/chicken/fish, bread/cereals and dairy products. Fried foods should be limited as they cause indigestion, heartburn, and weight problems.

What to Avoid at Sehri?

- Foods containing too much sugar
- Over-eating.
- Too much tea, it makes to pass more urine taking with it valuable mineral salts that would be needed during the day.

What to Eat at Sehri?

- Complex carbohydrates so that the food lasts longer making us less hungry.
- Haleem is an excellent source of protein and is a slow-burning food.
- Almonds are rich in protein and fibre with less fat.
- Bananas are a good source of potassium, magnesium and carbohydrates

A Humble Request

Dear brothers,

This is the fourth issue of *Nahno Ansarullah* and unfortunately it has not, so far, created the interest and enthusiasm that was expected.

We belong to the Jama'at of *Sultanul Qalam* (سلطان القلم) and only 3 brothers, so far, have contributed to the English section of this magazine of Majlis Ansarullah Canada.

Under the guidance of Amir Sahib and Sadr Majlis the magazine is being transformed into an educational and spiritual motivational tool.

It cannot be achieved without your literary contributions and feedback. I humbly request all members to participate in making this magazine such an organ that people eagerly wait for its next issue.

If you cannot write yourself, please look around and motivate someone who can. You will be surprised to know that there are many who would like to write or share some experiences but need a little encouragement!

Dear brothers,

We all know that our beloved Imam Hazrat Khalifatul Masih IV, may Allah assist him, is not well these days.

It is our duty to pray, to Almighty Allah, fervently for his health and speedy recovery. We all have been blessed in different ways by his prayers and guidance.

It is very hard to find the suitable words to express my feelings. Therefore I have selected a few lines from *Roohani Khazain* that consist a wonderful advice on acceptance of prayers:

"*At times it is as if the prayer is not being accepted; there is one thing that can be done on such occasions. One should ask some very pious person to pray and then he himself should pray to God that He might hear the prayer of that pious person. It has been observed quite often that the prayer has been accepted in this way. I have experienced it myself and it has been happening in the case of many people before me, as well.*

It is said that once Bawa Ghulam Farid fell ill; he prayed for his recovery but the prayer was not accepted. Then he asked one of his disciples to pray for him - this disciple was a very pious person (He was either Sheikh Nizamuddin or Khawaja Qutbud Din). His prayer was also not accepted.

He then prayed to God very fervently and asked Him to raise that disciple of his to the rank where the prayers are very often accepted. Next morning he told the disciple that he had prayed for him for a higher rank. When the disciple heard this, he was very much moved and he started praying for him very fervently - so fervently that it was accepted and Bawa Ghulam Farid recovered from his illness."
(Malfoozat Vol. 9, pg. 234)

Please follow the advice of the Promised Messiah and leave no stone unturned. May Allah accept our prayers and show another miracle to the world. *Ameen.*

(Editor English)

"This is reinforced by the evidence of the divine law of nature that the herbivorous animals do not possess the same degree of courage as do carnivorous ones. The same applies to birds. Thus there is no doubt that morals are affected by food. Conversely those who are given to a diet consisting mainly of meat and eat very little of vegetables suffer a decline of meekness and humility. Those who adopt the middle course develop both types of moral qualities. That is why God Almighty has said in the Holy Quran:

"***Eat and drink but do not be immoderate.***" (7:32)

That is to say, eat meat and other foods but do not eat anything to excess, lest your moral state be adversely affected and your health might suffer."
(*The Philosophy of Teachings of Islam* by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad[as])

The institution of fasting is extremely important because it cultivates the believer in almost every area of his spiritual life. Among other things, he learns through personal experience about what hunger, poverty, loneliness and discomforts mean to the less fortunate sections of society. Abstention from even such practices during the month of Ramadhan as are permissible in everyday life plays a constructive role in refining the human character. *(Elementary Study of Islam by Hazrat Khalifatul Masih IV)*

Editorial Board

Amir & Missionary Incharge Canada	Maulana Naseem Mahdi
Sadr Majlis Ansarullah Canada	Malik Kaleem Ahmad
Qa'id Umomi & Coordinator	Hamid Latif Bhatti
Qa'id Isha'at & Manager	Mohammad Zubair Mangla
Editor Urdu & Additional Qa'id Isha'at	Nasir Ahmad Vance
Editor English	Dr. Sajid Ahmad

In this issue

Editorial	3
Ansar's Health and Ramadan	4
Basic Syllabus of Religious Knowledge - Translation	8
Tranquil Spirit	12
Khalid bin Walid	14
Heart Attack – A Simple Guide	17
Water or Coke?	23
17th Annual Ijtema Majlis Ansarullah Canada	24

Words of Allah the Almighty

184. O ye who believe! fasting is prescribed for you, as it was prescribed for those before you, so that you may guard against evil.

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾

185. *The prescribed fasting is* for a fixed number of days, but whoso among you is sick or is on a journey *shall fast* the same number of other days; and for those who are able to fast *only* with great difficulty is an expiation—the feeding of a poor man. And whoso does good of his own accord it is better for him. And fasting is good for you, if you only knew.

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۚ
وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ
مِسْكِيْنٍ ۚ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ
لَّهٗ ۚ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾

Sayings of the Holy Prophet ﷺ

(Peace and blessings of Allah be upon him)

1) Narrated by Talha bin 'Ubaid-Ullah:

A bedouin with unkempt hair came to Allah's Messenger ﷺ and said, "O Allah's Messenger ﷺ! Inform me what Allah has made compulsory for me as regards the prayers." He replied: "You have to offer perfectly the five obligatory prayers in a day and night, unless you want to pray *Nawafil*."

The bedouin further asked, "Inform me what Allah has made compulsory for me as regards fasting."
He replied, "You have to fast during the whole month of Ramadan, unless you want to fast more as *Nawafil*."

The bedouin further asked, "Tell me how much *Zakat* Allah has enjoined on me."

Thus, Allah's Prophet ﷺ informed him about all the rules (i.e. fundamentals) of Islam.

The bedouin then said, "By Him Who has honoured you, I will neither perform any of *Nawafil* nor will I decrease what Allah has enjoined on me.

Allah's Prophet ﷺ said, "If he is saying the truth, he will succeed (i.e. he will be granted paradise)."
***(Sahih Bukhari** Volume 3, Book 31, # 115)*

2) Narrated Abu Huraira:

The Holy Prophet ﷺ said, "Whoever does not give up forged speech and evil actions, Allah is not in need of his being hungry and thirsty"
***(Sahih Bukhari** Volume 3, Book 31, # 127)*

HOMELIFE/UNITED REALTY INC
Head Office: (905) 672-0672 (24 hr pager)

Tariq Malik (Ph.D.)
REALTOR
30 years experience in buying & selling Commercial, Residential, & Industrial properties.
Direct Line: (416) 937-4042

Usman Malik (BSc.)
REALTOR
5 years of work experience in Real Estate Management
Direct Line: (416) 885-1706

Contact for all of your Real Estate needs in buying or selling

7240 Airport Rd., #105 Mississauga, Ontario L4T-4E5
Tel: (416) 398-4827 Fax: (905) 672-0672

Designed by: Fire & Ice Production

T.M. EXCHANGE

Transfer money to the following countries at the most competitive rate and the fastest service:

- Pakistan
- India
- UAE
- UK
- Hong Kong
- Saudi Arabia
- Bahrain
- USA
- Bangladesh
- Kenya
- Sri Lanka
- China

511 Champagne Drive, (Finch & Dufferin)
Noth York, Ontario M3J-2C6
E-mail: tmexchange@hotmail.com

Tel: (416) 398-4827
(416) 885-1706
Fax: (416) 638-1915

Designed by: Fire & Ice Production

Nahno Ansarullah

Toronto, Canada Volume: 3 No: 2 October 2002

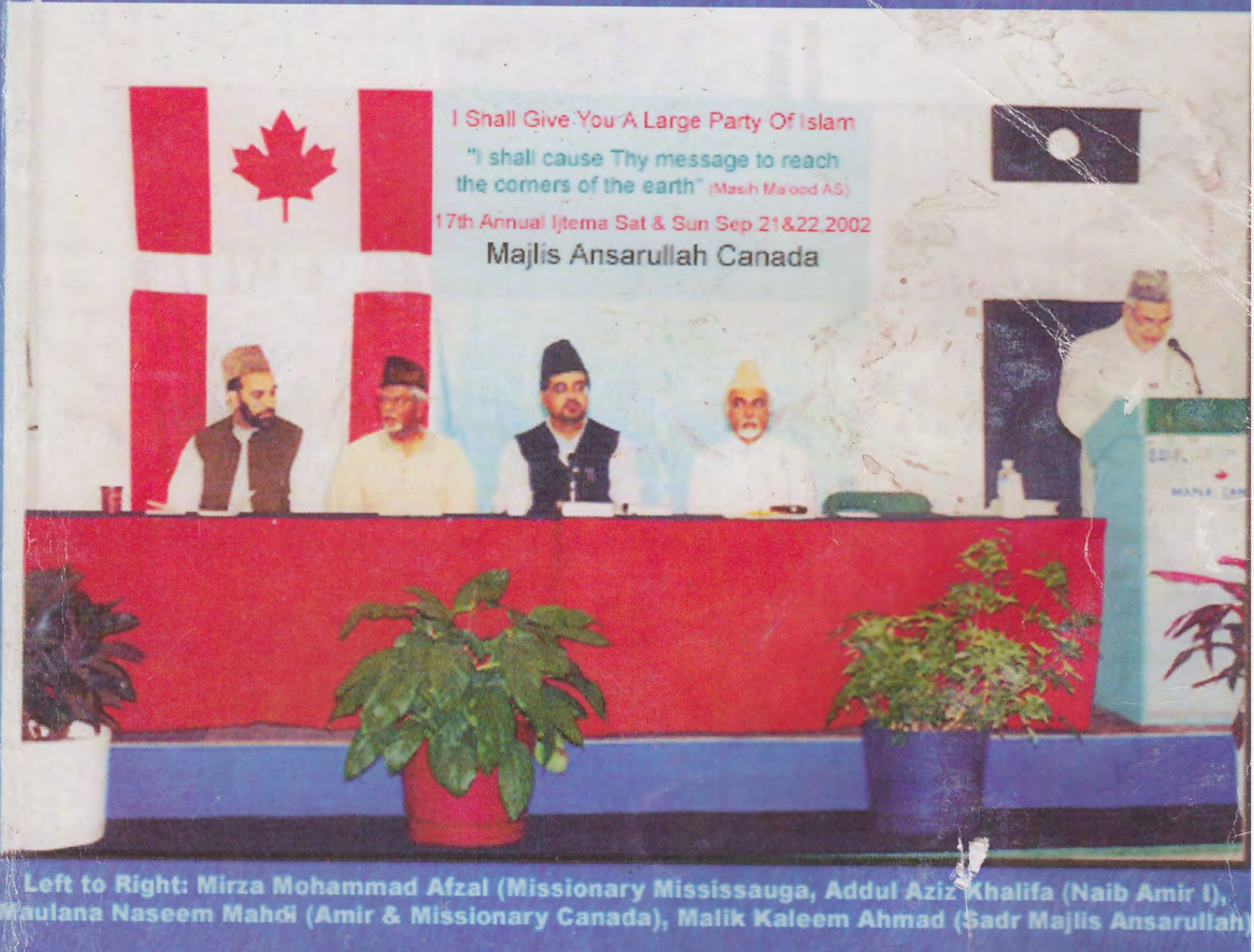

Left to Right: Mirza Mohammad Afzal (Missionary Mississauga, Addul Aziz Khalifa (Naib Amir I), Maulana Naseem Mahdi (Amir & Missionary Canada), Malik Kaleem Ahmad (Sadr Majlis Ansarullah)

MAJLIS ANSARULLAH CANADA